صدائے سرمدی

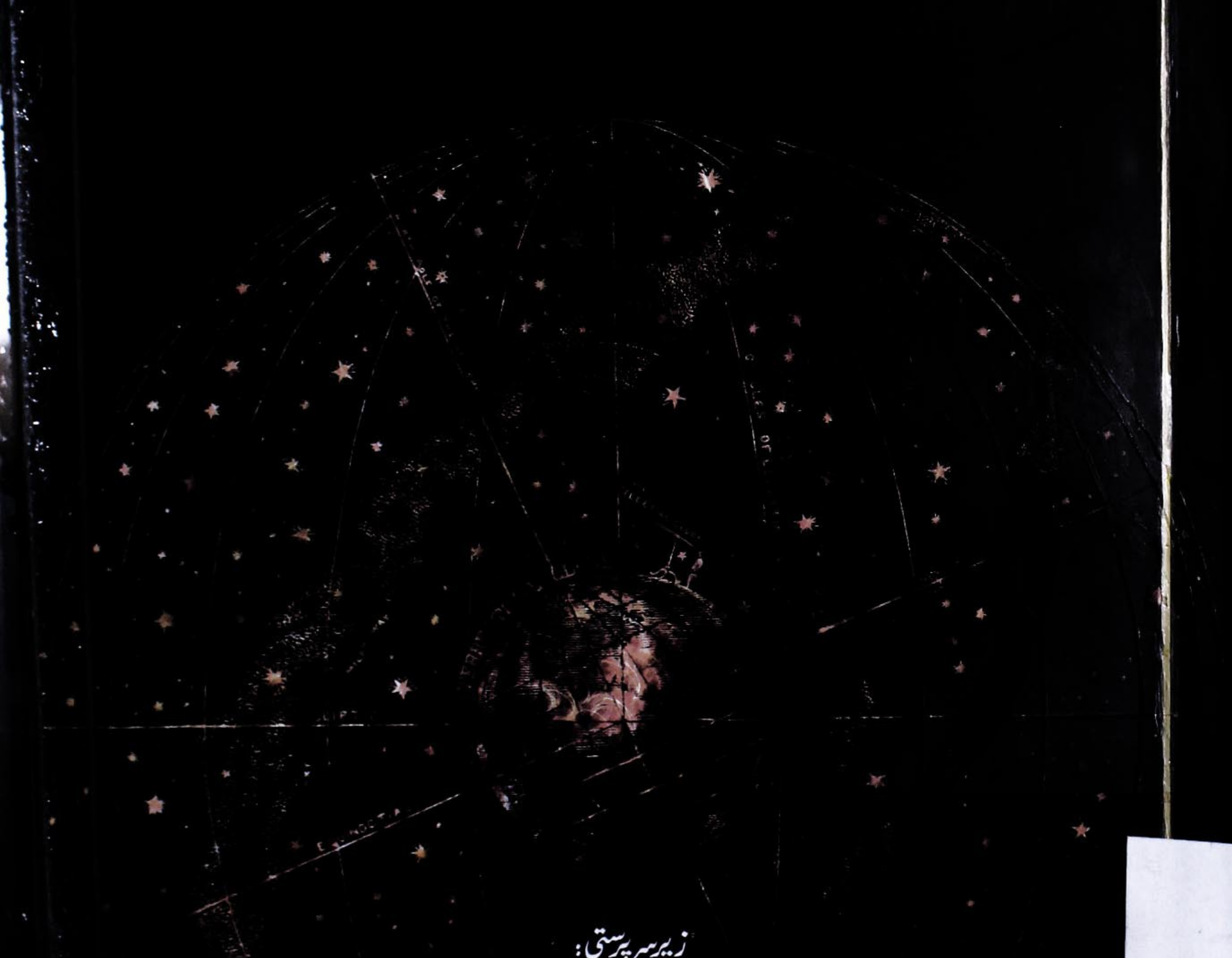

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فی سبیل اللہ

Not For Sale

Marfat.com

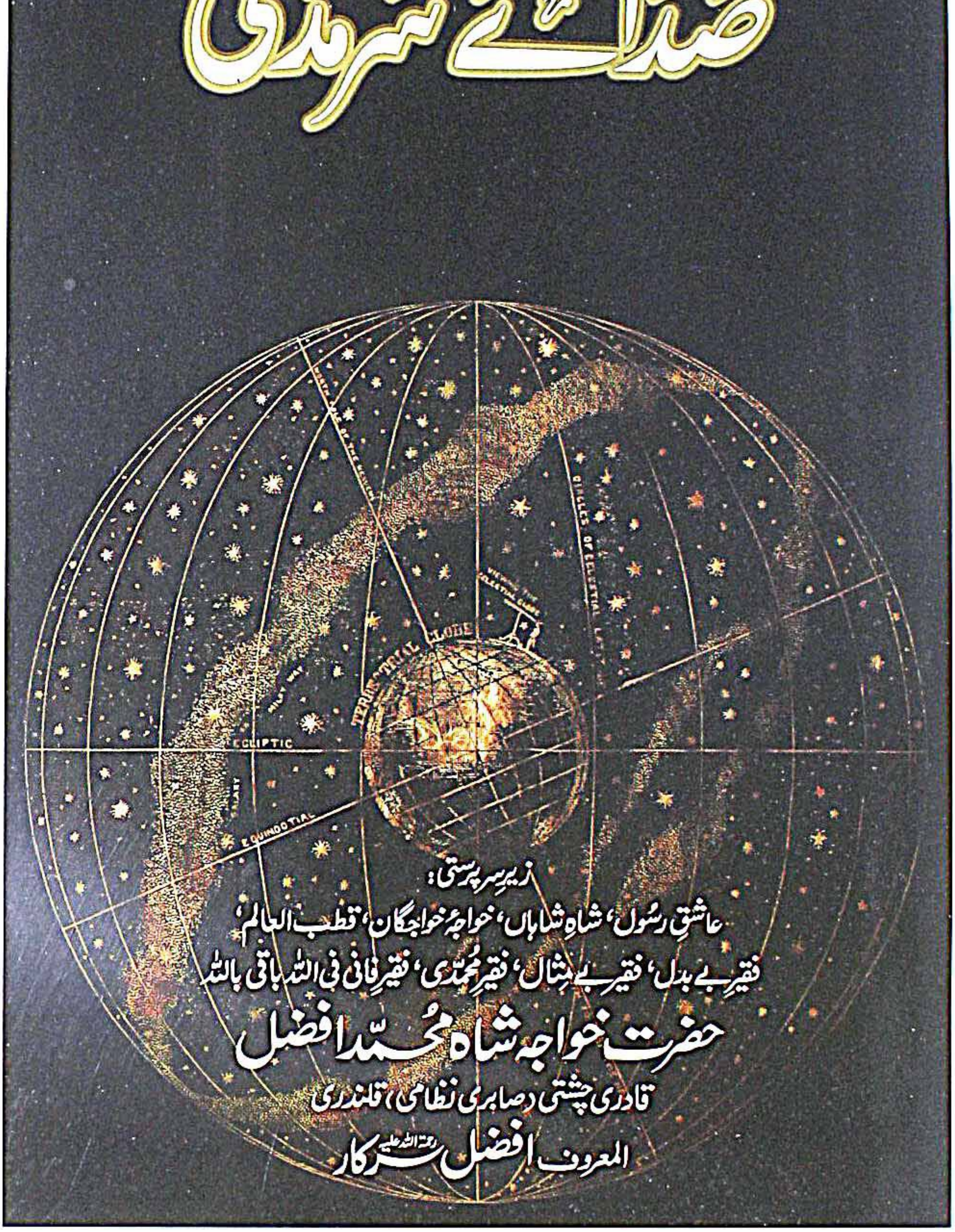

صدائے سرمدی

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ ۶۶-۶۷، بلاک ۸/۷، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ـــــــــ صدائے سرمدی

ترتیب و پیشکش ـــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ـــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
جمادی الاوّل ۱۴۳۸ھ فروری ۲۰۱۷ء	۱۰۰۰۰

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

297.4924
314
140081

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "صدائے سرمدی" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدّی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش، یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللّٰہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالِم حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم) اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانیؒ

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلا تے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر و فکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی رح

Marfat.com

فہرست

شمار نمبر	باب نمبر	تاریخ	عنوانات	صفحہ نمبر
1	268	یکم مارچ ۲۰۱۳ء ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت شاہ محمد غزن رحمۃ اللہ علیہ	9
2	269	۸ مارچ ۲۰۱۳ء ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	22
3	270	۱۵ مارچ ۲۰۱۳ء ۲ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ	اَدب	39
4	271	۲۲ مارچ ۲۰۱۳ء ۹ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ	مَوت ایک حقیقت	52
5	272	۲۹ مارچ ۲۰۱۳ء ۱۶ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ	حالات کا بہاؤ اور ہماری کوتاہ نظری	65
6	273	۵ اپریل ۲۰۱۳ء ۲۳ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ	دُعا کی اہمیت	79
7	274	۱۲ اپریل ۲۰۱۳ء یکم جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	96
8	275	۱۹ اپریل ۲۰۱۳ء ۸ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ	113
9	276	۲۶ اپریل ۲۰۱۳ء ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	128
10	277	۳ مئی ۲۰۱۳ء ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ	حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	144

Marfat.com

شمار نمبر	باب نمبر	تاریخ	عنوانات	صفحہ نمبر
11	278	۱۰ر مئی سنہ ۲۰۱۳ء ۲۹ر جمادی الثانی سنہ ۱۴۳۴ھ	حضرت انعام الرحمٰن قدوسیؒ	159
12	279	۱۷ر مئی سنہ ۲۰۱۳ء ۶ر رجب المرجب سنہ ۱۴۳۴ھ	حضرت خواجہ غریب نوازؒ	172
13	280	۲۴ر مئی سنہ ۲۰۱۳ء ۱۳ر رجب المرجب سنہ ۱۴۳۴ھ	توبہ۔ (حصہ اول)	187
14	281	۳۱ر مئی سنہ ۲۰۱۳ء ۲۰ر رجب المرجب سنہ ۱۴۳۴ھ	توبہ۔ (حصہ دوم)	200
15	282	۷ر جُون سنہ ۲۰۱۳ء ۲۷ر رجب المرجب سنہ ۱۴۳۴ھ	شبِ معراج	213
16	283	۱۴ر جُون سنہ ۲۰۱۳ء ۴ر شعبان المعظم سنہ ۱۴۳۴ھ	حضرت خواجہ شاہ محمد افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ	228
17	284	۲۱ر جُون سنہ ۲۰۱۳ء ۱۱ر شعبان المعظم سنہ ۱۴۳۴ھ	شبِ برأت	243
18	285	۲۸ر جُون سنہ ۲۰۱۳ء ۱۸ شعبان المعظم سنہ ۱۴۳۴ھ	حضرت لعل شہباز قلندرؒ	255
19	286	۵ جولائی سنہ ۲۰۱۳ء ۲۵ر شعبان المعظم سنہ ۱۴۳۴ھ	محبت کے تقاضے	270
20	287	۱۲ر جولائی سنہ ۲۰۱۳ء ۲ر رمضان المبارک سنہ ۱۴۳۴ھ	حضرت شرف الدین بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ	283

Marfat.com

حضرت شاہ محمد غزن رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اُن سب تخلیقات کا اعلیٰ ترین مالک ہے جو اُس کے "کُن" کہہ دینے سے پیدا ہوئیں ۔ بے شک کوئی چیز اُس کے لئے مشکل نہیں ہے ۔ وہ بس ارادہ کرتا ہے اور اُس اِرادے کی تکمیل ہو جاتی ہے ۔

دُرود و سلام رسولِ آخر پر جو رحمتُ اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً انسانیت کے لئے اللہ کی رحمت ہیں ۔

سلام ، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے ۔ سلامتی اُن سب پر جو اِن محفلوں کے ذریعے اُدب و احترام سیکھ رہے ہیں ۔

مثنوی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے شخص کی کہانی بتائی ہے جو صرف و نحو کا ماہر ، اور جس کو زبان پر عبور حاصل تھا ۔ وہ زبان دان ایک بار ایک کشتی کے ذریعے سفر پہ نِکلا ، وہ

Marfat.com

کشتی ران کی طرف مخاطب ہوا اور اُس سے پوچھا: "کیا آپ نے کبھی صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی ہے؟ "نہیں" اُس نے جواب دیا۔ زبان دان نے کہا: "تو پھر تمہاری آدھی زندگی ضائع ہوئی! یہ سُن کر کشتی ران غم سے افسردہ ہوا لیکن کچھ نہیں بولا۔ تیز ہوا نے کشتی کو ایک گرداب میں ڈال دیا۔ کشتی ران (یعنی مَلاح) نے چِلّا کر زبان دان سے پُوچھا: "کیا تمہیں تیرنا آتا ہے؟" "نہیں"، اُس نے جواب دیا۔ اِس پر مَلاح نے کہا: "اے خوبصورت کلام والے حَسین زبان دان، تمہاری پوری زندگی ضائع گئی، کیونکہ کشتی اس بھنور میں ڈوب رہی ہے۔ اے احمق! رَبّ کی عبادت کرو، جب آخری وقت قریب آجائے زبان کے قاعدے یقیناً تمہیں نہیں بچائیں گے۔"

اِس کہانی میں سب کے لئے ایک نہایت گہرا سَبق ہے۔ اپنی زندگی کی حقیقت کو جانیئے۔ یہ جانیئے کہ آپ کو کیوں پیدا کیا گیا تھا اور آپ کے وجود کا مقصد کیا ہے، جس طرح کہ سورۃ الذّٰریٰت میں فرمایا: "اور مَیں نے جِن اور انسان کو اِسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔" اور آپ کس طرح جانتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے؟ اللہ نے سُورۂ آلِ عمران میں فرمایا: "جو خدا کو اُٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے یاد

Marfat.com

کرتے ہیں۔" اور سُورۂ سجدہ میں فرمایا: "جن کے پہلو (رات کو) خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں، وہ خوف اور اُمید کے ساتھ اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں۔ (آیت ۱۶)"۔ سُورۃ الفتح میں اللہ فرماتا ہے: "تم اِن کو دیکھو گے رکوع میں جھکے ہوئے اور سجدے میں پڑے ہوئے خدا کے فضل اور خوشنودی کو تلاش کرتے ہیں۔"

تو آپ میں سے جو اس حقیقت سے آگاہ ہیں وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ اگر آپ اپنی ہستی کا مقصد جانتے ہیں، تو آپ اپنی منزل کا تعیّن واضح طور پر کر سکیں گے۔ آپ اُس منزل تک پہنچنے کے لئے محنت سے کام کریں گے اور اپنی مُراد کو پانے کی خاطر سب کچھ کریں گے۔ یہ صرف اُس وقت ہوگا جب آپ کو واضح طور معلوم ہو کہ آپ کی منزل کیا ہے۔ یہ جاننا دَراصل اتنا گھمبیر مسئلہ نہیں ہے کہ ہر مخلوق جس کی نِسبت اللہ سے ہے، اُس کا مقصدِ حیات اُس کی واحد منزلِ مقصود اللہ کی محبّت کا حصول ہے۔ یہی محبّت ہر انسانی حیات کا محور ہونی چاہیئے۔ یہی محور شانِ ربوبیت ہے، اور اِس کے وجود کے باعث اللہ کی وحدانیت پر کامل ایمان ہے۔ جن کو اللہ سے سچّی محبّت ہے وہ خود کو ہمیشہ اُس کی بارگاہ میں پاتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کے وجود پہ آپ کا ایمان اس قدر یقین کے ساتھ ہونا چاہیئے کہ آپ کو ایسا لگے کہ آپ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ جب کوئی شخص ایمان کے اس دَرجے تک پہنچے تو وہ دَراصل رسُول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ "احسان یہ ہے کہ تم اس طرح اللہ تعالےٰ کی عبادات کرو گویا تم اُس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اِس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔" یہی نچوڑ ہے تمام اولیاء کرام کی صوفی تعلیمات کا جو وہ دُنیا کو دے رہے تھے۔ وہ اپنے نبیءِ محترم ﷺ کی اِن ہدایات کی اطاعت کر رہے تھے کہ "ہر چیز سے کٹ کر اُس کی طرف ہو جانا۔" رسُول اللہ ﷺ نے اِس عمل کے لئے آسان ترین طریقہ بھی بتا دیا ہے، یعنی بس کتاب کے مطابق چلیں اور ہادیءِ رحمت ﷺ کے ہاتھ مضبوطی سے تھامیئے اور کچھ ہی عرصے بعد آپ دیکھ لیں گے کہ آپ منزل تک پہنچ گئے ہیں۔

ایک صوفی بزرگ کا اِرشاد ہے: "اے برادر! اگر تم آج فقراء کے مراتب کا پتہ لگانا چاہو تو اُن کے اتباعِ شریعت پر نظر کرو، کہ شریعت معیار ہے۔ اِسی کسوٹی پر فقیر کی حقیقت روشن ہو جاتی ہے۔" اس لئے، جب کوئی آپ سے پوچھے کہ ایک صوفی

Marfat.com

کون ہے، تو آپ کہہ دیجئے کہ: "جو اپنی عقل کو سُنّتِ رسولؐ پر صَرف کرتے ہیں، اور اپنے قلوب کو اُس پر متوجہ کرتے ہیں، اور اپنے نفس کی خَباثتوں سے اپنے سردار کے دامن میں پناہ لیتے ہیں، انہی لوگوں کو صُوفی کہتے ہیں"، کیونکہ، "فقیر، سوائے حق کے، کسی چیز سے آرام نہیں پاتا"۔

یہ تھا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کا سبق، یعنی آپ تمام دنیاوی علوم پر عبور رکھتے ہوں، آپ نے دنیاوی خُوشیاں خریدنے کے لئے بہت خرچ کئے ہوں اور آپ کو اُس پہ بہت فخر بھی ہوا ہو، لیکن ذرا سوچیں کہ کیا ہوگا جب زندگی کی کشتی بَھنّور میں ڈُوب جائے گی، جَب زندگی کی آخری سانسیں بھی ختم ہو جائیں گی اور جب نئی دنیا کے دروازے آپ کی آنکھوں کے سامنے کُھل جائیں گے۔ ایسے وقت میں کون سا علم آپ کو حقیقت میں بچائے گا اور کن کا نام آپ کو اَبدی آگ سے امان دے گا۔ یاد رکھیئے کہ آپ سَب اپنی اپنی کشتیوں پر سوار ہیں، اِس لئے آپ کو اپنی بقاء کے طریقوں سے آگاہی ہونی چاہیئے، تاکہ جب مُنکر نکیر آپ سے پوچھیں کہ: "کیا آپ تیرنا جانتے ہیں؟" (تو اُس وقت) اگر جواب "نہیں" میں ہے تو اُن کے اِس اعلان کو سننے کے لئے تیار ہو جائیے

Marfat.com

کہ: "آپ کی پوری زندگی بیکار رہے" اگر ایسا ہوا تو پھر وہاں کون ہوگا جو آپ کو کل کی پشیمانی سے بچائے گا۔ یہ صرف اللہ ہی ہے جو اپنی ہدایات کا سلسلہ جاری رکھے ہُوئے ہے، جو اپنا صراط المستقیم اُن سب کو دِکھا رہا ہے جو اپنی آنکھیں کھلی رکھے ہوئے ہیں۔

ے اگر عمر گزر گئی فراقِ دل میں
تنہائی کی دیوار تھی ہر منزل میں
ساقی نے کرم کیا، جگہ دی مجھ کو
جام و قدح و صراحی کی محفل میں

آپ میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ صُحبت کا اَثر انسان کے کردار پر گہرا اثر کرتا ہے۔ اگر آپ کسی عِطر فروش کے پاس بیٹھیں گے تو یقیناً آپ سے خوشبو آئے گی۔ لیکن اگر آپ ایک ایسی جگہ پر بیٹھنا شروع کریں گے جہاں چمڑا رنگتے ہیں، تو چاہے آپ نے چمڑے کو ہاتھ لگایا ہے یا نہیں، مگر آپ کے بدن سے پھر بھی اِس کی بَدبُو آئے گی۔ ایک دانا آدمی اپنے دوستوں کے چناؤ میں ہمیشہ بہت محتاط ہوتا ہے، وہ آج کل کے لوگوں کی طرح نہیں ہوتا جو دوستی کو اقتدار، دولت اور شہرت کے پیمانے پر جانچتا ہے۔ ایک دانا آدمی اپنے

Marfat.com

دوستوں کا انتخاب اُن کے نیک اطوار اور بلند کردار کی بنیاد پر کرتا ہے۔ لیکن اگر آپ سچ میں سیکھنا چاہتے ہیں تو پھر اللہ کے عاشقوں سے سیکھیں، جن کی تعلیم براہ راست اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ کی طرف سے ہوئی ہے۔ تو اس طرح اپنے مُرشد کی صُحبت میں بیٹھنا بہترین صُحبت ہے۔ اور جس وقت آپ اُس صُحبت میں ہیں، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ اولیاء اللہ کی صُحبت میں ہیں اور اُن کے محبوبین کی صُحبت میں ہیں۔ تو ایک صُحبت سے آپ کو کئی دوسروں کا بھی فیض حاصل ہو رہا ہے۔

آج غوثُ الوقت، قطبُ السالکین، حضرت خواجہ شاہ محمد غزن، قادری، سَروری رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس ہے۔ تو آیئے ہم سب مل کے اُن کی زندگی کے اسباق میں سے کچھ سیکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے صرف چند ہی پہلوؤں کے جائزے سے اِس سچّے صوفی کی کچھ جھلکیاں آسانی سے دیکھی جاسکتی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی وقار سے گزاری اور جنہوں نے اپنے اطراف ہمیشہ "حق" کو پھیلایا۔

کہتے ہیں کہ تصوّف دوسرا نام ہے خوش اِخلاقی کا۔ جو اِس کا زیادہ مظاہرہ کرتے ہیں، اُن میں تصوّف زیادہ ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ محترم کے بارے میں فرماتے ہیں: "غریبوں کی مدد کرنا اور اعلیٰ اخلاق سے پیش آنا' مہمانوں کی تواضع کرنا، درویشوں کی عزّت کرنا اور اِن کو اور اِن کے مُریدوں کو کئی کئی روز تک اپنے ہاں رکھنا، یہ سب چیزیں آپ کی خاص اوصاف تھیں۔" آپ کی غریب پروری بھی اِس حقیقت سے عیاں تھی کہ آپ کا دِل نہایت نرم تھا اُن غریب بچّوں کی طرف جن کے والدین اُن کو تعلیم نہیں دِلوا سکتے تھے۔

حضرت شاہ محمد غزن رحمۃ اللہ علیہ نے حاجت مندوں کیلئے وظائف مقرّر کئے ہوئے تھے اور یتیم بچوں کی فیس اور دیگر تعلیمی اخراجات ادا کیا کرتے تھے۔ حتیّٰ کہ آپ اپنے غریب رشتے داروں کی مدد اس خاموشی سے کرتے کہ آپ کے قریب ترین افراد کو بھی اس کی خبر نہیں ہو پاتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ با اُصول انسان تھے۔ آپ جانتے تھے کہ ادب دِل کی ظاہری اور باطنی عکّاسی کرتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رفیقہ ءِ حیات کی جوانی میں اِنتقال کے باوجود آپ کو اپنے بچّوں کی عافیت اور بہتری کی ذمّہ داری کا بہت احساس تھا۔ کبھی کبھی آپ کو پیشہ وارانہ ضرورت کے

Marfat.com

تحت سفر کرنا پڑتا تھا (کیونکہ آپ گشتی آفیسر تھے)، لیکن یہ مجبوری بھی آپ کی ذمہ داریوں کے آڑے نہیں آتی۔ آپ چاہتے تھے کہ گھر سے آپ کی غیر حاضری سے بچّوں کے معمولات میں فرق نہ آئے۔ اِسی لئے آپ نے اُستادوں کو کہہ دیا تھا کہ آپ کی غیر موجودگی کے دوران وہ بچّوں کی ڈائریز میں لکھ دیا کریں کہ آیا بچّوں نے اپنے ہوم ورک کئے تھے کہ نہیں۔ آپ نے استادوں کو یہ بھی ہدایات دی تھیں کہ کوئی بھی بچّوں کو جسمانی سزا نہ دے کیونکہ "کمان" صرف ایک شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچّوں کی کردار سازی کے ضمن میں بہت ہی چوکنّا رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ایک اتفّاق نہیں تھا کہ آپ کے تمام بچے وَلیات کے دَرجے تک پہنچے۔

دَرحقیقت یہی طریقہ ہے بچّوں کی پرورش اور تربیت کا۔ یعنی اُن کے لئے خود ایک عملی نمونہ بننا۔ بدقسمتی سے فی زمانہ وقت کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کی تعداد کم ہورہی ہے۔ آج کل بچّوں کے لئے محبّت کا اظہار انہیں بہترین دنیاوی تعلیم دلانے سے، اور اُن کی خواہشات کے آگے جھک کر کیا جاتا ہے، اس بات کو سمجھے بِنا کہ یہ بے جا لاڈ پیار کسی کے بھی مستقبل کو تباہ کرسکتا ہے۔ اِس انتشار اور افراتفری کے عالم میں مادّی

Marfat.com

فوائد کے تگ و دو میں اپنی شناخت کی تلاش میں انہیں بہت زیادہ نام و نمود اور خوشیاں مل سکتی ہیں، لیکن یہ سب اُن کی اولاد کو پہنچنے والے نقصان کے بدلے۔

حضرت شاہ محمّد غزن رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سب کو دِکھا دیا ہے کہ ذمّہ دار والدین صرف وہ ہیں جن کی نظریں اُن کے بچّوں کی بہبود اُن کی پہلی ترجیح ہے۔ یہ بہبود وہ زادِ سفر ہے جو تمام انسانوں کو زندگی کے سفر کے لئے چاہیئے ہوتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ (اولاد کے لئے) والدین ہی پہلے "رول ماڈل" ہیں۔ بچّہ اپنے اطراف ہونے والی تمام حرکات کو بڑی خاموشی سے جذب کرتا ہے۔ اگر اُن کے ننّھے کانوں میں شروع سے ہی ذکرِ الٰہی کی آوازیں آتی ہیں اور اُن کی معصوم آنکھیں رکوع و سجود کے منظر دیکھتی ہیں، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے یہ بچّے کبھی کچھ اور کریں گے۔ اور اگر اُن کے والدین اپنی گفتگو کے دوران بچّوں کے دلوں پر اللہ کی محبّت چھڑکتے ہیں، تو آپ کے خیال میں کیا یہ محبّت شروع سے ہی بچّوں کے دلوں میں جڑ نہیں پکڑے گی؟ کیا یہ محبّت اُس سچّی محبّت کو جنم نہیں دے گی جو تمام اولیاءِ کرام کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے؟

یہی منظر حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے چھوٹی سی عمر میں

Marfat.com

دیکھا کہ کس طرح آپ کے والد صاحب اپنے بچوں کو راہِ مستقیم کی ہدایت کرتے بلکہ وہ اُس کا عملی مظاہرہ بھی کرتے۔ حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ اِن باتوں کو بڑے پیار سے یاد کیا کرتے تھے:

"وہ ایسے دَرویش تھے جنہوں نے اوائل عمری سے آخری عمر تک، یعنی ۸۲ (بیاسی) برس تک اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا، یعنی بے شمار کرامتیں سرزد ہوئیں مگر دکھائی نہیں۔ اِس کو انہوں نے کبھی پسند نہیں کیا کیونکہ اُس کو منزل نہیں سمجھا۔ منزل جو تھی، وہ دل کو اللہ کے ذکر کے اندر تڑپتے ہوئے رکھنا اور نفس کی سرزنش کر دینا تھی۔ پینشن کے بعد غالباً ۳۲ (بتیس) برس تک آپ اپنے حجرے میں مقیم رہے، یعنی (۲۴) چوبیس گھنٹے میں آپ بہ مشکل تمام دو (۲) گھنٹے یا تین (۳) گھنٹے آرام کرتے تھے اور ہمیشہ حضوری کی نشست میں رہتے تھے، یعنی بیٹھتے تھے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں رہتے تھے۔ اپنے اوراد، وظائف اور معمولات کے سختی سے پابند تھے، اپنے کمرے میں کوئی ایسی چیز نہیں آنے دیتے تھے جس سے ظاہراً شرع کی خلاف ورزی ہو۔"

حضرت شاہ محمد غزن رحمۃ اللہ علیہ ایک قادری، سَروری بزرگ تھے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو فیض براہِ راست رسُول اللہ ﷺ سے مِلا، جنہوں نے آپکے ہاتھ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ

Marfat.com

کے دستِ مبارک میں دیئے تھے۔ ایسا تھا آپ کا رُتبہ !

آپ کی زندگی کے آخری ایّام میں حضرت غوث پاک رضؓ سے آپ کی نسبت اس قدر ظاہر و نمایاں ہوگئی کہ اس جہانِ فانی سے رخصتی گیارہویں شریف والے دن ہوئی۔ آپ ۱۱ دن تک بستر پر رہے اور وہ بھی حالتِ اِستغراق میں۔ جب آپ کا استغراق ختم ہوتا، عموماً صبح ۴ بجے، تو آپ فرمایا کرتے کہ: "میری بات سمجھے؟" تو آپ کے تمام بچّے جواب دیتے: "جی ہاں!"۔ آخری دن، صبح چار بجے آپ نے اپنے سب بچّوں کی طرف دیکھا جو وہاں موجود تھے اور آپ کے پاؤں دبا رہے تھے، تو آپ کی آنکھیں بھیگ گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: "مجھے آسمان نظر آنا چاہیئے"۔ جب اُنہیں آسمان نظر آگیا، تو انہوں نے فرمایا: "میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ اللہ نے مجھے اطاعت گزار اولاد دی، کسی کا ایک ولی ہوتا ہے۔ کسی کے دو ولی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری ساری اَولاد کو وَلیانِ کامل بنا دیا"۔

اے اُمّتِ محمّدی ! اللہ کے عاشقین کے بارے میں صفحات کے صفحات لِکھے جا سکتے ہیں، اور بیان پر بیان سُنے جا سکتے ہیں، لیکن اُن کے بارے میں ایک چیز جو قدرِ مشترک

Marfat.com

ملے گی وہ یہ ہے کہ اُن کے دلوں میں اللہ کی سچّی محبّت تھی، اور یہ خوف بھی کہ اگر کوئی ایسی بات سَرزد ہو جائے جس میں اللہ کی رضا شامل نہ ہو۔ اس طرح وہ اپنی زندگی خوف و رِجاء میں بَسر کرتے۔ وہ جانتے تھے کہ زندگی کی کشتی میں رہنا کتنا عارضی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی آنکھیں ہمیشہ منزل پر لگی رہتی تھیں۔ ایک اور خوبصورت بات جس نے اُن کو لاثانی بنادیا تھا وہ یہ تھی کہ وہ صرف اپنے ہی لئے نہیں سوچتے تھے، بلکہ وہ اپنے اطراف موجود سب لوگوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے رہتے تھے، اپنے عرصہءِ حیات میں بھی اور اُس کے بعد بھی۔

یہ ہیں اللہ کے سچّے عاشقوں کی نشانیاں، اور بے شک حضرت شاہ محمّد غزن رحمۃ اللہ علیہ اُن میں سے ایک تھے۔

اللہ اُن کے درجات میں مزید اضافہ فرمائیں اور ہم سب کے لئے اُن کی دُعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشیں۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

(۲۶۹)

۸، مارچ ۲۰۱۳ء
۲۵، ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی رحمت اس زمین پر ہمیشہ برستی رہتی ہے۔ دلوں کو اُس کی اِس نعمت کو قبول کرنے کے لئے ہر وقت کھلا رہنا چاہیئے۔ بھلا کون ہے جو اُن نعمتوں کو شمار کر سکتا ہے، کیونکہ وہ تو لاتعداد اور نہ قابلِ حساب ہیں۔

دُرود و سلام اُن ذاتِ گرامی پر جو تمام انسانیت اور عالمین پر رحمت ہیں، اور اپنے ربّ کے جمال کا مظہر ہیں۔

ھ

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن مہربان دلوں اور زبانوں پر جو ذکرِ الٰہی میں مصروف ہیں۔ یقیناً یہ وہی کر رہے ہیں جو ملائک اور اللہ کے تابعدار بندے کرتے ہیں۔

محبّت کے کئی چہرے ہیں۔ یہ والدین کی محبّت ہو سکتی ہے، اولاد کی محبّت، دوستوں کے لئے یا شریکِ حیات کیلئے

140081
Marfat.com

محبّت ہوسکتی ہے ۔ سَب کا اظہار مختلف ہوسکتا ہے ، لیکن سب کا ایک ہی مقصد ہے یعنی تمام دلوں کا خیال رکھنا ۔ یہ خیال رکھنا کہ کوئی دل کسی کی غلط حرکت سے ٹوٹنے نہ پائے ، اور یہ کہ اس بات کا خیال رہے کہ جو بہترین ہے وہ محبوب کو دیا جائے ۔ اِن تمام محبّتوں کے علاوہ ایک خاص قسم کی بھی محبّت ہے جو کبھی بہت عام تھی ، مگر اَب جس سے صرف چند ہی لوگ واقف ہیں ۔ یہ روحانی محبّت ہے جو ایک مرشد اپنے مُریدوں کو سیکھاتے ہیں ، جس کو متبرّک محبّت بھی کہتے ہیں ، یعنی آپ کے محبُوب کے لئے مخصوص محبّت ۔ یہ ایک میعار بھی ہے جس سے جانا جاتا ہے کہ ایک مرشد کتنا کامل ہے ۔

اگر کوئی شخص کسی مُرشد کی محبّت میں بیٹھا ہے ، اور اُسے چند ہی لمحات میں اِس متبرّک محبّت کا مَزا چکھا یا جائے ، تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مرشد ، مرشدِ کامل ہے ۔ یہ رہنما اپنی میٹھی زبانوں کے ذریعے سیکھاتے ہیں لیکن یہ اُن کا سیکھانے کا واحد طریقہ نہیں ہے ۔ حتّٰی کہ صرف اُن کی بابرکت صحبت میں حاضر ہونے کے شرف سے ہی اور اُن کی نظرِ کرم کے تیر ہی سے ہزاروں دِل ڈھ جاتے ہیں ۔

اور اُن مرشدِ کامل کا کیا کہیں جو مَنوں مٹّی تلے محوِ خواب

Marfat.com

ہونے کے باوجود بھی دلوں کے سُلطان ہیں ؛ اَب بھی دلوں کا شکار کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ جب اُن کا تیر دل کے پار ہو جاتا ہے تو یہ شکار پھر دُنیا میں کبھی لوٹ کر نہیں آتا ، اُس کا نشہ کبھی نہیں اُترتا اور اُس کے لَب بے اختیار گانے لگتے ہیں :

؎ خسرو رین سُہاگ کی جاگی پی کے سنگ
تن میرو من پیو کو دو دھیے اِک رنگ

اور جب ہم لفظ "رنگ" بولتے ہیں ، تو ہو سکتا ہے کہ عاشقوں کی دنیا میں ایک بھی شخص ایسا نہ ہوگا جو اُس رنگِ عشق میں خُود کو رنگنا نہ چاہتا ہو جو سُلطان المشائخ ، محبُوبِ الٰہی ، حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دنیا کو عطا کیا ہے ۔ جو بھی آپ کے دَربار میں ایک بار داخل ہوا ، اُسے عشقِ الٰہی کا ایسا جام پلایا گیا جس کے صرف ایک ہی گھونٹ سے دُنیا کے تمام رنگ اُس کے وجود سے مِٹ جاتے اور صرف محبوب اور اُس کے حبیبؐ کے رنگ باقی رہتے ۔ اور آخر ایسا کیوں نہ ہو جب دل یہ کہنا بند نہ کرے :

؎ رینی چڑھی رسُول کی
سُرنگ مولا کے ہاتھ

Marfat.com

جن کا چولہ رنگ دیا
سو دھن دھنوا کے ساتھ
میں تو ایسو رنگ اور نہیں دیکھی ری
آج رنگ ہے، مورے محبُوب کے گھر، رنگ ہے

اِس بدایونی شہزادے نے تو ۶/۵ سال کی عمر میں ہی اپنا رنگ دکھا دیا تھا۔ اِس حُسینی سادات کی ولادت ۶۳۶ھ کو بدایون میں ہوئی اور مشکل سے ۵ سال کی عمر میں ہی یتیم ہوگئے۔ اِس کم عُمری میں ہی اِس معصوم ولی نے فقر و فاقہ کا مزا چکھ لیا مگر اللہ نے اِن کے ننھے دِل میں زبردست قناعت ڈال دی تھی۔ کئی دن، بغیر ایک نوالہ منہ میں ڈالے گزر جاتے مگر والدہ کے سیکھائے ہوئے صبر و شکر شکایتوں کی نظر نہیں ہونے دیتے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ: "جب کبھی گھر میں فاقہ ہوتا تو میری والدہ فرماتیں: آج ہم خدا کے مہمان ہیں!، مجھے یہ الفاظ سُن کر بڑی خوشی محسوس ہوتی۔ ایک بار کسی صاحب نے کچھ غلّہ ہمیں دیا، تو کچھ دنوں تک ہمیں روٹی ملتی رہی۔ لیکن میں اِس سے بیزار ہوگیا اور اُس دن کا انتظار کرنے لگا جب میری ماں کہتیں: 'ہم آج اللہ کے مہمان ہیں!' اور آخر ایسا دن آگیا اور میرے دل کا قرار واپس آگیا۔"

Marfat.com

علاقے کے نامور عالموں سے اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کا گھرانہ آپ کی اعلیٰ تعلیم کی خاطر دہلی چلا آیا۔ اللہ نے اس ولی کو ایک اعلیٰ ذہن سے نوازا تھا۔ دوسرے طلبہ جو چیز کئی دِنوں میں سیکھتے، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک ہی دن میں اُسے یاد کرلیا کرتے تھے۔ مولانا شمس الدّین خوارزمی کی صُحبت کا نتیجہ تھا کہ حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے کئی مشکل دینی علوم کی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ آپ نے خاص طور سے "مقاماتِ حریری" نامی کتاب کے کئی حصّے یاد کئے تھے جو عربی کی ایک نہایت مُشکل اور نادر کتاب تھی۔ اِس تربیت نے آپ میں خطابت کی صلاحیتوں سے نوازا کہ جب آپ ۱۸ سال کی عمر کو پہنچے تو شہر بھر میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو آپ کا مقابلہ کرسکتا ہو۔ اُس زمانے میں آپ کو مولانا نظام محفل شِکن کہا کرتے تھے۔

اُس وقت لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ وہ قاضی بن جائیں، لیکن مقدّر میں آپ کے لئے دوسرے منصوبے تھے۔ حضرت سُلطانجی، شیخ نجیبُ الدّین متوکّل رحمۃ اللہ علیہ سے ملے، جو اُن کے پڑوس میں رہتے تھے اور جن کے اچھے مراسم بادشاہ سے تھے تاکہ وہ بادشاہ سے اُن کے کام کی سفارش کریں۔

Marfat.com

حضرت نجیبُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ ، بابا فرید الدّین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے ، اور آپ کے گرد ایک پُر اثر حالہ تھا ۔ اِس لئے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کام کی سفارش کرنے کی بجائے اُن سے گزارش کی کہ وہ دُعا کریں کہ وہ کسی جگہ کے قاضی بن جائیں ۔ اِس پر شیخ نجیبُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا : " بابا قاضی مشو ، چیزے دیگر شو " (یعنی : قاضی نہ بنیں ، کچھ اور بنیں ۔) یہ شیخ نجیبُ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی محبّت تھی جس میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا ذکرِ خیر سُننا شروع کیا تھا ۔

جب ہم رُوحانی محبّت پر گفتگو کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اِس کی بہترین مثال اللہ کے دو محبوبین کے درمیان کی محبّت ہے ۔ یہ وہ مضبوط قوّت ہے جو دلوں کو اس طرح جوڑتی ہے کہ اُنہیں پھر کوئی جُدا نہیں کر سکتا ۔ ہو سکتا ہے کہ اُن کے درمیان کوئی رشتے داری یا شناسائی نہ ہو ۔ حتّٰی کہ انہوں نے کبھی ایک دوسرے کو دیکھا تک نہ ہو ، لیکن اس محبّت کی کشش اُن کو اِس شدّت سے اَثر کرتی ہے کہ وہ جہاں کہیں ہوں ، ہمیشہ ایک دوسرے کے پیشِ نظر ہوتے ہیں ۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مُرشد کا نام

Marfat.com

سننے کا واقعہ بیان فرمایا، یعنی جب اُن کے دل کے تار مُرشد کا نام سنتے ہی ہلنے لگے۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب مولانا نظام الدین بدایوں سے دہلی ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ آ رہے تھے جس میں ۴ افراد تھے: یعنی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، اُن کی والدہ، آپ کی ہمشیرہ اور ایک بزرگ جن کا نام تھا مولانا عوض۔ سفر کے دوران اُن کا گزر ایک ایسے جنگل سے ہوا جو کئی رہزنوں، چوروں اور جنگلی درندوں کا مسکن تھا۔ مولانا عوض چاہتے تھے کہ جنگل کو دن کے وقت عبور کیا جائے، لیکن دو عورتوں کے باعث اُن کو رفتار دھیمی کرنی پڑی اور اُن کو رات جنگل میں گزارنی پڑ گئی۔ رات کے وقت اگر کوئی پتّا بھی کھٹکتا تو مولانا فوراً کہتے: "اے پیر! تشریف لائیے"۔ حتّٰی کہ جب وہ شیر کی دھاڑ سنتے تو تب بھی یہی الفاظ دہراتے۔ تو اِس طرح یہ الفاظ ساری رات سنائی دیئے۔ جب رات ختم ہوئی اور قافلے نے اپنا سفر شروع کیا تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عوض سے پُوچھا: "یہ کون پیر ہیں جن کو آپ رات بھر پکارتے رہے ہیں؟" مولانا عوض نے جواب دیا: "یہ شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں میں پکار رہا تھا۔ یہ اُن ہی کا صدقہ ہے کہ اللہ نے ہمارے سفر کو آسان بنا دیا۔"

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اِس نام کو پہلی بار سن رہے تھے، لیکن تاہم ایک نہ معلوم کشش نے آپ کے دل کو مغلوب کیا۔ دہلی میں قیام کے دوران، حضرت نجیبُ الدّین متوکّل رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں یہ کشش بڑھتی گئی جُوں جُوں آپ اس حسین ولی کے بارے میں سنتے رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دنیا بے حرکت ہوگئی۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ کی پیاری ماں رحلت فرماگئیں۔ اَب اُن کے دل کو کوئی شے بھی سُکون نہیں دے سکتی تھی، اُس نقصان کا غم اتنا شدید تھا۔ ایک دن بے قراری کے عالم میں آپ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے امام کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا: "کیا ابھی اہلِ ایمان کے لئے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر سے جُھک جائیں"۔ اِن الفاظ نے آپ کے دل کو چیر ڈالا اور آپ نے اُسی وقت جان لیا کہ اُنہیں کہاں جانا ہے، اِس لئے وہ حضرت نجیب الدّین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے کہا: "شیخ، مَیں اجودھن جارہا ہوں۔ آپ کی آنکھیں یہی دیکھ رہی تھیں؟" شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ مُسکرا دیئے اور آپ کے سکونِ قلب کے لئے دُعا کی اور آپ کو جانے کی اجازت دے دی۔

Marfat.com

محبّت ایک عجیب جذبہ ہے۔ حقیقت میں اسکی وضاحت الفاظ سے نہیں ہوسکتی۔ فقط وہ جو محبّت میں گرفتار ہیں، وہی اِس کے معنی جانتے ہیں اور وہی اِسکے احساس کو بیان کر سکتے ہیں۔ اُس سفر میں ہر بڑھتے ہوئے قدم کے ساتھ حضرت محبُوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں کشش کا اضافہ ہو رہا تھا۔ اگرچہ رُوح کی بیقراری ایسی تھی کہ وہ چاہتی تھی کہ لمحوں میں اُڑ کر مُرشد کے قدموں میں سَر رکھ دیں، لیکن پھر بھی اِس سفر میں کئی دن لگے، یعنی دہلی سے اجودھن (جو آج کا پاک پتن ہے) کے درمیان کا سفر۔ جب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دربارِ شکر گنج میں داخل ہوئے تو آپ کو لگا کہ اس کے دَر و دیوار سے روحانیت کی بارش برس رہی ہے۔ مُرشد اور مُرید نے کبھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا لیکن اُن کے درمیان کوئی اجنبیت نہ تھی۔ آنکھیں پہلے کبھی ملی نہیں تھیں، لیکن اُنکی رُوحیں توکب کی آشنا ہوچکی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ مُرشد نے اپنے خلیفہ کا اِن الفاظ میں خیر مقدم کیا۔

ے اے آتشِ فراقت دل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جاں ہا خراب کردہ

(تیرے فراق کی آگ نے دلوں کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کے

Marfat.com

سیلاب نے جانوں کو برباد کر دیا۔)

حضرت نظامُ الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سَر اپنے مُرشد کے قدموں میں رکھ دیا اور پھر وہ سر کبھی وہاں سے نہیں اُٹھا۔ رُوح وہاں پہنچی جہاں اُس کا مقام تھا اور دِل کی بے قراری کو آخر قرار آہی گیا۔ پھر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی صُحبت نے آپ کو محبّت کے رَاز و رموز سیکھا دیئے اور آپ کے سَامنے عشق کا باب کھول دیا۔ پھر اِس (اَن کٹے) ناتراشیدہ ہیرے کو کئی خوبصورت طریقوں سے ضربِ عشق کے ذریعے تراشا گیا، اور اُسے زورِ محبّت سے چمکایا گیا اِس حَد تک کہ کم وقت میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی تیز روشنی ہر سُو پھیلتی دیکھ لی۔ آپ کو دہلی کی خلافت عطا ہوئی اور حضرت جمال الدین ہانسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سَند کی تصدیق کیلئے بھیجا گیا۔ جس وقت حضرت جمال الدین ہانسی رحمۃ اللہ علیہ نے سَند کو دیکھا تو فرمایا: "گوہر سُپردہ بہ گوہر شناس"۔ یعنی: موتی، اُس کے حوالے کی گئی ہے جو اِس کی قدر جانتے ہیں۔"

جب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہنچے تو ہزاروں لوگوں نے آپ سے بیعت لی۔ اُن میں سے ایک آپ کے محبُوب مُرید حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

یہ سُلطان المشائخ کی سَالہا سَال کی محنت اور آپ کی

Marfat.com

رُوحانی نگاہ کا فیض تھا کہ بہت ہی کم عرصے میں سلسلۂ چشتیہ کی جڑیں پورے برِّصغیر میں پھیل گئیں ۔ یہ آپ کی درویشی کا صدقہ تھا کہ ہزاروں افراد صراطِ مستقیم کے مالک بن گئے ۔ اس کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ بدعت اور بے راہ وروی رفتہ رفتہ ختم ہونے لگیں۔ حتّٰی کے دُنیا پرست بادشاہ علاؤ الدّین خلجی کو شراب پر پابندی لگانی پڑی اور فسق وفجور کی بدعت کو ختم کرنا پڑا جو وہاں موجود تھے۔ جو لوگ گناہوں سے دور رہنے کا وعدہ کرتے ، اُن سے نِظامی بیعت لی جانے لگی ۔ دہلی سے غیاث پور تک (جہاں آپ کا مستقل قیام تھا۔) سینکڑوں چبوترے بنائے گئے تھے ۔ اِن چبوتروں پر پانی وغیرہ کا انتظام تھا جہاں سینکڑوں نمازی نماز پڑھتے یا ذِکر و اذکار میں مشغول نظر آتے تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ تمام وقتوں کے عظیم صوفی تھے ۔ آپ کو فتوحات سے ایسے نوازا گیا تھا کہ آپ کی خانقاہ سے کوئی بھی کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا ہے ۔ اِس کے باوجود اِن بزرگ کی دَرویشی کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر اَوقات روزہ رکھتے اور یہ روزہ جَو کی ایک روٹی اور نمک کے ساتھ کھولتے ۔

کئی ایسے خوبصورت واقعات ہیں جن سے آپ کو اِس مرشدِ کامل کی عظمت اور رُوحانیت کا اندازہ ہوسکتا ہے

Marfat.com

حالانکہ یہ سب بحرِ حقیقت کا صرف ایک قطرہ ہیں جو اِس ولی کے دل میں ہمیشہ موجزن رہے ہیں۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ سُلطان غیاث الدّین تغلق نے محسوس کیا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت اُس کے تاج وتخت کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں اِس لئے اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس ولی کو اپنے علاقے سے باہر کر دیں۔ اُس نے ایک ایسے وقت آپ کو ایک گستاخانہ خط لکھا جب وہ جنگ کے لئے بنگال جارہا تھا۔ اس خط میں اُس نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فاقہ مست درویشوں کے ہمراہ دہلی سے نکل جائیں تاکہ جب بادشاہ اپنی جنگی مُہم سے واپس دہلی پہنچے تو حضرت محبوبِ الٰہی وہاں موجود نہ ہوں۔ اگر اُس کے احکام کی تعمیل نہیں کی گئی تو پھر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیروکاروں کو سخت سزا دی جائے گی۔ خط کے الفاظ نہ صرف سخت تھے، بلکہ گستاخانہ بھی تھے۔ وہاں موجود سب لوگ جانتے تھے کہ بادشاہ ایک بڑا ظالم حکمران تھا اور ولی کو بھی نقصان پہنچا سکتا تھا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ دیا کہ بادشاہ کی واپسی سے پہلے کچھ مناسب انتظامات کئے جائیں۔

اِس پر حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ، "خسرو!

Marfat.com

ہمارے پاس نہ تخت ہے، نہ کلّاہ، نہ دولت ہے، نہ سپاہ۔ پھر کیسے تحفظ حاصل کیا جائے۔ اَب تُغلق کو راہ راست پر نہیں لایا جاسکتا۔ اُس کی سماعتیں بند ہوچکی ہیں، اور آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت ختم ہوگئی ہے۔" پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قلم دوات طلب کئے، آپ نے وہ خط اپنے سامنے رکھا جس میں بادشاہ کا حکم تحریر تھا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد اُس خط کی پیشانی پر لکھا: "ہنوز دِلّی دُور اَست" یعنی: "ابھی دہلی دُور ہے۔" یہ ایک غیر معمولی بات تھی، کیونکہ بادشاہ کے خط کی پیشانی پر لکھنا ایک بڑا جُرم مانا جاتا تھا۔ جب بادشاہ کو آپ کا یہ جواب موصول ہوُا تو اُسے ولی کی جُرأت پر حیرت ہوئی اور اُسکا غصّہ آسمان کو چھونے لگا۔ اُس نے کہا: "شیخ نظام الدّین رحمۃ اللہ علیہ، اَب آپ میرے غضب سے نہیں بچ سکتے، دہلی مجھ سے بہت زیادہ دُور نہیں ہے۔" جب بادشاہ کا لشکر بنگال پہنچا، اُس نے دشمن کی فوج کو شکست دی اور ترہٹ کے قلعے کا بھی محاصرہ کیا۔ اُس کے بعد شاہی فوج دہلی کی طرف روانہ ہوئی۔ لیکن اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہاں موت اُس کی منتظر تھی۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مُریدین بادشاہ کی واپسی کی خبر سُن کے خوفزدہ تھے، لیکن حضرت نظام الدین اولیاءؒ

Marfat.com

مسلسل کہے جارہے تھے کہ: "ہنوز دِلّی دُور اَست"۔ یعنی! "ابھی دہلی دُور ہے"۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بھی خبر ملی کہ بادشاہ کا بیٹا، شہزادہ محمّد تغلق دہلی سے نکل کر اپنے باپ کا استقبال کرنے گیا تھا اور افغان پور کے نزدیک ایک شاہی محل بھی تعمیر کیا (جو دہلی کے مضافات میں واقع ہے۔) اِس محل کے بارے میں عجیب بات یہ تھی کہ اِسے صرف ۳ دن میں تعمیر کیا گیا تھا، اور بادشاہ کو وہاں اپنے لشکر کے ساتھ صرف ایک رات قیام کرنا تھا۔ جب بادشاہ دہلی سے صرف ۴ یا ۵ میل دُور تھا، تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مُرشد کے ہاتھ پکڑے کہ وہ کسی محفوظ مقام پر تشریف لے جائیں۔ اِس پر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اچھا خسرو، تم یوں نہیں مانو گے، مگر تم کر بھی کیا سکتے ہو، جب لوحِ محفوظ میں یہی رقم ہوگیا ہے"۔ پھر آپ نے اپنے مُریدوں سے فرمایا کہ: "لال کپڑے سے ڈھکا ایک تربوز لایا جائے۔ آپ نے وہ تربوز ایک طشتری میں رکھ کر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا کہ وہ اُسے سیّد احمد باہر کے پاس بھیجیں۔ یہ بزرگ ایک ایسے ولی تھے جنہیں لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ ہر روز وہ مغرب تک ایک مٹی کی دیوار تعمیر کرتے، اور مغرب ہونے پر اُسے توڑ کر گرا

Marfat.com

دیتے تھے۔ دوسری صبح وہ اُسے دوبارہ تعمیر کرنا شروع کر دیتے۔ یہ عمل کئی سالوں سے جاری تھا۔ جب تربوز طشتری پر بزرگ تک پہنچا تو وہ کچھ دیر کے لئے خاموش رہے، لیکن اُن کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوگئی۔ پھر انہوں نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: "تمہارے شیخ بھی خوب ہیں، جب کسی کو تاج پہناتے ہیں، تو اپنے ہاتھ سے پہناتے ہیں، مگر جب جنازہ اُٹھانے کا وقت آتا ہے، تو ہمیں کہتے ہیں، مگر کیا کریں؟ اُن کا حکم تو ماننا پڑے گا کہ وہ محبوبِ الٰہی ہیں۔" یہ کہنے کے بعد بزرگ نے تربوز اُٹھایا اور اُسے بڑے غصے اور زور سے دیوار پر دے مارا اور فرمایا: "بر سرِ تغلق!" یعنی: تُغلق کے سَر پر! ۔جس وقت یہاں یہ سب ہو رہا تھا تو دوسری طرف سُلطان تغلق کا بیٹا اپنے باپ کا استقبال کر رہا تھا اور اُسے نئے تعمیر کردہ محل میں رات کے کھانے کی دعوت دے رہا تھا۔ جب کھانے کی دعوت ختم ہوئی اور بادشاہ ابھی محل میں موجود تھا، تو شہزادے نے فیل بان کو حکم دیا کہ ہاتھیوں کا ایک جتھہ لے کر محل کی چھت پر لے آئے تاکہ فتح مند بادشاہ کو سلامی پیش کی جائے۔ لیکن چونکہ مَحل کی بنیادیں ابھی گیلی تھیں، وہ ہاتھیوں کا بوجھ برداشت نہ کرسکیں

Marfat.com

اور پورا محل زمین بوس ہوگیا، جس کے باعث بادشاہ اور اُس کے بیشتر فوجی مارے گئے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی "ہنوز دِلّی دُور است" والی بات ظالم بادشاہ کے حق میں سچّی ثابت ہوگئی۔

محبوبِ الٰہیؒ اُن سب کے محبوب تھے جو محبّت کے معنیٰ جانتے تھے۔ اپنے دُنیا سے پردہ فرمانے سے ۴۰ دن پہلے سے آپ نے کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ پھر جمعہ کے دن آپ نے فرمایا: "آج جمعہ ہے اور دوست کو دوست کا وعدہ یاد ہے!" پھر آپ نے پوچھا: "کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے؟" تو سب نے کہا، "جی ہاں!" لیکن آپ نے پھر بھی دوبارہ پڑھ لی۔ کئی دنوں تک آپ یہ دہراتے رہے: "ہم جا رہے ہیں، ہم جا رہے ہیں۔ مِی روئم، وَمِی روئم، دمی روئم" آخری وقت جب آپ کو دوائی دی گئی تو آپ نے فرمایا: "عشق کے مریضوں کے لئے دیدارِ دوست کے سوا کوئی دوا نہیں" یہ ۱۸ ربیع الثانی کا دن تھا جب آفتابِ چشتیہ اپنی اَبدی دنیا کی جانب روانہ ہوگئے۔

اے اُمّتِ محمدی! حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کے خوبصورت ولی تھے جن کے دَربار کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

سلسلے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ وہ آپ سب سے بہت پیار
کرتے ہیں اور آپ سب کی نسبت اُنہی سے ہے۔
اللہ کرے یہ حسین نسبت اَبد تک قائم رہے۔ صرف
عاشق ہی دوسرے عاشق کی بات سمجھ سکتا ہے۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

۱۵، مارچ ۲۰۱۳ء

۲، جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ

آدب

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو واحد عظیم ترین ہے اور جو جسے چاہے زندگی اور مَوت دیتا ہے۔ اُس کا حکم تمام گھڑیوں کے کانٹوں کو آگے بڑھاتا ہے۔

درود وسلام رحمتِ کائنات پر، اُن پر جو اپنے ربّ کے دلبر اور محبّت ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن پر جو سالکین ہیں اور جن کے دِلوں میں راہِ سلوک میں زیادہ حاصل کرنے کی تڑپ ہے۔

سلوک ایک آسان راستہ نہیں ہے۔ یہ دنیا کا راستہ نہیں ہے۔ اس لئے اِس گُمان میں نہ رہیئے کہ آپ وہ سب کچھ کرسکتے ہیں جو آپ کا نفس کرنے کے لئے کہے، تاہم آپ کامیابی کے زِینے طے کرکے بُلندیاں چڑھنے کے قابل ہونگے۔

Marfat.com

راہِ سلوک تو آپ سے قربانی طلب کرتی ہے آپ کی اپنی ، آپ کے گھرانے کی ، آپ کے مال کی تاکہ آپ فنائیت حاصل کرسکیں، یعنی وہ مرتبہ جو طریقت کی بنیاد ہے۔ اگر آپ کا دل یہ مقام حاصل نہیں کرتا، تو یاد رکھیں کہ اگرچہ آپ کو طریقت کے طالب کا نام دیا جاسکتا ہے، لیکن پھر بھی آپ کبھی بھی داخلے والے دَرجے سے آگے نہیں جاسکتے۔ باقی تمام اگلے مرحلوں کو آپ سے پوشیدہ رکھا جائے گا۔ تو فنائیت کا حصول وہ پہلا قدم ہے جو آپ کو اُٹھانا ہے اگر آپ کو اِس راہ سے کچھ حاصل کرنا ہے۔

کسی بھی عام دنیاوی کلاس کے شاگرد کی مثال لیجئے۔ فرض کیجئے کہ کوئی کسی ایسے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے جہاں ایک خاص زبان بولی جاتی ہے۔ اب اگر اسکول چاہتا ہے کہ اُس بچّے کو ایک نئی زبان سیکھائے، تو پھر وہ اُس بچّے سے چاہے گا کہ وہ اُس زبان کو ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ استعمال کرے۔ صرف وہی بچّے اس کو بہترین طریقے سے سیکھنے کے قابل ہوں گے جو کوشش کریں گے کہ وہ ہر وقت اُس نئی زبان میں بات چیت کریں۔ حتّٰی کہ سوچیں بھی اُس زبان میں۔ صرف ایسے ہی بچّے اِس میں مہارت حاصل کرنے کے

Marfat.com

قابل ہو سکتے ہیں ۔ بالکل یہی مثال اُن لوگوں کی ہے جو ایک دوسری دنیا کی زبان اور آداب سیکھنے کے خواہش مند ہیں ۔

یاد رکھیئے کہ اُس دُنیا کے آداب بڑے سخت ہیں، اور یہ بھی یاد رکھیئے کہ اُس دُنیا کی زبان محبّت کی زبان ہے ۔ جو یہ جانتے ہیں، صرف وہ لوگ ہیں جو اس رَاہ پر چلنے والے ہیں ۔ یہاں صرف وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اس زبان میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جن کی فنائیت اُنہیں وہ سب کچھ بھلا دینے کو کہتی ہے جو انہوں نے دُنیا سے سیکھی تھیں اور صرف محبّت کی زبان کو یاد رکھنے کو کہتی ہے ۔

کہتے ہیں کہ ایک عاشق کو اپنے محبُوب سے والہانہ محبت تھی، لیکن کسی وجہ سے اُن میں جُدائی ہوگئی ۔ کئی سالوں تک عاشق اِس جُدائی کی آگ میں جلتا رہا اور رات دن آہ و فغان کرتا رہا۔ ایک دن محبوب نے عاشق کو پیغام بھیجا کہ :" میں فلاں دن، رات کے اتنے بجے آؤں گا، اِس لئے میرا انتظار کرنا جب آدھی رات بیت جائے"۔ عاشق یہ پیغام پاکر نہایت خوش ہوا اور اُس رات اپنے کمرے (گھر) کو مُعطّر اور خوب روشن کیا۔ وہ آدھی رات تک انتظار کرتا رہا، مگر نیند اُس کے انتظار پر غالب آگئی اور وہ سوگیا ۔ عین اُس وقت اُس کا محبوب آیا اور عاشق کو

Marfat.com

گہری نیند سوتے دیکھ کر کہا: "یہ بات تو عشق کے اُصول کے خلاف ہے۔ یہ تو اہلِ عشق میں سے ہرگز نہیں ہے اسلئے کہ جو نظریں محبّت کے انتظار میں رہتی ہیں، اُن سے تو نیند کوسوں دُور رہتی ہے۔" یہ کہہ کر محبُوب نے کچھ اخروٹ اپنی جیب سے نکالے اور اُس نقلی عاشق کی جیب میں ڈالے، اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلاگیا کہ: "ابھی تم عشق کے میدان میں بچے ہو۔ اس قابل نہیں کہ عشق کے راستے پر قدم رکھو۔ اِس لئے اَخروٹ کھیلا کرو۔"

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایات بظاہر معمولی ہیں، لیکن اُن میں حقیقی سبق پوشیدہ ہیں۔ یعنی راہِ طریقت اُن لوگوں کے لئے نہیں ہے جو اپنے دلوں میں دونوں دنیائیں سمائیں رکھتے ہیں۔

یہ بچّوں کا کھیل نہیں کہ جو آپ کے دل میں آئے، آپ کرسکتے ہیں۔ اِس میں سخت قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور اس میں سخت آداب ہیں جنہیں آپ کو اپنی زندگی کا حصّہ بنانا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ راہ دنیا کے راستوں سے مختلف ہے۔ جو اس کو سمجھتے ہیں، وہی لوگ ہیں جو اَدب کی صحیح پَیروی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنے دلوں کی خواہشات پر چلتے ہیں اور جو خود کو طریقت کے آداب کے مطابق تبدیل کرنا

Marfat.com

نہیں چاہتے، تو پھر یہ وہ لوگ نہیں جن کو اہلِ عشق کہا جائے۔ یہ لوگ چاہیں تو خود کو اہلِ طریقت کہلائیں، لیکن اُن کی حالت وہی ہے، یعنی وہ اپنے محبوب کی آمد کا انتظار کرتے اور اُنکی نیند اُن کو عشق کی دنیا میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔

اس دُنیا کا سب سے اوّلین قائدہ یہ ہے کہ خود کو محبوب کے سُپرد کردو۔ آپ کی خواہش صرف وہی ہونی چاہیئے جو آپ کے محبوب کی ہو۔ کم وبیش آپ سب یہ کہنا چاہتے ہونگے کہ ہماری بھی یہ خواہش ہے۔ لیکن نہایت ایمانداری سے اپنے دلوں میں جھانک کر کہیں: "کیا آپ واقعی اپنی خواہشات اور تمنّاؤں کے مقابلے میں اپنے اللہ کے فرمان کو پیشِ نظر رکھتے ہیں؟ آپ نے کتنی بار اُس کے حقوق کو بجالایا اور اپنے بھائی بندوں کے حقوق کی حفاظت کی؟"

سلوک سے آشنائی آپ کو کم ازکم یہ تو سیکھائے گی کہ اطاعت، رُوحانیت کے دروازے کی چابی ہے، مگر اِس چابی کو کس طرح گھُمائیں گے اس کا دارومدار آپ پر ہے، یعنی صرف اپنے محبُوب کی قُربت حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ چھوڑ دینے کے لئے آپ میں کتنی عقیدت اور آمادگی ہے۔ یہ سُپردگی طریقت میں پہلا قدم ہے، یعنی اپنے محبُوب

Marfat.com

کے آگے اپنا سَر جھکانا اور وہی کرنا جو وہ چاہے۔

سُپردگی فنائیت کی طرف لے جاتی ہے۔ جب آپ اس دنیا میں تھے تو آپ کی پُوری توجّہ اپنے آپ کو خوش کرنے پر لگی ہوئی تھی اور جو آپ کا جی چاہے اُس کو حاصل کرنا تھا۔ لیکن سپردگی نے آپ کو سکھایا کہ آپ کی اپنی ذات تو بہت دُور چلی جاتی ہے۔ واحد چیز جو باقی رہ جاتی ہے، وہ آپ کے محبوب کی ذات ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس سبق کو سیکھتے ہیں اور خود کو اپنے محبوب کے قدموں پر ڈال دیتے ہیں۔

انطاکیہ میں حضرت ذُوالنون مِصری رحمۃ اللہ علیہ ایک پہاڑ پر تھے جہاں انہوں نے ایک مجنوں لڑکی کو دیکھا جو ایک موٹا صُوف کا جُبّہ پہنے ہوئی تھی۔ حضرت ذُوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو سلام کیا۔ جواب میں اُس نے کہا: "کیا آپ ذوالنون ہیں؟" دلی نے پوچھا: "آپ کو کیسے پتہ چلا؟" لڑکی نے جواب دیا: "اللہ ربّ العزّت کے عرفان سے۔ اچھا ذوالنون! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سخا کیا ہے؟" ذُوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "سخا، بخش و عطا ہے۔" لڑکی نے کہا: "یہ سخا تو دنیاوی ہے۔ مجھے بتائیے کہ مذہبی سخا کیا ہے؟" حضرت ذُوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

Marfat.com

"اطاعتِ حق میں سعی اور جدوجہد" لڑکی نے بولا، "جب تم اطاعت اللہ میں تیزی کرو، تو ضروری ہے کہ وہ تمہارے دل کی کیفیت دیکھے، تو اِس میں کسی عوض کی طلب نہ ہو۔ اے ذوالنون! میں ۲۰ سال سے ارادہ کرتی ہوں کہ اُس سے کچھ طلب کروں مگر مجھے شرم آتی ہے کہ کیا میں بھی اُس بُرے مزدور جیسی بن جاؤں جو کام کے بعد مزدوری کا طلب گار ہوتا ہے، لحاظ میں اس بے نیاز مالک کے جلال و جبروت اور عظمت و کبریائی کی وجہ سے اجرت سے بے نیاز ہو کر عمل کرتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر وہ وہاں سے رخصت ہوئی۔

سچّی محبّت خود غرضانہ مقاصد کے لئے نہیں کی جاتی۔ اگر دل مخلص ہے اور محبُوب کی چاہت سچّی ہے، تو تب ہی محبت ایسے دل میں داخل ہو سکتی ہے۔ یاد رکھیئے کہ جو بھی اس راہ پر قدم رکھتا ہے، تو شروع میں اُس کے وجود پر دنیا کا غبار ہوتا ہے۔ اگر آپ اس لئے اس راہ میں داخل ہوتے ہیں کہ لوگ آپ کی عزّت کرنی شروع کریں اور آپ کو بڑا رتبہ دیں اور صُوفی کی حیثیت میں آپ کا احترام کریں، تو تیّار ہو جائیے کہ بہت جلد آپ کو راہِ طریقت سے باہر پھینک دیا جائے گا۔ اور یہ بھی یاد رکھیئے کہ اگر آپ اس مقام پر قدم رکھتے ہیں کہ آپ

Marfat.com

کو آخرت کے میوے حاصل ہوں اور آپ کی کمائی جنّت کے سونے یا چاندی کے محلات ہوں، تو پھر آپ جو چاہتے ہیں آپ کو مل سکتا ہے مگر اس سے بڑھ کر آپ کو نہیں ملے گا۔ لیکن اگر آپ ایک سچّے سالک بن کر راہِ سُلوک میں داخل ہوں گے، تو پھر آپ کے دل کو صرف ایک چیز کی خواہش ہونی چاہیئے اور وہ ہے آپ کے محبوب کا پُرجمال دمکتا چہرہ۔ یہی آپ کی خواہش، آپ کی تمنّا، آپ کا سوال اور آپ کی منزل ہونی چاہیئے۔ یہی آپ کی زندگی کی جُستجو ہونی چاہیئے۔ جس طرح حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "دنیا میں ہر شخص ایک دوسرے تماشے میں محو تھا، لیکن ہمیں تیرے دیدار کے سوا کوئی تمنّا ہی نہیں تھی۔ مہربان دوست کے کوچے کے سوا میرا کہیں ٹھکانا نہیں ہے، ہمارے سامنے اِس سے بڑھ کر کوئی دلکُشا ہی نہیں۔ زاہد تو چاہتا ہے کہ تیرے ہونٹ جنّت کی شراب سے تر ہو جائیں۔ میں دن رات کسی اور ہی شراب کے لطف میں مست رہتا ہوں۔ چہرے سے برقعہ اُٹھا، اور بوعلی کو اپنا ایک جلوہ دکھا تاکہ دُنیا میں ایک بار پھر عشق کا شور برپا ہو جائے۔"

اے سالک! راہِ وفا، اہلِ دل کا مسکن ہے اُن

Marfat.com

لوگوں کے لئے جو اپنی رُوح کی آواز سُننے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے ۔ وہ اپنے محبُوب کی ایک نِگاہ اُلفت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ وہ جانتے ہیں کہ جس چیز کی وہ خواہش اور تمنّا کرتے ہیں صرف اُن کو دی جاتی ہیں جو اپنے ربّ کے آگے اپنا سَر جھکانا جانتے ہیں ۔ تو یہی لوگ ہیں جو اپنی منزلِ مقصود پا لیتے ہیں ۔ وہ جو اُس پر چلتے ہیں جو اُن سے کہا جاتا ہے ، اور جو اِس راہ کے آداب کو جانتے ہیں۔

یاد رکھیئے کہ دلوں میں ہمیشہ اَدب رہنا چاہیئے ۔ یعنی سچے دلوں میں ۔ صرف وہ ادب سچّا اَدب ہے جو ہر وقت دِل میں موجود ہے ۔ اگر اَدب صرف اس لئے ہے کہ یہ اُس جگہ کا تقاضہ ہے ، اور یہ تو صرف اُس وقت کیا جاتا ہے ، تو پھر اس مصنوعی اَدب کی کیا ضرورت ہے ؟ اَدب دل کی ایک کیفیت ہے ، اِس لئے یہ ہر وقت انسان کے پاس موجود ہونا چاہیئے ، اِس کا عکس ایک سالک کے طرزِ زندگی سے دِکھائی دینا چاہیئے ، اُس کے نشست و برخاست ، اُس کے کھانے پینے' دوسرے لوگوں سے اُس کے طرزِ عمل سے ، اور خاص طور سے جب وہ اپنے مُرشد کے حضور میں ہو ۔ جو اپنے دل سے با اَدب ہیں ، تو پھر اُن کے ظاہری حیات ، یعنی اُنکی آنکھیں،

Marfat.com

اُن کے اعضاء، اور اُن کی حرکات سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن جو بس باادب ہونے کا ڈھونگ رَچاتے ہیں، اُن کے دل اِس احترام سے خالی ہیں اور اُن سے غلطیاں سَرزد ہوں گی۔

شہر رقہ کے ایک بزرگ اپنی مجلس میں کرامات کے سلسلے میں کلام فرما رہے تھے۔ ایک بوڑھی خاتون نے، جو آپ سے بے تکلّف تھی، کہنے لگی، "یہ دعوے ہی دعوے کب تک رہیں گے۔ لوگوں کا یہ حال ہے کہ قحط سے مَرے جا رہے ہیں۔" وہ عورت بادشاہ کے بچّوں کی تربیت پر معمور تھی۔ شیخ سے باتیں کرکے اپنے خچّر پر سوار ہُوئی اور جانے لگی۔ اچانک زور کی ہوا چلنے لگی۔ بادل اُٹھے اور مُوسلا دھار بارش ہونے لگی۔ بُڑھیا کا خچّر تیز ہَوا میں بِدکا اور بُڑھیا کیچڑ میں گِر کر لَت پَت ہوگئی۔ کیچڑ سے اُٹھ کر وہ سیدھے بزرگ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی، "مجھے معلوم ہے کہ یہ بارش آپ کی کرامت سے ہوئی ہے، مگر مجھے خچّر سے کیوں گِروایا؟" بزرگ نے فرمایا، "وہ تیری بے ادبی سے ہُوا۔"

اَدب ہمیشہ اطاعت کے بعد آتا ہے۔ یاد رکھیئے کہ اطاعت دل کی آلائش کو دُور کرتی ہے۔ یہ نفس (اَنَا) کو توڑتی ہے اور انسان کو دوسروں کے آگے عاجز کر دیتی ہے۔

Marfat.com

اطاعت کے معنی ہیں کہ اَب آپ کی دُنیا میں بس ایک ہی ہستی ہے، اور وہ ہے آپ کا محبوب ، اور آپ کی ہستی اُسی کی بدولت ہے ۔ اِس طرح یہ اطاعت اَدب کی رَاہ ہموار کرتی ہے ۔ اَدب، عجز ہے اور اَعلیٰ اخلاق ہے ۔ ایک مغرور آدمی کس طرح بااَدب ہوسکتا ہے ۔ چاہے وہ جُھوٹ مُوٹ اِس کو ظاہر کرے ، وہ جلد اپنی یہ اصلیت ظاہر کرے گا۔

ایک سالک کو اَدب کی رسیّوں کو مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیئے تاکہ وہ کبھی نیچے نہ گر جائے ۔ کہا جاتا ہے کہ : اہلُ اللہ میں سے کسی نے ایک غلام خریدا۔ فرماتے ہیں کہ : میں نے اُس سے جو سوالات کئے ، اُس نے اُس کے یہ جوابات دیئے۔ "تمہارا نام کیا ہے ؟" "میرا نام وُہی ہے جو آپ رکھ دیں ۔" " اور کام ؟ " "جو آپ حکم دیں اس پر عمل کرنا میرا کام ۔" " اور تمہارا کھانا ؟" "آپ جو کِھلائیں وہی میرا کھانا ہے ۔" "تمہارے دل کی خواہش ؟" "آپ کی مرضی ہی میری خواہش ہے ۔" اِس کی یہ تین باتیں سُن کر مجھے رونا آگیا اور مجھے اپنے مالکِ حقیقی سے اپنا تعلق یاد آگیا ۔ میں نے غلام سے کہا ۔" عزیزانِ من! تو نے مجھے رَبِّ کائنات سے اَدب کا سبق سیکھا دیا۔

اَے اُمّتِ محمّدی ! ہم اَدب کے بارے میں اَبد تک

Marfat.com

باتیں کرسکتے ہیں، پھر بھی اللہ کے الفاظ کبھی ختم نہیں ہوں گے۔
اِسے یاد رکھیں! ادب عشق سے پہلے آتا ہے۔ اگر اَدب ہے تو تب ہی عشق ہوگا۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ، دُنیا کتنی بے اَدب ہوچکی ہے۔ اَب رشتوں میں احترام نہیں رہا، زوجین میں نہیں رہا، والدین اور اولاد کے درمیان نہیں رہا، یعنی ایک دوسرے کے درمیان، قطعِ نظر، چاہے کوئی بھی ہو، سب میں صرف نفس ہی کا اعمال اور الفاظ پر راج ہے۔

اہلِ طریقت کئی صورتوں میں اہلِ دنیا سے مختلف یا ممتاز ہوسکتے ہیں، لیکن اُن کے جاننے کا اہم ترین ذریعہ اُنکا اَدب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اِن محفلوں میں بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے، تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ اہلِ دل کا اَدب کرنا سیکھیں۔ اَدب اِخلاص ہے، اَدب اخلاق ہے، یہ سچ ہے کہ بے اَدب، بے نصیب اور با اَدب، با نصیب ہے۔

خود کو اپنے اللہ کے سُپرد کرو، اور سُلوک کی رَاہ پر چلو جس طرح کہ آپ کے رسُول ﷺ نے عاشقین کو سکھایا ہے۔ اُن کے نقشِ قدم پر چلو اور اُن سے اَدب کرنا سیکھو۔ بھلا اللہ کے محبُوب ﷺ سے بڑھ کر با اَدب کون ہوسکتا ہے؟

مجلسِ اولیاء سے بھی یہ اَدب جھلکتا ہے، اور محفلِ

Marfat.com

مُرشدین میں بھی اِن ہی قواعد کی پیروی ہوتی ہے ۔ اَدب کا سبق
سیکھیں ، تب ہی عشق دل میں داخل ہوگا ۔

آمین !

ثم آمین

Marfat.com

۲۲ مارچ ۲۰۱۳ء (۲۷۱)

۹ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ

موت ایک حقیقت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اُن سب کا محبُوب ہے جو جانتے ہیں کہ محبت کیا ہے۔ یہی وہ واحد ذات ہے جس نے دُنیا کو عشق کی دولت عطا کی ہے، اور وہ یہ دولت صرف اُن دِلوں کو بخشتا ہے جو اس کے لائق ہیں۔

دُرود و سلام رحمتِ یزدانی پر، اُن پر جن کے پاس کائناتوں کی کُنجیاں ہیں اور جو اپنے ربّ کے محبُوبِ عظیم ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پر جو ہمیشہ اِس نسبت کے باعث متبرک ہیں۔

زندگی کا راستہ ایک طویل راستہ ہے۔ یہ سیدھا اور آسان راستہ نہیں ہے۔ حقیقت میں اِس راستے سے بڑھ کر کوئی اُلجھی ہوئی شے نہیں ہوسکتی ہے۔ جو چیزیں بظاہر قریب دکھائی دیتی ہیں وہ حقیقت میں بہت دُور ہیں جبکہ وہ چیزیں جو دُور دکھائی دیتی

Marfat.com

ہیں ، وہ دراصل بہت قریب ہیں ۔دنیا کے لوگ غلطی سے اِس راستے کو اپنی منزل سمجھتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ وہ اِس بات پر اپنی توجّہ مرکوز رکھتے ہیں کہ کس طرح اِس سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرسکیں ۔یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی سمجھے کہ دِن کی روشنی ہمیشہ اُس کے سامنے رہے گی ۔اگر کوئی صرف اِسی کو پیشِ نظر رکھّے ، اور رات کے وجود سے انکار کرے ، تو پھر ظاہر ہے کہ یہ اُس کی اپنی حماقت ہے ۔یاد رہے کہ جو چیز شروع ہوتی ہے ، وہ ختم بھی ضرور ہوگی ۔

اگر آپ رات کے لئے آمادہ نہیں ہیں، تو پھر آپ تاریکی میں کس طرح چلیں گے اور رات کی مشکلات سے کیسے نمٹ سکیں گے ؟ دن کے وقت آپ کو چاہیئے کہ رات کے لئے خود کو تیار کریں ۔صرف وہ لوگ ہی اچھّی طرح تیار ہو سکتے ہیں جو خبردار ہیں کہ گِرد و پیش کیا ہو رہا ہے ، اور جو جانتے ہیں کہ دن کے خاتمے پر رات ناگزیر ہے ۔

زندگی کی رات اصل میں اس دنیاوی عرصۂ حیات کا خاتمہ ہے جو برزخ کے اُس درمیانی عرصے کا آغاز ہے جس کا سامنا کرنا سب کے لئے ناگزیر ہے ۔برزخی وقت (عرصے) کے آسائش یا تکلیف کا دار و مدار اِس بات پر ہے کہ اُس کیلئے آپ کتنے مستعد

Marfat.com

اور تیار ہیں اور کتنا توشۂ زادِراہ آپ اپنے ساتھ لائے ہیں۔

کم وبیش آپ سب جانتے ہیں کہ زندگی کس طرح ختم ہوسکتی ہے۔آپ سب نے اپنے مُردے دفنائے ہیں اور جانتے ہیں کہ مَرنے کے لئے کوئی وقت مقرّر نہیں ہے۔موت ہر ایک کے پاس کِسی بھی وقت آسکتی ہے۔لیکن پھر بھی دِل اِن خیالات سے "عاری" ہیں اور دماغ اِس صُورتِ حال کی سنگینی کو سمجھنے سے قاصر ہے۔اگر آپ بنی آدم معقولیت سے سوچ نہیں سکتے تو کم اَز کم حیوانوں سے سیکھیں جو ہر وقت اپنے سخت وقتوں کیلئے تیار ہیں۔وہ غذا جمع کرتے ہیں اور محفوظ آشیانوں کی تلاش کرتے ہیں جب ماحول اُن کے لئے دوستانہ ہو۔وہ جانتے ہیں کہ چند مہینوں میں اُنہیں مشکل وقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور بہت ممکن ہے کہ وہ اپنی حفاظت کرنے کے قابل نہ ہوں اُس موسم میں۔یہی وجہ ہے کہ وہ جو اچھّے وقتوں میں محنت کرتے ہیں، اپنے مشکل وقتوں میں اُس کا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔رسُول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے :"دنیا میں اِس طرح رِہ گویا تو پردیسی ہے، بلکہ (پردیسی سے بھی بڑھ کر) راستہ چلنے والے کی طرح رِہ۔" حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسکی وضاحت کرتے ہُوئے کہا ہے :"جب شام ہوجائے تو صُبح کا

Marfat.com

اِنتظار مَت کر، اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار مت کر۔ اور اپنے تندرستی کے زمانے سے مرض کے زمانے کے لئے نیک عمل کر کے رکھ، اور اپنی پوری زندگی سے مَوت کے لئے عمل کر کے رکھ۔"

اس کا مطلب ہے کہ زندگی بھر کرنے کے لئے آپ کے پاس بہت سارا کام ہے، یعنی آخرت کی بہتری کیلئے کام، سفرِ آخر کے لئے زادِ راہ جمع کرنے کا کام۔ وہ جو زندگی بھر اِس کو اپنی ترجیح بناتے ہیں، آخر میں کامیاب ہوتے ہیں، لیکن وہ جو صرف وعظ سُنتے ہیں اور گھر جا کر سو جاتے ہیں، اُن کو بلاشُبہ دونوں جہانوں میں پچھتاوا ہوگا۔

مَوت برحق ہے اور ایسا کوئی نہیں جو اِس سے بچ سکتا ہو۔ جب حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مقبرے پر گئے، تو آپ نے یہ آیتیں شروع کیں: "میں نے قبروں کے پاس آکر نِدا دی کہ عظمت والے اور حقیر کہاں ہیں؟ اپنی بادشاہی پر ناز کرنے والے کہاں ہیں؟ اور فخر سے اپنی تعریف کرنے والے کہاں ہیں؟" حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو کہتے ہُوئے سُنا، جسے وہ سُن سکتے تھے لیکن دیکھ نہیں سکتے تھے: "سب فنا ہو گئے ہیں، کوئی بتانے والا نہیں

Marfat.com

رہا ۔ یہ خود بھی اور اُن کی خبر بھی مَر چُکی ہے ۔ مٹی کے بیٹے (اہلِ قبور) صبح و شام کرتے ہیں ۔ پس اُن صُورتوں کی خوبصُورتیاں مِٹ جائیں گی ۔ اے گزرے ہوئے لوگوں کے متعلق سَوال کرنے والے ! کیا تُو جو کچھ دیکھ رہا ہے ، اِس میں تیرے لئے سامانِ عبرت نہیں ہے ؟"

مجھے بتائیے کہ وہ متبرّک سَر کہاں گئے ، جو اپنے سَروں پر تاجِ بادشاہی سجائے رکھتے تھے ؟ بِلا شُبہ وہ سَب ندامت اور ذلّت کا حِصّہ ہیں ۔ وہ سارے ہاتھ کہاں گئے جو کمزوروں پر اُٹھائے جاتے تھے اور جنہیں اپنی قوّت اور طاقت پر گھُمند تھا ؟ بلاشبہ وہ اَب زمین کی حقیر مِٹی کا حصّہ ہیں ۔ وہ ساری زبانیں کہاں گئیں جو بڑی بے شرمی سے اپنی بڑائی بیان کرتی تھیں اور خود اپنی تعریفیں کیا کرتی تھیں ؟ بلا شبہ وہ بھی مارے شرم اور افسوس کے خاموش اور بے آواز ہیں ۔ یہ سچ ہے کہ جو مٹی سے بنائے گئے تھے ، وہ آخر مٹی میں ہی واپس جائیں گے ۔ کوئی بھی اپنی واپسی کو روک نہیں سکتا ، کوئی بھی اِس قابل نہیں ہوگا جو اُن کی مدد کر سکے یا اُن کو اُن کے اندھیرے گھروں سے باہر نکال سکے ۔ وہ اُس وقت تک وہاں رَہیں گے جب تک صورِ اسرافیل نہ پھُونکا جائے گا ، جب تک کہ

Marfat.com

وہ خود بھی قیامت کا مَزا نہ چکھ لیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کے سَر غرور و فخر میں اتنے اونچے ہیں ؟ آخر یہ زبانیں کیوں بے شرمی سے ابھی تک وہی کہے جا رہی ہیں جو اُن کے دِل میں آتا ہے، کیوں یہ سبق اَب تک نہیں سیکھا گیا ہے ؟ یہ آنکھوں کی طمع ہے، دل کی حرص ہے اور آپ کے جسموں کی لالچ ہے جو آپ کو اندھا، بہرہ اور گونگا بنا دیتی ہے، جو آپ کی روح کی موت کا باعث ہیں اور آپ میں صرف اِس دُنیا کا احساس چھوڑتے ہیں۔ یہ آپ کی آنکھوں کو صرف اِس دُنیا کے رنگوں تک محدود رکھتی ہیں، اور آپ سے نورِ حقیقت کو چُھپا دیا دیتی ہیں۔ وہ آنکھیں جو بند ہیں اور جو کُھلنا نہیں چاہتیں، وہ بھلا حقیقت کو کس طرح دیکھ سکتی ہیں ؟ وہ حقیقت جو اِس زمین کی ابتدا سے ہی موجود ہے اور آخر تک موجود رہے گی۔

رسُول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ایک مسجد میں داخل ہوئے جہاں لوگوں کا ایک گروہ باتوں اور ہنسی، مذاق میں مصروف تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا : "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جتنا (میں موت کے متعلق) جانتا ہوں، اگر اتنا تمہیں بھی معلوم ہو جائے تو تم ہنسو کم اور رؤو زیادہ۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا : جب آپ سے پوچھا گیا کہ :" لوگوں میں دانا اور محترم کون ہے؟"، تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا کہ :" جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہے اور سب سے زیادہ شِدّت کے ساتھ اُس کے لئے تیاری کرنے والا ہے۔ وہی دانا ہے جو دنیا سے شرف اور آخرت کی عزّت لے گا۔"

اس مثال کو یاد رکھیں کہ :" دریا کے ساحل پر کھڑا شخص اپنی کشتی کا منتظر ہے۔ اُسے کچھ دھاگے اور رسّیاں دی گئی ہیں جن سے وہ اپنا جال بُن سکتا ہے۔ لیکن جال بنانے کے بجائے وہ ساحل پر ریت کے گھر بنانا شروع کر دیتا ہے۔ پہلے وہ چھوٹے مکان بناتا ہے، پھر وہ خود کو بڑے مکان بنانے میں مصروف رکھتا ہے۔ وہ اپنا تمام وقت اِسی مشغلے میں صرف کرتا ہے حتّٰی کہ سفر کے لئے اُس کی کشتی کے آنے کا وقت ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس وقت بھی وہ ساحل کو چھوڑنا نہیں چاہتا اور وہ اَب بھی اُن ریت کے قلعوں کی تعمیر کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔ پھر اُسے زبردستی کشتی میں بیٹھا دیا جاتا ہے۔ لیکن کس حال میں؟ وہ کشتی میں خالی ہاتھ سوار ہوتا ہے، نہ اُس کے پاس کوئی جال ہے اور نہ سفر کے لئے کوئی زادِ راہ۔ اُس کی حماقت نے اُسے ریت کے قلعے تعمیر کرنے کی لذّت پر لگائے رکھا تھا، وہ قلعے جو سمندر کی ایک

Marfat.com

ہی لَہر سے بَہہ جائیں گے ۔ مگر اُسے اپنی بقا کیلئے درکار سامان، یعنی جال اور زادِ راہ کو وہ بھول گیا ۔ کیا آپ ایسے شخص کے حشر کے بارے میں اندازہ لگا سکتے ہیں، ایک ایسا شخص جس نے اپنے ہی ہاتھوں ایسا قیمتی وقت ضائع کیا اپنی غفلت اور جہالت کی وجہ سے ۔

کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سامنے جب موت کے متعلق گفتگو ہوتی تو آپ کی جِلد سے خون ٹپکنے لگتا تھا، اور جب اس کا تذکرہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے ہوتا تو وہ اِس زور سے روتے کہ اُن کے جوڑ اُکھڑ جاتے ۔ صرف جب رحمت کی کی گفتگو کی جاتی تو تب ہی آپ کی رُوح کو قرار ملتا ۔

حضرت ربیع بن خسیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود ڈالی تھی ۔ روزانہ وہ کئی بار اُس میں لیٹتے، تاکہ موت کو یاد کرتے رہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ : " اگر ایک سَاعت کیلئے بھی مَوت کی یَاد میرے دِل سے دُور ہو جائے تو دِل بگڑ جائے گا ۔"

حضرت موسٰی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ : "جب فرزدق کی بیوی کا انتقال ہوا، تو اُسکی تدفین میں بصرہ کے کئی مشہور سَرداروں نے شرکت کی جن میں حضرت امام حَسَن بصریؒ بھی شامل تھے ۔ امام حَسَن بصریؒ نے پوچھا : ' اے ابنِ فراص ! آپ نے اِس دن کی

Marfat.com

تیاری کس طرح کی ہے ؟'۔ فرزدق 'نے جَواب دیا : ' سات برس سے لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کی گواہی ۔' " پھر جب بیوی کی تدفین مکمل ہوئی ، تو آپ نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

'قبروں کے پاس رُک کر اُن کے سَرہانے کھڑے ہو کر پوچھو' تم میں سے کون قبر کی تاریکیوں میں دَھنسا ہُوا ہے ؟ اور تم میں سے کون قبر کی گہرائیوں میں معزز ہے جس نے قبر کی سختیوں سے اَمن کی ٹھنڈک چکھی ہو۔ سکون آنکھ والوں کے لئے ہے ۔ ایک یہ سُکون ہے جس کے دَرجات کی برتری ظاہر نہیں ہوتی ۔ اگر وہ تمہیں جواب دے سکتے تو زبانوں کے سَاتھ تمھیں بتاتے ۔

فرمانبردار تو باغات میں ہے اور باغ کے درختوں میں جہاں چاہتا ہے چَہل قدمی کرتا ہے ۔ اور مُجرم سَرکش گہرے گڑھے ہی میں کُوٹ پُوٹ ہو رہا ہے اور اِسی کے سانپوں کے ساتھ پناہ لے گا ۔ اور بچھو اس کی طرف دوڑتے ہیں اور بچھوؤں کے ڈسنے کی وجہ سے اُس کی رُوح سخت عذاب میں ہے ۔"

اللہ کے محبوبین لمبی عمر کی تمنا نہیں کرتے ۔ کوئی بھی اپنی اُمیدیں اس دنیا سے نہیں لگاتا ۔ جس طرح کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا : "کل کیلئے روزی بچا کے نہ رکھّو، کیونکہ اگر تم کل زندہ

Marfat.com

رہو گے تو تمہارا رزق بھی تمہیں کل ملے گا ، اور اگر کل تمہاری زندگی نہیں رہی تو دوسروں کے لئے اُسے جمع کرنے کا کیا فائدہ۔"

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت اَسوَد حسبی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھتے وقت اِردگِرد دیکھا کرتے تھے۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ: "آپ کس کو دیکھتے ہیں؟" وہ جواب دیتے: "میں مَلکُ الموت کا منتظر ہوں، اس لئے دیکھتا ہوں کہ وہ کس طرف سے آرہے ہیں۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ہدایت فرمائی تھی کہ: "نیک کام کرنے میں جلدی کرو اور ایک ایک دم کی جو اِسے مہلت ملتی ہے اُسے غنیمت جان۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، تونگری کو محتاجی سے پہلے، فراغت کو شُغل سے پہلے، اور زندگی کو مَوت سے پہلے۔" حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر صبح ایک منادی دینے والا آواز لگاتا: "اَرتَحِلُوا، اَرتَحِلُوا، کُوچ دَرپیش ہے، کُوچ درپیش ہے۔"

اِسی طرح حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ نماز کی طرف دوڑتے ہُوئے دیکھا گیا: آپ سے پوچھا گیا کہ: "آپ کو اتنی جلدی کیوں ہے؟" آپ نے فرمایا: "اِسلئے کہ شہرِ پناہ کے دروازے پر پورا ایک لشکر میرے انتظار میں ہے۔ یعنی، قبرستان

Marfat.com

کے تمام مُردے میرے انتظار میں ہیں۔ وہ اُس وقت تک نہیں جائیں گے، جب تک وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاتے۔" یہ بھی روایت ہے کہ: حضرت ابُو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مشقت کا کام اور ریاضت کیا کرتے تھے۔جب آپ کی زندگی کافی ڈھل چکی تھی کسی نے اُن سے کہا کہ اتنی مشقّت نہ کیا کریں! اس پر حضرت مُوسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: "گھوڑے کو جب دوڑاتے ہیں، تو آخر میدان میں وہ اپنا تمام زور کرلیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے اور موت قریب پہنچ چکی ہے۔ تو پھر میں بھی اپنی محنت اور ریاضت اِسی طرح کیوں نہ کروں؟"۔

اَے اُمّت محمّدی! یاد رکھیئے کہ زندگی کا آخری وقت، یعنی جان کنی کا وقت جب رُوح کو جسم سے الگ کیا جاتا ہے، یہ ایک نہایت سخت وقت ہوتا ہے۔ بالکل اِسی طرح فرض کریں کہ کوئی دشمن کسی دن آکے پوری قوّت سے آپ پر حملہ کرے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی دشمن نہ آئے، مگر یہ نہ گزیر ہے کہ مَلکُ الموت آپ کے مکان میں داخل نہ ہو اور وہ عمل کرے جو سب کے ساتھ ہوتا آرہا ہے۔ کیا آپ اُس دن کیلئے تیار ہیں؟ حتیٰ کہ رسُول اللہؐ بھی یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ: "اے اللہ! محمدؐ پر سکرات و موت آسان فرما دے"۔ یہ الفاظ اُمّت کی یادِ دہانی کے لئے ہیں کہ:

Marfat.com

"قبر، آخرت کی پہلی منزل ہے، اگر اس میں آسانی گزری تو جو کچھ اس کے بعد ہونے والا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا۔ اور جو قبر میں ہی دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونے والا ہے، وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا۔"

اَے اُمّت محمّدی! یہ نہ بھولیئے کہ ہر ایک کو مرنا ہے۔ یہاں کوئی بھی ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گا۔ جو لوگ اپنی موت کو ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں، وہ کم از کم گناہ کرتے وقت تھوڑا سا شرمندہ تو ہوں گے۔ ہمیشہ توبہ کیا کریں اور اپنے آخری سفر کے دورانیہ کی تیاری جاری رکھیئے۔ کون جانے یہ دنیا کا سفر کب ختم ہو! یہ ایک نہایت ضروری نصیحت ہے:

"جس نے آج کی بات کو گرہ میں باندھ لیا وہ سُرخرو ہوگیا"

کم اَز کم جب مَلکُ الموت آجائے تو آپ کو صدمہ نہ ہو، اور آپ اُس کیلئے تیار نہ ہوں؟ یہ بات ہر وقت یاد رکھیں کہ آخری سانسیں آپ سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں۔ تو اپنی سانسیں اللہ کی اطاعت میں استعمال کریں۔ یاد رکھیئے کہ وقت اور موت کسی کا انتظار نہیں کرتے۔

سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا
جب لاد چلے گا بنجارہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو استحکام بخشے اور ہمیں اس زمین پر آخری لمحات میں رسُول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

حالات کا بہاؤ اور ہماری کوتاہ نظری

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو ربِّ ذُوالجلال ہے۔ وہ ذاتِ واحد جو عالمین کا مالک ہے اور جس کا حکم زمین اور آسمانوں پر چلتا ہے۔

درود و سلام اللہ کے محبُوب پر جو جنّت کے سُلطان اور باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور جو جانتے ہیں کہ دلوں کا عجز کردار کو قوّت بخشتا ہے۔

وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے جس کے باعث سال گھٹ کر مہینے ہوگئے ہیں، مہینے سُکڑ کر ہفتے بن گئے ہیں، ہفتے کم ہو کر ایک دن بن گئے ہیں، اور دن ایک بُجھتی ہوئی شمع کے مانند گزر جاتا ہے۔ اِس طرح ہے وقت

Marfat.com

کی رفتار۔ اُس کے باوجود دل ہیں کہ دُنیا میں مگن ہیں، اپنی دنیاوی لذّتوں میں مشغول ہیں اِس بات کا لحاظ کئے بغیر کہ وہ اپنا بہت زیادہ وقت بے کار مشاغل میں برباد کر رہے ہیں۔

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ "گھڑی" کم و بیش اُن کے سَروں پر پہنچ چکی ہے اور میزان کو بہت جلد بنی آدم کے نوشتۂ عمل سے بھر دیا جائے گا۔ وہ دن جلد آنے والا ہے جب سچّے دلوں کے اعمال نامے اُن کے سیدھے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے جبکہ بَدقسمتوں کو اُن کے اعمال نامے اُن کے اُلٹے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔

یومِ حساب ایک نہایت سخت وقت ہوگا اُن سب کے لئے جو کبھی زندہ رہے ہیں۔ یہ احتساب کا دن ہے اور ایک بہت ہی تباہ کُن دِن ہوگا۔ اُس دن کی وُسعت کی ایک جھلک سورۂ نباء (۲۲-۱۷) میں دیکھی جاسکتی ہے:

"بے شک فیصلے کا دن ایک معیّنہ وقت ہے جس دن صُور پھُونکا جائے گا تو تم گروہ دَر گروہ آؤ گے اور آسمان کھُل جائے گا تو دروازے ہی دروازے ہوں گے، اور پہاڑ ہٹائے جائیں گے، تو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔ بِلاشُبہ دوزخ ایک گھات میں ہے۔ سَرکشوں کیلئے ایک ٹھکانہ ہے۔"

Marfat.com

بھلا کون ایسا کبھی سوچ سکتا ہے کہ دُنیا دیر تک قائم رہنے والے فائدے دے گی۔ دُنیا تو خود ایک بُڑھیا کی طرح ہے جو قبر میں اپنے پاؤں لٹکائے بیٹھی ہے اور اپنی آخری سانسوں کو بڑی بے تابی سے گِن رہی ہے اور اُس کا فریب اتنا ظالمانہ ہے کہ یہ خود کو ہر ایک کے سامنے ایک جَوان دُلہن کے طور پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ سِوائے جھوٹے وعدوں کے اور کچھ نہیں کرسکتی۔ ہزاروں لوگ فریب کے اِن الفاظ کے سحر میں آجاتے ہیں اور اُس کے جَال میں پھنس جاتے ہیں اور اِس طرح اُن کے دونوں جہانوں کی زندگیاں تباہی کا شکار ہوجاتی ہیں۔

لیکن اَب بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اُسکے شکنجے میں نہیں آنا چاہتے، جو خود کو اَبدی تباہی سے بچانا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں دُنیاؤں کی بہترین نعمتیں چاہتے ہیں، لیکن دُنیا کی کشش اُن کو سُست اور کاہل بنا دیتی ہے۔ اُن کے دِل تو چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ کی طرف بڑھیں، لیکن دُنیا کی لذّتیں اُنہیں ایسا کرنے سے روکتی ہیں۔ دُنیا اُنہیں بتاتی ہے کہ ابھی ایک "کل" بھی ہے جس میں وہ آخرت کے لئے اپنی عبادات کرسکتے ہیں۔ دُنیا اُنہیں یہ بھی بتاتی ہے کہ زندگی اتنی مختصر ہے، تو پھر

Marfat.com

کیوں نہ اُس سے بھرپور لطف اُٹھایا جائے ؟

ذرا اپنے اطراف نگاہ اُلٹا کر تو دیکھیں ، کیا آپ کو اس دنیا میں دَجّال کا فریب ہر جگہ پھیلتا نظر نہیں آتا ؟ اُس کے پیروکار رات دن معصُوم دلوں کو دھوکہ دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

ایک عجیب ہلچل اور افراتفری مچی ہوئی ہے ۔ دُنیا کے رنگ اَب بہت روشن ہو گئے ہیں اور دِل لُبھا دینے والے گیت اور سنگیت بہت زیادہ جادو اَثر ہو چکے ہیں ۔ کانوں کو بہرا کر دینے والا ایک شور برپا ہے اور لوگ سراسیما ہو کر دائروں میں دوڑ لگا رہے ہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ دنیا سے بہترین ثمرات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ رات دن مشینوں کی طرح کام کر رہے ہیں ۔ اُن کو خدشہ ہے کہ وہ اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھر دنیا اُن سے چِھن جائے گی ۔ وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے اور اُن کے بچّوں کا مستقبل تاریک ہو جائے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طرف بد دیانتی ، رشوت ، دھوکہ اور شراب نوشی کا بازار گرم ہے ۔ وہ اپنے لئے دنیا کی خریداری میں اتنے مصروف ہیں کہ انہوں نے اپنے بچّوں کو گھروں میں اکیلے چھوڑ دیا ہے ۔ والدین ، یعنی ماں باپ، دونوں دفتروں میں ہیں جبکہ بچّے اپنے ماحول میں تنہا ۔ والدین نے بچّوں پر نگرانی کا عمل ڈھیلا کر دیا

Marfat.com

ہے ۔ اُن کے خیال میں اگر وہ اپنے بچّوں کو کسی چیز سے روکیں گے تو یہ عمل بچّوں کی شخصیت کو متاثر کرے گا ، اور وہ اُن کی خود اعتمادی کو چھیننے کا سبب بنیں گے ۔ والدین کو اپنے بچّوں کے ساتھ نہ ہونے کا احساسِ جرم ہے ، یہی وجہ ہے کہ وہ اُنہیں تحفے دیتے ہیں اور اُن کے مطالبات پُورے کرتے ہیں ۔ وہ اُن پر کوئی پابندی نہیں لگاتے کیونکہ کون اُن پابندیوں پر عمل دَرآمد کی نگرانی کرے گا جب والدین خود ہی گھر پر موجود نہیں ہوں گے ؟۔

آج کے دَور میں دُنیا بچّوں کے لئے بڑی ظالمانہ بن گئی ہے۔اُن کو ایسے نظاروں اور خیالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو وہ سمجھ نہیں سکتے ، لیکن پھر بھی اُنہیں اس کا اِدراک ہے۔ بچّوں نے اپنے والدین کو بھی دھوکہ دینا سیکھ لیا ہے ۔ انہوں نے یہ دھوکے بازی اپنے بڑوں سے سیکھی ہے ۔ اگر اُن کے والدین یہ کرسکتے ہیں تو پھر وہ اس طرح کیوں نہیں کرسکتے ؟ اُن کے اِرد گِرد ہر جانب گناہ اور عِصیاں ہیں ، جو سماج کا ایک حِصّہ بَن چکے ہیں ۔ یہ بُرائیاں جو کبھی مسلمانوں کے لئے قابلِ نفرت تھیں اَب اُن کی زندگی کا حِصّہ بن چکی ہیں ۔ شراب ، رشوت ، فحاشی اور دھوکہ بازی کچھ گھرانوں میں سِکّۂ رائج الوقت بن

Marfat.com

ہے ۔ اُن کے خیال میں اگر وہ اپنے بچّوں کو کسی چیز سے روکیں گے تو یہ عمل بچّوں کی شخصیت کو متاثر کرے گا ، اور وہ اُن کی خود اعتمادی کو چھیننے کا سبب بنیں گے ۔ والدین کو اپنے بچّوں کے ساتھ نہ ہونے کا احساسِ جرم ہے ، یہی وجہ ہے کہ وہ اُنہیں تحفے دیتے ہیں اور اُن کے مطالبات پُورے کرتے ہیں ۔ وہ اُن پر کوئی پابندی نہیں لگاتے کیونکہ کون اُن پابندیوں پر عمل دَرآمد کی نگرانی کرے گا جب والدین خود ہی گھر پر موجود نہیں ہوں گے ؟۔

آج کے دَور میں دُنیا بچّوں کے لئے بڑی ظالمانہ بن گئی ہے۔اُن کو ایسے نظاروں اور خیالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو وہ سمجھ نہیں سکتے ، لیکن پھر بھی اُنہیں اس کا اِدراک ہے۔ بچّوں نے اپنے والدین کو بھی دھوکہ دینا سیکھ لیا ہے ۔ انہوں نے یہ دھوکے بازی اپنے بڑوں سے سیکھی ہے ۔ اگر اُن کے والدین یہ کرسکتے ہیں تو پھر وہ اس طرح کیوں نہیں کرسکتے ؟ اُن کے اِرد گِرد ہر جانب گناہ اور عِصیاں ہیں ، جو سماج کا ایک حِصّہ بَن چکے ہیں ۔ یہ بُرائیاں جو کبھی مسلمانوں کے لئے قابلِ نفرت تھیں اَب اُن کی زندگی کا حِصّہ بن چکی ہیں ۔ شراب ، رشوت ، فحاشی اور دھوکہ بازی کچھ گھرانوں میں سِکّۂ رائج الوقت بن

Marfat.com

چکے ہیں ۔ اور جو اِن بُرائیوں میں مُبتلا نہیں ہیں وہ اِس پر خاموشی اختیار کئے ہُوئے ہیں ایسے جیسے انہوں نے بھی اِسے سماج کا ایک حِصّہ مان لیا ہے ۔

کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ حالات اِس قدر خراب کیوں ہوگئے ہیں ؟ سماج اِس قدر زَوال پذیر کیوں ہُوا ہے ؟

اس کا سبب ہر ایک کا سُکوت ہے ، خاموشی ہے ۔

اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ اپنے اطراف ہونے والے معاملات سے لاتعلق ہو چکے ہیں اور معاشرے کو مہلک بیماریوں کا شکار بنا دیا ہے ۔ یہ اُس مثال جیسی ہے کہ اگر آپ کی انگلی پر ذرا سا زخم لگ جائے اور آپ اُس کا علاج نہ کریں ، تو ایسے ممکن ہے کہ وہ زخم خراب ہو کر اِنفیکشن کی صُورت اختیار کرے ۔ اَب اگر پھر بھی اِس کو نظر انداز کیا جائے ، تو یہ آہستہ آہستہ آپ کے پُورے ہاتھ کو متاثر کر سکتا ہے پھر آپ کا بازو اور آخرکار آپ کا پورا جسم متاثر ہوگا ۔

آپ کی لاعلمی آپ کو شدید مشکلات میں مبتلا کرے گی ۔

یہی معاملہ آپ کے سماج کے ساتھ ہُوا ہے ۔ آپ اِس صورتحال کی ذمّہ داری حکومت ، امیر طبقے یا کسی اَیرے غیرے پر نہیں ڈال سکتے ۔ درحقیقت اس ساری تباہی کا سبب آپکی اپنی خاموشی

Marfat.com

ہے ۔ کل تک تو اس اخلاق سوزی کا الزام مغربی سوسائٹی کے سَر تھا ، لیکن آج اس کی ذمّہ دار آپ کی اپنی سُوسائٹی ہے۔ کل تک آپ کے پڑوسی کے بچّے تھے جو بدتمیز اور کنٹرول سے باہر تھے ، لیکن آج آپ کے اپنے بچّوں کی یہی حالت ہے ۔آپ نے یہ کیسے سوچ لیا تھا کہ آپ کا گھر اِس طوفانِ فحاشی اور آلودگی سے بچ سکتا ہے جو پوری سوسائٹی کو بہا لے جارہا ہے ؟ آج نہیں تو کل آپ کے اپنے گھر میں آپ کو ایسے الفاظ سننے کو ملیں گے جیسے شراب ، منشیات اور غیر اخلاقی دوستیاں وغیرہ ۔ پھر اُس وقت آپ کِس پر الزام ڈالیں گے ، کیا حکومت پر ، اسکولوں پر یا دوستوں پر ڈالیں گے ؟ ذرا سوچیں تو کہ اُس وقت کیا ہوگا جب پانی سر سے اُونچا ہو جائیگا ۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنی سوسائٹی کی تباہی کا ذمّہ دار ہے ، اپنے گھروں کی اور اپنے بچوں کی بربادی کا ۔ یہ سب کچھ ایسے ہوا کیونکہ آپ نے اپنے اِرد گِرد ہونے والے واقعات سے آنکھیں پھیر لیں تھیں ، آپ نے اِسے کسی اور کا مسئلہ سمجھا اور چاہا کہ کوئی اور اُس سے نمٹ لے ۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ جَب یہ تعفّن پھیلے گا تو وہ آپ کے گھر میں بھی آئے گا ۔ آپ اس کو صرف اپنی آنکھیں بند کر کے کس طرح اندر داخل ہونے سے روک

Marfat.com

سکتے ہیں ؟ آپ نے باہر نِکل کر اُس گندگی کو کیوں نہیں ہٹایا جس سے یہ بَدبُو پھیل رہی تھی ۔ ہوسکتا ہے کہ آپ نے سوچا ہو کہ یہ کام کوئی اور کرلے گا ۔ تو پھر آپ سب کیوں روتے ہیں جب آپ کے بچّے آپ سے کُچھ چُھپاتے ہیں ؟ یا جب وہ ایسے الفاظ بولتے ہیں جن سے آپ کے کان جلنے لگیں ؟ یا جب اُن سے اُن کے بچپن اور اُن کی معصُومیّت چھینی جا رہی ہو اور اُنہیں فحاشی کی رَاہ پر زبردستی دھکیلا جا رہا ہو ۔ آپ اُس وقت اُن کے لئے کیوں موجود نہیں تھے ؟ آپ کو آخر کِس چیز نے اتنا مصروف رکھا تھا کہ آپ اُنہیں نہیں سِکھا سکے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے ؟ آپ نے اُن کے دلوں میں دین کی محبّت کیوں نہیں پیدا کی ؟ اللہ کی محبّت اور اُس کے دوستوں کی محبّت کیوں نہیں ڈالی ؟ اُن کے ٹیچر ٹی وی ، انٹرنیٹ اور ویڈیو گیمز کیوں بنے ہوئے رہے ؟

تو آج جب آپ سُوسائٹی کو اپنے سامنے گرتے دیکھ سکتے ہیں ، جب آپ اپنی ہی اَولاد کو اِس دنیا کی برائیوں میں مبتلا ہوتے دیکھ سکتے ہیں ، تو کیا اَب بھی یہ آپ کو خَوابِ غفلت سے جگانے کے لئے کافی نہیں ہے تاکہ آپ اپنی خاموشی کو توڑیں ؟ کیا اَب بھی اقتدار ، دولت ، اور شہرت کی دَوڑ کے خاتمے کا

Marfat.com

وقت نہیں آیا ؟ کیا والدین کو نہیں چاہیئے کہ وہ اپنے بچّوں کے ساتھ زیادہ احتیاط اور محبّت سے پیش آئیں اور کیا اُنہیں اپنے بچّوں کے ساتھ اُن کا رہنما اور اُستاد کی حیثیت سے نہیں رہنا چاہیئے ؟ کیا دین کو طرزِ حیات ، اور محبّتِ رسُول ﷺ کو مشعلِ راہ نہیں بنانا چاہیئے ؟ جانئے کہ یہ آخری زمانہ ہے ، دجّال کا زمانہ ہے ، وہ زمانہ جس کے بارے میں تمام انبیاء نے اپنی اپنی اُمتّوں کو خبردار کیا تھا ۔ آپ کے خیال میں تباہی اس وسیع پیمانے پر کیوں پھیلی ہوئی ہے اور راتوں رات دل تبدیل کیوں ہو رہے ہیں ؟

رسُول اللہ ﷺ نے تو پہلے ہی سے پیش گوئی کی ہوئی ہے کہ وقت کے خاتمے کے قریب کیا ہونے والا ہے ۔ آپؐ کی مبارک نگاہیں اُس وقت کی ہولناکیاں دیکھ سکتی تھیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ : آپ دیکھیں گے کہ ننگے پاؤں ، ننگے بَدن بَدّو چرواہے بڑی عمارتیں بنانے کا مقابلہ کر رہے ہوں گے ۔ ایک وقت ایسا آئے گا لوگوں کے لئے کہ اپنے دین کو برقرار رکھنا ایسا ہوگا جیسے کسی گرم انگارے کو ہاتھ میں پکڑنا ہے ۔"

آپ اس حدیث سے بھی آخر زمان کے مصائب کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ "افسوس اُن عربوں پر ، اُس عظیم برائی کے لئے جو اُن پر آنے والی ہے ۔ وہ اندھیری رات کے دھبّوں کی طرح

Marfat.com

ہو گی ۔ ایک آدمی صبح مومن کی حیثیت میں جائے گا اور رات ہونے تک وہ کافر ہو جائے گا ۔ لوگ اپنے دین کو دُنیا کی کسی معمولی رقم والی شئے کے بدلے بیچیں گے ۔ اُس وقت جو اپنے دین کے ساتھ پیوست رہے گا ، وہ اُس شخص کی طرح ہو گا جو انگاروں یا کانٹوں کو پکڑے ہوتے ہو ۔"

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا رسُول اللہ ؐ نے کہ : "یومِ انصاف اُس وقت تک برپا نہیں ہو گا جب تک کہ میری اُمّت رفتہ رفتہ مکمل طور پر اگلی قوموں کی راہ پر نہ چل پڑے گی ۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ : "یارسُول اللہ ؐ ! کیا ایرانیوں اور رُومیوں کی طرح بھی ؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "ان کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں ؟"

ایک دوسری حدیث شریف میں حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ : "بے شک آخر زمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہو گی کہ وقت محدود ہو جائے گا ۔" عِلم میں کمی آئے گی اور کنجوسی عام ہو گی ، بیماریاں پھیلیں گی اور بہت زیادہ حَرج ہو گا ۔" لوگوں نے پوچھا کہ : "یارسُول اللہ ؐ ! یہ حَرج کیا ہے ؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "قتل ، قتل !" حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور اہم حدیث بیان کرتے ہیں کہ : رسُول اللہ ؐ

Marfat.com

نے فرمایا کہ : "دوزخ والوں میں دو قسم کے لوگ ہیں جو مَیں نے نہیں دیکھے ۔ ایک وہ جن کے پاس بَیل کی دُم کی طرح کے چابُک ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو پیٹیں گے ۔ اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہنے بھی برہنہ ہیں، دل لُبھاتی ، لہراتی اور رقص کرتی پھرتی ، اُن کے سر عجیب و غریب اونٹ کے کوہانوں کے مانند ۔ وہ جنّت میں داخل نہیں ہوں گے ۔ یا اُس کی خوشبو تک نہیں سُونگھ سکیں گے ۔ حالانکہ اُس کی خوشبو بہت فاصلے تک پہنچتی ہے ۔"

ایک اور حدیث میں آج کل کے حالات کی پیش گوئی کی گئی ہے کہ : بے شک اُس گھڑی والے زمانے میں سَلام صرف شناسوں کو کیا جائے گا ؛ کاروبار میں اضافہ ہوگا اِس حَد تک کہ بیوی اپنے شوہر کے کام میں پیسہ کمانے کی خاطر اُس کی مدد کرے گی ؛ خاندانی رشتوں کا کَٹ جانا ، جھوٹی شہادتیں دینا ، سچ کو چھپانا اور قلم کی اہمیت ہوگی ۔"

آپ کے زمانے میں یہ حدیثیں کس قدر سچّی ہیں ۔ یہ اور کئی دوسری حدیثیں اُن تبدیلیوں کی صاف نشاندہی کرتی ہیں جو دنیا میں رونما ہوں گی ، کس طرح اِقدار پارہ پارہ ہونگے اور کس طرح بدی اور گناہوں کا سیلاب دُنیا کو بہا لے جائے گا۔

Marfat.com

کیا یہ عقل مندی کی بات ہے کہ یہ سَب کچھ جاننے کے باوجود خاموش رہا جائے اور اِن نشانیوں کو نظر انداز کیا جائے یہ سوچ کر کہ اس سیلاب سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ؟ یہ صرف ایک خوش کُن خیال ہے ۔ سچ تو یہ ہے کہ طوفانِ آخر دنیا میں شروع ہو چکا ہے ، فتنے بارش کی طرح برس رہے ہیں، خون پانی کی طرح بہایا جارہا ہے ، ایمان کو بِنا جانے بُوجھے تباہ کیا جا رہا ہے ۔ اَدب تیزی سے دلوں سے مِٹایا جارہا ہے ۔ زبانیں بے لگام اور کردار مَسخ ہو رہے ہیں ، فحاشی اَب "ثقافت" اور "اُونچی سوسائٹی" سمجھا جاتا ہے ، اور دلوں سے احساسِ گناہ جاتا جارہا ہے۔ یہی ہے جو آج کل ہو رہا ہے ، یہ ہی ہے جو آپ کے بچّوں کے سامنے ہو رہا ہے ۔

اے اُمّتِ محمّدی ! اِس بیان کے بعد کیا آپ اَب بھی گھر جا کے سو جائیں گے یا اپنی گہری نیند سے جاگ کر کچھ کریں گے ؟ پوری سُوسائٹی یا دنیا کو تبدیل کرنا مشکل ہے ، لیکن اپنے گھر کو بَدلنا مشکل نہیں ہے ۔ اپنی ترجیحات کا تعیّن کریں اور تجزیہ کریں کہ آپ کی زندگی میں اہم ترین چیز کیا ہے ؟ بے شک، ایک مسلمان کی حیثیت سے اُسکی سب سے زیادہ قیمتی چیز اُس کا ایمان ہے ۔ تو اس ایمان کو مضبوط کریں ۔ اپنے بچّوں اور اپنے

Marfat.com

گھرانے کو اس ایمان کی قدر و اہمیت سکھائیں، تاکہ وہ بھی تیار ہو کر خود کو طوفانِ آخر سے بچا سکیں۔

بس اپنی آنکھیں کھلی رکھیں کیونکہ اب سونے کے لئے آپ کے پاس ایک لمحہ بھی نہیں!

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے!

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

(۲۷۳)

۵، اپریل ۲۰۱۳ء
۲۳، جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ

دُعا کی اہمیت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نُورُ العالمین ہے، وہ جو دیتا تو ہے لیکن جس کی اپنی کوئی طلب نہیں۔ وہ بے نیاز اور خود مختار ہے۔ پوری کائنات میں کون ہے جو اُس پر دباؤ ڈال سکتا ہے؟

دُرود و سلام نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر، اللہ کے حبیب اور اللہ کے محبوب پر، اُن پر جو اپنے تمام عاشقین کے دَرد کو جانتے ہیں۔

۴

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو یہ جانتے ہیں کہ نورِ حق کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور حق کو کبھی کوئی نظر انداز نہیں کرسکتا۔

کسی نے کہا ہے کہ: "ایسا کیوں ہے کہ میں جب کبھی اللہ سے دُعا مانگتا ہوں وہ اُسے قبول نہیں کرتا اور جو میں طلب کرتا ہوں وہ مجھے ملتا نہیں۔ ایسا کیوں لگتا ہے کہ جیسے

Marfat.com

اُس کی طرف سے ایک طویل خاموشی ہے ؟"

ایسے لگتا ہے کہ یہ شکایت آپ میں سے کئی لوگوں کی ہے ، اور آپ لوگوں کے ذہن میں یہی بدگمانی ہے جس کی وجہ سے آپ لوگوں نے اللہ سے مانگنا چھوڑ دیا ہے ۔ اگر آپ اُس سے مانگتے بھی ہیں تو اُس میں اِس یقین کی کمی ہوتی ہے کہ آپ کی دُعا کا کوئی سننے والا ہے ۔ دراصل یہ اکثر اُس صُورت میں ہوتا ہے جہاں ایمان کمزور ہو ۔ آپ کا ایمان اتنا مضبوط ہونا چاہیئے کہ حالات خواہ کیسے ہی ہوں ، آپ کو اُمید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے ۔ آپ کو سمجھنا چاہیئے کہ "دُعا" کیا ہے ۔

جب ہم "دُعا" مانگتے ہیں تو یہ گویا اللہ کی طرف ایک "پکار" ہوتی ہے جس طرح ایک "ندا" ہوتی ہے یا مدد کے لئے ایک صدا ۔ مثلاً عجز و اِنکساری سے مانگنے کو بھی "دعا" کہتے ہیں ۔ "دُعا" خوف اور اُمید کے ساتھ کرنی چاہیئے ۔

★ سُورۃ البقرہ ، آیت ۱۸۶ میں ہے کہ : "اور اے محبوب ! جب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ، دُعا قبول کرتا ہوں ، پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو اِنہیں چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں ۔"

Marfat.com

★ سورۃ المومن ، آیت ۶۰ ، میں اللہ فرماتے ہیں کہ :" اور تمہارے ربّ نے فرمایا : مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اُونچے کھینچتے ہیں عنقریب جہنّم میں جائیں گے ذلیل ہوکر "

★ سورۃ النمل آیت ۶۲ میں ہے کہ :"یا وہ جو لاچار کی سُنتا ہے جب اِسے پکارے اور دُور کر دیتا ہے بُرائی "

دُعا کی قبولیت کے لئے کچھ شرائط ہیں ۔ آپکو جاننا چاہیئے کہ اللہ اپنی رحمت کے باعث دُعا قبول کرتا ہے ۔ دُعا میں اِخلاص ہونا چاہیئے ۔ قلب پر غیر اللہ کا غلبہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ دُعا کسی ایسے کام کے لئے نہیں ہونی چاہیئے جس کی اسلام میں اجازت نہ ہو ۔ اللہ کی رحمت پر کامل بھروسہ ہونا چاہیئے اور یہ شکایت کبھی نہیں کرنی چاہیئے کہ :"میں نے ایک دعا مانگی تھی پر وہ قبول نہیں ہوئی " حدیث شریف میں ہے کہ :" دُعا کرنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے ۔ یا تو اُس کی مُراد دنیا ہی میں اُسکو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے' یا اُس کے گناہوں کا کفّارہ کر دیا جاتا ہے "

"دُعا" انبیاءِ کرام کی سُنّت بھی ہے ۔ حضرت ذکریا ؑ نے بیت المقدس کی ایک محراب میں اِن الفاظ کے ساتھ دُعا

Marfat.com

مانگی تھی : "یہاں پکارا ذکریاؑ۔ اپنے ربّ کو بولا : اے رَبّ میرے ! مجھے اپنے پاس سے دے سُتھری اولاد۔ بے شک تو ہی دُعا سُننے والا ہے۔" (سُورۂ اٰلِ عمران، آیت ۳۸) پھر اُنہیں ایک بیٹے کی بشارت ملی تھی، یعنیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی۔

اِسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا نے اُن کو طوفانِ نوح سے بچایا تھا۔ سورۃ الانبیاء آیت ۷۶ میں فرمایا : "اور نوح کو جب اِس سے پہلے اِس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اُس کی دُعا قبول فرمائی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے نجات دی۔" اور یہ دُعا ہی کی برکت تھی کہ حضرت ایوّب علیہ السلام کی مشکل کا خاتمہ ہوا۔ اور اسی طرح سورۃ الانبیاء آیت ۸۴ میں فرمایا کہ : "تو ہم نے اُس کی دُعا سُن لی، تو ہم نے دور کردی جو تکلیف اُسے تھی۔"

جب آپ اللہ سے طلب کرتے ہیں، یعنیٰ جب آپ کی دُعا اُس تک پہنچتی ہے، تو یہ اُس کی سخاوت پر ہے کہ وہ آپ کو کتنا دیتا ہے۔ یہ اُسی کا فضل ہے کہ وہ آپ کو اُس سے کہیں زیادہ عطا فرماتا ہے جتنا کہ آپ نے مانگا تھا۔

نماز کے بعد مانگی جانے والی دُعا مقبول ہوتی ہے،
خاص طور سے فرض رکعتوں کے بعد۔ ایک حدیث شریف میں

Marfat.com

روایت ہے کہ : "ایک شخص فرض نماز کے بعد نوافل پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی کھڑے ہو کر اُس شخص کے کندھے جھکائے اور فرمایا : "نیچے بیٹھ جاؤ، کیونکہ اہلِ کتاب اس لئے تباہ ہوئے تھے کہ اُن کی نمازوں میں کوئی فاصلہ نہ تھا !" اِس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظریں اُٹھائیں اور فرمایا : "اے خَطاب کے بیٹے ! اللہ آپکو دُرست کام کرنے والا رکھّے۔"

اس بات کی بھی احتیاط ہونا چاہیئے کہ غصّے کی حالت میں کبھی بھی اپنے گھرانے، اپنے بچّوں یا مال کے بارے میں غلط کلمات زبان سے ادا نہیں کرنے چاہیئے کیونکہ اگر اللہ اُس کے کہے کو قبول کرے تو اُس کے تمام اثاثے تباہ ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ اپنے فضل و کرم کے باعث ایسا کرتا نہیں ہے تو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ غصّے میں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

یہ صرف انسان ہی نہیں جو اپنے لئے دُعا مانگتے ہیں، بلکہ فرشتے بھی مومنین کے لئے دُعا مانگنے میں مصروف رہتے ہیں۔ سورۃ الشعرآء آیت ۵ ۔میں فرمایا کہ : "فرشتے اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے

Marfat.com

ہیں ۔" اگر آپ اللہ کے کسی مقبول بندے کا وسیلہ پکارتے ہیں، تو آپ کی دُعا طاقتور ہوتی ہے ۔ کیونکہ سورۃ النساء، آیت ۶۴، میں ہے کہ : " اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب ! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ کرنے والا مہربان پائیں ۔" بھلا نامِ گرامی " محمد ﷺ " سے بڑھ کر کیا وسیلہ ہوسکتا ہے ۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اِس دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضری دینے آیا ۔ اُس نے روضۂ شریف کی خاکِ پاک اپنے سَر پر لگائی اور کہا : "یا رسول اللہ ! جو آپ نے فرمایا، ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا، اِس میں یہ آیت بھی ہے : وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا ۝ : میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہتا ہوں ۔ حاضر ہوا ہوں، آپ میرے ربّ سے میرے گناہوں کی بخشش کرائیے ۔" تو پھر قبرِ مبارک سے ایک نِدا آئی کہ : "تیری بخشش کردی گئی ۔"

یہ سچ ہے کہ اللہ کے محبُوب نبیؐ اور آپ کے تمام عاشقوں سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں ہوسکتا ہے ۔ وہ دُعا جس

Marfat.com

میں آپ ﷺ کا نامِ مبارک ہے اور جس کے اوّل آخر دُرود شریف ہو، آسمانوں کی طرف اونچا اُڑتی ہے، اور اُسے کوئی روک نہیں سکتا جب تک کہ وہ اُس مقام تک نہیں پہنچتی جہاں اُسے پہنچنا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے کہ: دعا عبادت کا مغز ہے۔ جیسے مغز کے بغیر ہڈّی کی اور گودے کے بغیر چھلکے کی کوئی قدر نہیں، ایسے ہی دُعا کے بغیر خالی عبادت کی کوئی قدر نہیں۔

رسُول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "اللہ کے لئے دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز محترم و مکرّم نہیں ہے۔" ایک حدیثِ قدسی کے ذریعے اللہ فرماتا ہے: "اے میرے بندو! کسی پر ظلم کرنا میں نے اپنی ذات پر حرام فرما لیا ہے اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا بھی حرام کردیا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ اے میرے بندو! تم سَب گمراہ ہو سوائے اُس کے جسے میں ہدایت دے دوں۔ تو تم مجھ سے ہدایت مانگا کرو، میں تمہیں ہدایت دے دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سَب بُھوکے ہو بجز اُس کے جِسے میں روزی دوں، سو مجُھ سے روزی کا سوال کیا کرو، مَیں تمہیں روزی دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اُسکے جسے میں لباس پہناؤں۔ لہٰذا تم مجھ سے لباس مانگا کرو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔

Marfat.com

اے میرے بندو! تم سب خطاکار ہو، دوئی رات خطائیں بھی کرتے ہو اور میں سب گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ تم مجھ سے گناہوں کی معافی مانگتے رہو، میں تمہاری مغفرت فرماتا رہوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے نقصان پہنچانے کے قابل نہیں ہو سکتے کہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکو، اور نہ مجھے نفع پہنچانے کی صلاحیت حاصل کر سکتے ہو کہ مجھے کوئی نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انسان و جن کسی سبب سے بڑے پرہیزگار کے دل میں جمع ہو جائیں، یعنی سب ہی پرہیزگار ہو جائیں، تو تمہارا جمع ہونا میری بادشاہی میں کچھ اضافہ نہیں کرے گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انسان و جن تمہارے کسی سے بڑے بدکار کے دل میں جمع ہو جائیں، تو تمہاری یہ متّفقہ بدکاری میرے مِلک میں کوئی کمی نہیں کر سکے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور انسان و جنّ کسی میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے بھیک مانگیں اور میں ہر مانگنے والے کا سَوال پُورا کر دوں، تو اِس سے میرے خزانے میں اتنی بھی کمی واقع نہ ہو گی جتنی کمی سوئی سمندر کے پانی میں ڈوبنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں

Marfat.com

میں شمار کرکے رکھ رہا ہوں، پھر روزِ قیامت میں اُن کا پُورا پُورا بدلہ دوں گا۔ لہٰذا جو کوئی نیکی کا کام پالے، اِسے اللہ کی حمد کرنی چاہیئے، اور جو اُس کے سوا (گناہ) پائے تو اُسے اپنے نفس کی ملامت کرنی چاہیئے۔

دُعا وہ طاقتور آلہ ہے جو آسانی کے دروازے کھول سکتا ہے اور زندگی کی تکالیف کو دُور کرسکتا ہے۔ آپ کی طرف سے کی جانے والی دُعاؤں کا مسئلہ یہ ہے کہ اُن میں ایمان کی کافی قوّت نہیں ہے۔ وہ بس رَسمی طور پر کی جانے والی دُعائیں ہیں اور اُن کے الفاظ آپ کی زبان سے ادا ہوتے ہیں آپ کے دل کی گہرائیوں سے نہیں۔ فرض کریں کہ ایک آدمی بیمار ہے اور ڈاکٹر اُسے کسی خاص طاقت والی دوا تجویز کرتا ہے، لیکن اپنی کاہلی کے باعث مریض اُس دوا کی تجویز کردہ مقدار کا آدھا استعمال کرتا ہے، تو بھلا بتلایئے تو کہ وہ کس طرح اچھّا ہوجائے گا؟

یہی صُورتِ حال آپ کی دُعاؤں کی ہے؛ وہ دعائیں جو بے دلی سے مانگی جاتی ہیں یا جو مطلوبہ قوّت سے نہ مانگی گئی ہوں، وہ بالکل دَوا کی اُس کم مقدار کی طرح ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ کی وہ ذاتِ واحد ہے جو جانتا ہے کہ آپ کے لئے

Marfat.com

کیا بہتر ہے اور کیا مُضر اور یہ کہ وہ بہتر آپ کو کب دیا جائے ۔ مگر یہ انسانوں کی بے صبری اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی نا اہلیت ہے جس سے اُن کے دل خوف سے تنگ ہو جاتے ہیں ۔ پھر وہ اِس گمان میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اِس دُنیا میں سب کچھ اُنکے اپنے زورِ بازو سے ہو گا ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مدد کیلئے دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں ۔ وہ ایسے منصوبوں کے بارے میں بھی سوچ سکتے ہیں جن سے دوسروں کو تو نقصان پہنچ سکتا ہو مگر اُن میں اُن کا اپنا فائدہ ہو ۔ یہی سبب ہے کہ آج کی دُنیا میں اتنی جھنجھلاہٹ ہے، اتنی بدعنوانی ہے اور اتنا غم ہے ۔ اگر اِن کا دل اُن کے مسائل کی وجہ سے پریشان ہے ۔ اور اُن کو اُن کا کوئی حل نظر نہیں آرہا ہو ، تو اُن کے لئے شاید یہ دُنیا کا خاتمہ لگے ۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اُن کے منصوبوں کے آگے ایک دوسرا منصوبہ ہے جو ہو سکتا ہے کہ اُن کی آنکھوں سے اُوجھل ہو ۔ اور وہ منصُوبہ اللہ کا ہے ۔ وہ یقیناً اُس کو بہترین عطا کرے گا جو اُس سے طلب کرے گا ، اخلاص سے طلب کرے گا اور اس کامل یقین کے ساتھ کہ جہانوں کا ربّ اُس کی دُعا کو سُن رہا ہے ۔ جب کسی دُعا کی قبولیت میں کچھ تاخیر ہو تو ہمیشہ یہ سوچیں کہ وہ جو یہ جانتا ہے

Marfat.com

کہ کیا بہتر ہے، وہ آپ کو وہی چیز ہی عطا کرے گا جو آپ کے لئے بہترین ہے، اور اُس وقت دے گا جب اُس کی نِگاہ میں دینے کے لئے بہترین ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک بار رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک مومن بندے کو بلائے گا حتیٰ کہ اُسے اپنے سامنے کھڑا کرکے ارشاد فرمائے گا: "اے میرے بندے! میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ مجھ سے دُعا کر،" اور وعدہ فرمایا تھا کہ "تیری دُعا قبول کروں گا۔ کیا تو مجھ سے دنیا میں دُعا کرتا تھا؟" بندا عرض کرے گا، "ہاں میرے پروردگار۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا، "بے شک تو نے ایسی کوئی دُعا نہیں کی جو میں نے قبول نہ فرمائی ہو۔ کیا تو نے فلاں فلاں روز مجھ سے یہ دُعا نہ کی تھی کہ میں تیرا غم دور فرما دوں جو تجھ پر آن پڑا تھا، تو میں نے اِسے دُور فرما دیا تھا؟" یہ عرض کرے گا، "ہاں میرے ربّ (بالکل ایسا ہی ہوا تھا)" فرمائے گا، "میں نے تیری وہ دُعا دنیا میں قبول فرمالی تھی۔ اور تو نے فلاں فلاں روز مجھ سے دُعا کی تھی کہ میں تیرا غم دور کردوں جو تجھے پیش آیا تھا، تو تُو نے اُس غم سے چُھٹکارا نہیں پایا تھا۔" یہ عرض کرے گا، "اے میرے پالنے والے، ہاں!

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا،" میں نے اُس کے بدلے تیرے لئے فلاں فلاں نعمت جنّت میں ذخیرہ کردی ۔تو نے فلاں فلاں دن مجھ سے اپنی کسی حاجت کے پورا ہونے کی دُعا کی تھی، تو میں نے اُسے پورا فرما دیا تھا۔" بندہ عرض گزار ہوگا، "ہاں میرے مالک !" اللہ تبارک تعالیٰ فرمائے گا، "میں نے دنیا میں ہی اُس کی قبولیت ظاہر فرما دی تھی اور تو نے فلاں فلاں دن مجھ سے اپنی کسی اور حاجت برآری کیلئے دُعا کی تھی، تو تُو نے اُسے پورا ہوتے نہ دیکھا تھا۔" بندہ عرض کرے گا، "ہاں میرے مولا !" ربّ تعالیٰ فرمائے گا، "اِس کے عوض میں نے جنّت میں فلاں فلاں چیز تیرے واسطے جمع فرما دی تھی۔"

رسُولِ کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا، "بندۂ مومن نے جو جو بھی دنیا میں دُعا کی ہوگی، اللہ تعالیٰ کوئی باقی نہ چھوڑے گا، بلکہ سب کے بارے میں ارشاد فرمائے گا کہ یا تو اُس نے اِسے دنیا میں ہی پورا فرما دیا تھا اُس کے لئے آخرت میں ذخیرہ بنا دیا تھا۔" پھر نبیِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "آخرت میں دُعاؤں کا ذخیرہ دیکھ کر بندۂ مومن اُس جگہ کہے گا "کاش دُنیا میں میری کوئی دُعا قبول نہ فرمائی ہوتی۔ (سب کا بدلہ آج یہاں پاتا۔)"

اگر آپ دُعا کی اہمیت کو سمجھیں گے، پھر آپ کبھی بھی

Marfat.com

اللہ کے آگے دُعا کے لئے اپنے ہاتھ اُٹھانا نہیں بھولیں گے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْبَلَاءَ

دُعا بلاؤں کو ہٹاتی ہے

جس کے معنیٰ ہیں کہ دُعا کی برکت یہ ہے کہ آپ کی طرف آنے والی کوئی مصیبت یا آزمائش ٹال دی گئی ہے۔ رسُول اللہؐ نے فرمایا کہ: "دُعا نازل شدہ آفت میں بھی نفع دینے والی ہے (یعنی دُعا سے بَلا ٹَل جاتی ہے۔) اور اُس بَلا میں بھی جو نہ اُتری ہو اے اللہ کے بندو! دُعا کو مضبوط پکڑو" اس کا مطلب ہے کہ ہر وقت دُعا کرتے رہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ نہ جانتے ہوں، لیکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کسی ایسی مصیبت کو مِٹا رہا ہو جو آپ کی جانب بڑھ رہی ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جس طرح ڈھال کسی ہتھیار کو روکتی ہے، اور جس طرح پانی پیاس کو بجھاتا ہے، اِسی طرح دُعا آپ کی جانب بڑھتی ہوئی بَلا کو روکتی ہے۔ اسباب اللہ کی طرف سے ہیں اور مُسبّاب بھی اُسی کی طرف سے ہیں۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: "اور چاہیئے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں" بالکل اِسی طرح سے

Marfat.com

انسانوں کو بھی دُعاؤں کا ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہیئے ۔ اور اپنے صالح اعمال کا بھی ہتھیار رکھنا چاہیئے تمام آفات و بلیات سے خود کو بچانے کے لئے ۔ دُعا کی توفیق دَراصل رحمتِ خداوندی سے ہے ۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو یہ سیکھایا ہے کہ آپ میں سے جن کے لئے دُعا کا دروازہ کھولا گیا تھا، درحقیقت وہ دروازہِ رحمت کا دروازہ تھا، اوروہ عافیت جو بندہ اللہ سے مانگتا ہے اللہ کے لئے پسندیدہ ترین چیز ہے۔ (عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ سے نہ مانگی گئی جو اِسے زیادہ پیاری ہو۔)

جنّت کے دروازے اُن لوگوں کے لئے بھی کھولے گئے ہیں جنہیں دُعا کی توفیق سے نوازہ گیا ہے ۔ جب بھی آپ دُعا کریں تو اُسے یقین کے ساتھ کریں ۔ "دُعا" مانگنے کا یہ نہایت اہم قاعدہ ہے ، کیونکہ یہ بھی اِرشادِ رسول اللہؐ ہے کہ : "اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے اور جان لو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غافل اور لاپرواہ کی دُعا قبول نہیں فرماتا ۔"

دُعا کی خاص شرط یہ ہے کہ ہاتھ ، زبان ، دِل ، توجّہ ، یہ سب ایک ہی مقام پر مَرکوز ہونے چاہیئے ، یعنی بارگاہِ الٰہی پر۔

Marfat.com

ایک اور ضروری شرط یہ ہے کہ اگر دُعا فوری طور سے قبول نہیں ہوتی، تو اپنے دل میں ملول نہ ہوں یا رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوں۔ بس یہ ذہن میں رکھیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کئی دہائیوں تک حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے رہے مگر رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: "اور اللہ کی رحمت سے نہ اُمید نہ ہو۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ فرعون اپنے انجام کو دیکھے۔ آپؑ یہ دعا چالیسؔ سال تک کرتے رہے، تب کہیں جاکر وہ دُعا قبول ہوئی۔ جب آپ کو اللہ پر بھروسہ ہو کہ وہ آپ کو سُن رہا ہے اور وہی آپ کے لئے بہترین کرے گا، تو پھر آپ نہ اُمید نہ ہوں۔ جیسے کہ حدیث شریف میں ہے کہ: "تمہاری دُعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو۔ یہ مت کہو کہ میں نے دُعا کی تھی اور وہ قبول نہ ہوئی۔" یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۳ دُعائیں ضرور مقبول ہوتی ہیں یعنی، مظلوم کی دُعا، مسافر کی دُعا، اور ماں باپ کی دُعا اپنے بچّوں کے لئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق گھر پہنچنے تک ایک حاجی کی دُعا اور جنگ کے خاتمے تک ایک غازی کی دُعا، صحت مند ہونے تک ایک بیمار کی دُعا اور مسلمان بھائی کی دُعا جو وہ

Marfat.com

خاموشی سے آپ کے لئے کرتا ہے ۔ اِن سب میں مقبول ترین دُعا ایک مسلمان بھائی کی دعا ہے ۔ روایت ہے کہ ایک فرشتہ مقرّر ہے جس کی ڈیوٹی دوسروں کے لئے ایک مومن کی تمام دُعاؤں پر آمین کہنا ہے ۔ وہ فرشتہ اُس مومن کے لئے بھی دُعا مانگتا ہے جو دوسروں کے حق میں دُعا کرتا ہے ۔ تو اگر آپ چاہتے ہیں کہ فرشتے آپ کے لئے بھی دُعا مانگیں تو آپکو دوسروں کے لئے دُعا مانگنی چاہیئے۔

اے اُمّتِ محمّدی ! دُعا کم مانگنے کا اور بے دِلی سے مانگنے کا سبب یہ ہے کہ آپ کے زمانے کے لوگوں کے پاس وقت کم ہے ۔ وہ بہت جلد باز لوگ ہیں ۔ وہ بے صبری سے دُعا مانگتے ہیں اور اگر وہ دُعا مانگتے ہیں تو پھر اُن کی بے صبری، دُعا کی فوری قبولیت کا تقاضا کرتی ہے ۔

اے اُمّتِ محمّدی ! آج کے بیان کے بعد، صحیح طریقے سے دُعا کے لئے وقت نکالا کریں اور یہ عمل ہر وقت کامل یقین کے ساتھ کرتے رہیں ۔ اِسے عاجزی سے کیا کریں ، اور ہر ایک کے لئے کیا کریں ۔ بہت جلد ہی آپ کو احساس ہوگا کہ آپ کے دل کو سکون مل جائے گا اور آپ کے تفکّرات آپ کے ذہن سے تحلیل ہوجائیں گے۔

Marfat.com

ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ ذاتِ واحد جس نے آپ کو پیدا کیا ہے، وہ آپ سے بے پناہ محبّت کرتی ہے اور وہ آپ میں سے ہر ایک کے لئے حاضر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صَدقے میں، ہمیں صحیح دُعائیں کرنے کی توفیق عطا فرما دے، اور اپنی کریمی سے اُنہیں قبول فرما دے۔

آمین!

ثم آمین

Marfat.com

۱۲ر اپریل ۲۰۱۳ء
یکم جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

(۲۷۴)

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سارے جہان کا رب ہے اور جو اپنے عاشقوں کا سُرور ہے۔ کوئی اُسکی محبّت کے سوا اور کیا مانگے اُس سے جس نے محبت کو پیدا فرمایا ہے۔

درود و سلام اوّل اور آخر پر، اُن ذاتِ محترم پر جن کے جُود و سخا کی کوئی انتہاء نہیں، اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے لئے سب سے بڑے غنی ہیں۔

۴

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے صابرین و شاکرین پر۔

نرم و گداز دِل آسانی سے لطیف جذبات کو سمجھ سکتے ہیں، اور بھلا جذبۂ محبّت سے بڑھ کر کوئی نرم تر جذبہ کیا ہو سکتا ہے۔ اور جب یہ لطیف جذبہ اُس نہایت حَسین رشتے سے

Marfat.com

منسوب ہو جسے اللہ نے پیدا کیا ہے، یعنی بیٹی کی محبت، تو پھر اِس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ایک بیٹی کی محبت (عالمِ وجود میں) ایک خالص اور سچّا جذبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کو اِس لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ دُنیا کی کاوشوں میں اپنے گھرانے کی پشت پناہی کریں۔ اللہ نے بیٹیوں کو بھی اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھرانوں کے لئے نرمی، خدمت اور رحمت کا باعث بنیں۔ اگر بیٹے اپنے گھرانے کے ستون ہیں تو بیٹیاں اپنے گھرانے کی خوشبو ہیں۔ وہ صبح کی تازگی اور بہار کے حُسن کی طرح ہیں۔ بے شک، وہ رَبُّ الْعَالَمِیْن کی رحمت ہیں جیسے کہ رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ لیکن یہ عالمِ انسان کی بدنصیبی ہے کہ ماضی کے لوگوں نے اِس بات کو اہمیت نہ دی۔ اِس کے برعکس، بیٹی کی پیدائش کو خاندان کے لئے ذِلّت کا باعث سمجھا جاتا تھا اور کئی دنوں تک باپ مارے شرم کے لوگوں سے ملنے باہر نہیں نکلتا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ معاشرے میں عورت کی عزّت نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ دُنیا کے کئی حصّوں میں عورت اور جانور کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔ ہندوستان میں اُنہیں قربانی کے لئے مندر بھیجا جاتا تھا اور حتّٰی کہ قرضہ لیتے وقت انہیں گروی رکھا جاتا تھا۔ اگر کوئی عورت زندگی

Marfat.com

کے کسی مرحلے میں بیوہ ہو جاتی، تو اُس کی بدقسمتی اُسے سَتّی ہونے پر مجبور کرتی، جس کی بنا پر وہ اپنے خاوند کی چِتا پر جَلا دی جاتی۔ اُس زمانے کے ایک شاعر نے کسی مشہور آدمی کی مَوت پر لکھا تھا: "بھالو گپت: اِس زمین کا شجاع ترین شخص آیا۔ اُس نے ایک عظیم اور مشہور جنگ لڑی۔ وہ سرداروں میں ایک دیوتا تھا۔ اُس کی بیوی جو فرمانبردار، خوبصُورت اور پُرکشش تھی، اُس کے پیچھے پیچھے شعلوں کی آغوش میں جَل کر راکھ ہوگئی۔"

کہا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی چِتا پر جَل مَرتی، وہ اپنے شوہر کے گناہوں کا کفّارہ بن جاتی۔ اور اپنے شوہر کے ساتھ جنّت میں آرام سے رہ سکتی۔

چِین میں جب کسی لڑکی کی شادی کرائی جاتی تھی تو باپ اپنی بیٹی کو ایک ریشمی چابک سے مارتا اور پھر وہ چابک اپنے داماد کو دیتے ہوئے کہتا کہ: "میں نے رحم کے جذبے سے اِس لڑکی کی پرورش کی ہے لیکن میں دولہا سے کہتا ہوں کہ عورت ایک پیکرِ فساد اور مجسمۂ فریب ہے۔ ضروری ہے کہ تم اِس کی چالاکیوں سے باخبر رہو۔ یہ ممکن ہے کہ عورت سالوں سال صراطِ مستقیم پر چلے لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی فِطرت بدل دے۔"

Marfat.com

قدیم یونان میں کہا جاتا تھا کہ سانپ کے زہر کا علاج ہے لیکن عورت کے شر کا کوئی علاج نہیں ۔ حتّٰی کہ حکیم سقراط نے بھی کہا ہے کہ : " میں نے جس مسئلے پر غور کیا، اِسے آسانی سے سمجھا، لیکن میں عورت کی فطرت کو نہیں سمجھ سکا ۔ اگر دُنیا میں عورت کا وجود نہ ہوتا تو دُنیا امن و سُکون کا گہوارہ ہوتی ۔ لیکن آہ ! عورت نے دنیا کے سارے امن کو تباہ کر دیا ۔"

جہالت کے دَور کے عرب عورت کے معاملے میں اتنے ہی نہ انصاف اور سفّاک تھے ۔ اُن کی سفّاکی اِتنی وحشیانہ تھی کہ وہ پیدا ہوتے ہی اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ۔ جب کوئی اس طرح کرتا تو بڑے فخر سے کہتا کہ اُس نے اپنی زندگی سے ایک بوجھ اُتار دیا ہے ۔ عورتوں کا کاروبار کیا جاتا تھا ۔ بیویاں وراثت میں دی جاتی تھیں اور وہ مَردوں کی جائیداد کی طرح سمجھی جاتی تھیں ۔

یہ تھا دُنیا کا دستور ۔ جب اِسلام اپنی آفاقی سچائی کے ساتھ طُلوع ہُوا تو اُس نے دُنیا کو عورت کے تقدّس سے آشنا کیا ۔ اُس نے عورت کی حیثیت کو بلند کیا اور قرآن نے لوگوں کو اُن کی ناانصافی کے لئے خبردار کیا :

Marfat.com

★ "اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اِس جاندار سے اُس کا جوڑا پیدا کیا، اور اُن دونوں سے مَرد اور عورتیں پھیلائیں۔"

(سُورۃ النساء آیت۔۱)

★ "قیامت کے دن مَرد اور عورت یکساں ہوں گے۔ جزا یا سزا سب کو اُن کے اعمال کے مطابق ملے گی۔"

★ "رشتوں کا خیال رکھو، اللہ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔"

یہی وہ زمانہ تھا جب رسُول اللہ ﷺ نے دُنیا کو دکھایا کہ عورت کا مرتبہ کیا ہے اور ایک بیٹی کتنی پیاری ہوسکتی ہے۔ یہ اُن بے رحم دلوں کے لئے نئی بات تھی، لیکن انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نہ فقط اپنی زبان مبارک سے یہ کہا کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی زندگی اور گھرانہ ایک واضح تصویر تھی کہ بیٹیاں کس قدر قیمتی اور محبّت کے قابل ہوسکتی ہیں۔ باپ بیٹی کے درمیان محبّت کی دوسری کوئی مثال نہیں ہے جو اِس قدر محترم اور محبّت بھری ہو جس قدر حضرت بی بی فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کے والد حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان تھی۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رسُول اللہ ﷺ اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔

Marfat.com

حضرت بی بی فاطمہؓ کو اپنے والدِ گرامی سے زہد و تقویٰ ملے تھے اور والدہ محترمہ کی رفاقت ۔ یہ ایک ایسی بچّی تھی کہ جس نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایّام سے ہی کفّار کے ہاتھوں اپنے والدِ محترم پر ظلم و زیادتیاں ہوتے دیکھی تھیں ۔

یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شدید محبّت کا نتیجہ تھا کہ آپ چھوٹی سی عمر سے ہی اپنے والدِ گرامی کی ضرورتوں کا خیال رکھتی تھیں ۔ جب کبھی بھی مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک وَجُود پر مٹّی یا کوڑا ڈالنے کی گستاخی کرتے، بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ننّھے ہاتھ اُس کو صاف کیا کرتے تھے ۔ حتّٰی کہ اُن کی معصُوم باتیں بھی اپنے والدِ محترم کو محبّت اور تسلّی دینے کے لئے موجود رہتی تھیں ۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زہرا بھی کہا جاتا تھا اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے ، زکیہ اُن کی پاکیزہ سیرت کی وجہ سے، رضیہ (یعنی خوش بہ خوش) ، بتول (دُنیا سے بے نیاز) ، اُمُّ الحَسنین (حَسنؓ اور حُسینؓ کی والدہ) ، اُم الآئمہ (اِماموں کی ماں) ، اُمّ الھاد (ہدایت یافتہ لوگوں کی ماں) اور کریمۃُ الطرفین (ماں باپ کی طرف سے اعلیٰ نسب) ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کم عمری میں ہی صَبر و رضا کے صحیح معنیٰ سیکھ لئے تھے ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

Marfat.com

شعبِ ابی طالب کی سختیاں جھیلیں، پھر مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور شیرِ خُدا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شادی کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سادگی اور غربت کی زندگی بسر کی۔ سلطانُ العالمین کی پیاری بیٹی کم ملنے پر بھی خوش تھیں اور دنیا کی بجائے اللہ کی محبّت کی طلب گار رہتی تھیں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو سیکھایا کہ ایک بیٹی اپنے گھرانے کے لئے کتنی اہم اور پیاری ہوسکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کو ایک رحمت قرار دیا ہے، اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیاتِ مبارکہ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ اُن کے والد کا فرمانا کامِلاً سچّا تھا۔

بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد کے پاس آئیں جنہوں نے آپ سے کہا: "اَے فاطمہ! کیا تم اِس سے راضی نہیں کہ تم تمام مسلمان عورتوں کی سردار ہو کیونکہ ایک آسمانی فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی اور اُس نے اللہ سے اُس کی اجازت مانگی تھی اور پھر اُسی فرشتے نے مجھے یہ خوشخبری دی تھی کہ فاطمہ میری اُمّت کی تمام عورتوں کی سَردار ہیں اور حَسن اور حُسین جنّت کے نوجوانوں کے سَردار ہیں۔" پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بیٹی اپنے والدِ محترم کے لئے کتنی اہمیت کی حامل تھی۔

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب کبھی

Marfat.com

حضور ﷺ سَفر پہ جانے کا ارادہ فرماتے، تو اپنے خاندان والوں میں سے سب سے آخر میں بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے، لیکن سفر سے واپسی پر سب سے پہلے اپنی پیاری بیٹی کے گھر جاتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: "فاطمہ فَدَاک ابی و اُمّی" : یعنی "فاطمہ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔"

حضرت مسور بن مشریمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسُول اللہ ﷺ نے کہ: "فاطمہ میری جان کا حصّہ ہے۔ پَس جس نے اُسے ناراض کیا، اُس نے مجھے ناراض کیا۔

کاشانۂ نبی کے تمام افراد کا احترام تو ایک مثالی بات تھی، لیکن ایک بیٹی کا احترام اُن عربوں کے لئے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفنا دیا کرتے تھے، ایک نئی بات تھی۔ اُنہیں اس بات پر سخت حیرت تھی کہ رسُول اللہ ﷺ اپنی بیٹی سے کِس طرح کا برتاؤ کیا کرتے تھے اور یہ کہ آپ کے دل میں اپنی بیٹی کے لئے کتنی والہانہ محبّت اور سُپردگی تھی۔

اُمُّ المومنین، حضرت عَائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

"حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے ہوئے دیکھتے تو خوش آمدید کہتے، پھر اُن کی خاطر کھڑے ہو جاتے۔

Marfat.com

اُنہیں بوسہ دیتے ، اُن کا ہاتھ پکڑ کر لاتے اور اُنہیں اپنی جگہ پر بِٹھاتے ۔ اور جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنی طرف تشریف لاتے ہوئے دیکھتیں ، تو خوش آمدید کہتیں پھر کھڑی ہوجاتیں اور آپ کو بوسہ دیتیں ۔" جمیع بن عمیر تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :

" میں اپنی پھوپھی ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور اُن سے پوچھا : نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون عزیز تھا ، ؟ اُمُّ المومنین نے جواب دیا "فاطمہ !"۔ پھر میں نے پوچھا : " اور مَردوں میں ؟" انہوں نے جواب دیا : " اُن کے شوہر ۔ جس وقت سے مَیں جانتی ہوں ، وہ سب سے زیادہ روزہ رکھتے تھے ، اور جہاں تک شب بیداری کا تعلق ہے ، وہ رات کو سب سے زیادہ قیام کرتے تھے ۔"

حضرت ابنِ ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "میں نے اپنے والد سے سُنا کہ ، انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منبرِ کوفہ سے یہ فرماتے سُنا ہے کہ : "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے اور ہمارے سَرہانے بیٹھ کر پانی کا برتن منگوایا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس میں برکت کی دُعا فرمائی اور ہم پر اس کے چھینٹے مارے ۔ میں نے عرض کی : یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مجُھ سے زیادہ محبّت ہے یا فاطمہ سے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "مجھے یہ تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم

Marfat.com

مجھے اِس سے زیادہ عزیز ہو"، رسُول اللہ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اپنی بیٹی کا مرتبہ اُمّت کو دکھایا کہ : "بے شک فاطمہ میری شاخِ ثمربار ہے، جس چیز سے اُسے خوشی ہوتی ہے، اُس چیز سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے اور جس چیز سے اُسے تکلیف پہنچتی ہے، اُس چیز سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بھی روایت ہے کہ : ایک بار رسُول اللہ ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ : "بیشک اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری رضا پہ راضی ہوتا ہے۔"

حضرت عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ایک حدیث کے مطابق : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "میں درخت ہوں، فاطمہ اُس کی ٹہنی ہے۔ علی اُس کا شگوفہ اور حَسن اور حُسین اُس کے پھل ہیں۔ اور اہلِ بیت سے محبّت کرنے والے اُس کے پتّے ہیں۔ یہ سب جنّت میں ہوں گے۔ یہ حق ہے، یہ حق ہے۔"

یہ ہے عظمتِ فاطمہ۔ وہ عظیم بیٹی جو دنیا کی تمام عورتوں کے لئے ایک تابندہ مثال ہیں۔ انہوں نے سادگی اور پاکیزگی سے زندگی بسر کی، اُس کے باوجود اُن کے گھرانے کے لئے اُن کی محبّت ذرّہ بھر بھی کم نہ ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ : "کئی کئی دن ایسے گذرتے کہ ہمارے پاس (کھانے

Marfat.com

پینے کی) کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہی حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا تھا۔ ایک دن میں گھر سے باہر نکل آیا۔ راستے میں مجھے ایک دِینار زمین پر پڑا ہوا نظر آیا۔ دل میں سوچا کہ کیا اِسے اُٹھاؤں یا نہیں، پھر سوچا کہ فاقے کے باعث ہم سخت مشکلات میں ہیں، اِس لئے اُسے لے کر میں نے کچھ آٹا خریدا اور وہ لیکر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کی کچھ روٹیاں پکائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن کمزوری کے باعث اُن کے بال آٹے کے برتن کو چھو رہے تھے۔ پھر انہوں نے اُس سے چند روٹیاں پکائیں اور ہم وہ روٹیاں لے کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، جنہوں نے فرمایا: "یہ آپ ہی لوگ رکھ لیں، کیونکہ یہ روزی اللہ نے غیب سے آپ کے لئے بھیجی ہے۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شادی میں بھی دنیاوی نمائش کم اور اللہ کی رحمتیں زیادہ تھیں۔ یہ شان تھی شہزادیٔ کونین کی شادی کی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا ہاتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر آئیں تو آپ نے دیکھا کہ وہاں صرف ایک تکیہ، ایک گھڑا اور ایک کوزہ تھا۔ یہی اثاثہ تھا، آپ کے خاوند کا اور گھر کا فرش پتھروں کا بنا ہُوا تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیغام بھیجا کہ:

Marfat.com

میرے آنے تک اپنی بیوی کے پاس نہ جانا۔" کچھ دیر بعد رسُول اللہؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مکان میں داخل ہوئے اور کچھ پانی لانے کا حکم دیا۔ جب پانی پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر کچھ دُعا اور ذکر پڑھ کر دم کیا، پھر اُس میں سے کچھ پانی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے چہرے پر چھڑکا۔ پھر آپ نے اپنی بیٹی کو بلایا جو اپنے کپڑوں میں لپٹی اور شرم و حیا سے بھری آپ کے سامنے پیش ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد نے آپ پر بھی کچھ پانی چھڑکا اور فرمایا: "میں نے آپ کا نِکاح ایک ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھے پورے خاندان میں سب سے عزیز تر ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دُعا پڑھی اور حُجرے سے نکل آئے۔ یہ اُس جوڑے کی شادی کی سادگی تھی جن کی شادی کا اعلان آسمانوں میں کیا گیا تھا اور اُس کا جشن وہاں بھی منایا گیا تھا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اپنے سَر پر گھاس سے بھری ایک بوری اُٹھائے گھر میں داخل ہوئے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اُسے نیچے اُتارنے میں اُن کی مَدد کریں۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (چونکہ) گھر کے دوسرے کاموں میں معروف تھیں اِس لئے فوری طور حاضر نہ ہوسکیں۔ حضرت علی رضؓ نے بوری کو نیچے پھینکا اور بولے: "ایسا لگتا ہے کہ گھاس کو

Marfat.com

چھُونا آپ بے عزّتی سمجھتی ہیں۔" اِس پر بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا : "نہیں نہیں بالکل ایسا نہیں، میں ذَرا مصروف تھی اِس لئے فوری طور اُٹھ کر آ نہ سکی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں وہ کام کرتے ہُوئے بے عزّتی سمجھوں جو کام میرے ابّا جان کیا کرتے تھے۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اس جواب سے مُسکرا دیئے اور کمرے میں چلے گئے۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے پُوچھا کہ : "بی بی فاطمہ کا رویّہ آپ کے ساتھ کیسا تھا ؟" تو آپ نے پُرنم آنکھوں سے جواب دیا : "فاطمہ جنّت کی ایک خوشبودار پھُول تھیں جن کے مَرجانے کے باوجود اُنکی خوشبو سے اَب تک میرا دماغ مُعطّر ہے۔ اُنہوں نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی اُن تمام دُنیاوی عورتوں کے لئے ایک نصیحت ہے جن کو ہوسکتا ہے اللہ یہ خوش بختی عَطا کرے لیکن اُن کے شکوہ شکایات تب بھی ختم نہ ہوں گے۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی ایثار اور تقویٰ کی ایک مثال ہے کہ اللہ نے اُنہیں جس حال میں رکھا وہ اُس میں خوش اور مطمئن رہیں۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر

Marfat.com

تشریف لائے، تو آپ نے دیکھا کہ وہ اُونٹ کی کھال سے بنا ہوا لباس پہنے ہوئے تھیں اور اُس میں بھی ۱۳ پیوند لگے ہوئے تھے۔ وہ آٹا گوند رہی تھیں اور اُن کی زبان پہ ذکر اللہ جاری تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے فرمایا: ''فاطمہ! دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مُسرّت کا انتظار کر۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اَجر دے۔'' جب تک آپ حیات رہیں آپ اُمّت کے لئے مجسّم دُعا تھیں اور اَب بھی جب آپ جنّت کی رونق ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! کوئی بھی کتاب اُٹھائیں ایسا لگے گا کہ اُس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں لکھا گیا ہر لفظ یا سطر اپنے اندر ایثار اور قربانی کی ایک کہانی سموئے ہوئے ہے اور اُن کے والد اور گھرانے کے لئے اُن کی بے پناہ محبّت کا ایک مُرقّع ہوگی۔ جب ہم رشتوں میں اخلاص کی شاندار مثال تلاش کرنے کی کوشش کریں تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کامل بیٹی ہیں جن میں محبت کرنے اور بے انتہا خیال رکھنے والے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں وہ روایت کرتے ہیں کہ کئی کئی دنوں تک حضور ﷺ کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اپنی

Marfat.com

ازواجِ مطہرات کے پاس اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے مگر وہاں بھی کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ اُسی دوران بی بی فاطمہ رضؓ کی ایک پڑوسن نے گوشت کا ایک ٹکڑا اور دو روٹیاں بھیجیں۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُسے ایک پیالے میں رکھا اور فرمایا کہ: "اللہ کی قسم، میں یہ کھانا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں گی، میں اِس میں سے نہیں کھاؤں گی اور نہ ہی میرے بچّے کھائیں گے۔" اگرچہ پورا خاندان فاقہ زدہ تھا، انہوں نے اپنے ایک صاحبزادے سے کہا کہ وہ اپنے نانا جان کو بلا لائیں۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؓ نے کہا: "اللہ نے آپ کے لئے کچھ بھیجا ہے، میں نے وہ آپ کے لئے چُھپا رکھا ہے۔" پھر وہ کھانا اُٹھا لائیں، جب آپ نے برتن کا ڈھکن کھولا تو یہ دیکھ کے حیران ہوئیں کے برتن شوربے سے بَھرا ہُوا تھا اور اُس میں بہت سارا گوشت اور کئی روٹیاں تھیں۔ آپ سمجھ گئیں کہ یہ اللہ کی برکت تھی جس سے برتن بھر گیا تھا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا اور وہ برتن اپنے والد کے سَامنے رکھا جنہوں نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، آپ کو یہ سب کہاں سے ملا ہے؟ آپ رضؓ نے عرض کیا، "اے اَبّا جان! یہ کھانا اللہ نے بھیجا ہے۔

Marfat.com

وہ جسے چاہے اُسے دے دیتا ہے۔ وہ بے حساب اور بے گمان دیتا ہے" اِس پر پدرِ مبارک نے فرمایا: "اے بیٹی! تمام تعریفیں اُس اللہ کی ہیں جس نے تجھے نبی اسرائیل کی عورتوں کی سردار (حضرت مریم علیہا السلام) سے مشابہہ بنایا کیونکہ جب اللہ اُنہیں روزی دیتے تھے اور اُن سے اِس روزی کا پوچھا جاتا تھا تو کہتیں یہ رزق اللہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جسے چاہے بے حساب اور بے گمان دیتا ہے۔" پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ازواجِ مطہرات کو بلایا اور اس طرح پورے خاندان نے اُس میں سے شکم سیر ہو کر کھایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سب کا پیٹ بھر کھانے کے بعد بھی برتن ابھی تک بھرا ہوا تھا، اِس لئے وہ پڑوسیوں کی طرف بھیجا گیا۔ اللہ نے اُس کھانے میں خیر و برکت ڈالی تھی۔

اے اُمتِ محمدی! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے دُنیا کو عورت کے مقام و مَرتبہ کی تعلیم دی تھی کہ ایک عورت اپنے خاندان کے لئے کتنی باعزّت اور خیال رکھنے والی ہو سکتی ہے۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مثالی بیٹی، ایک مثالی بیوی، ایک مثالی ماں اور ایک مثالی شخصیت تھیں۔ آپ کی مثال پوری

Marfat.com

دنیا کی پیروی کے لئے ہے۔ وہ بے شک اپنے والدِ محترم کی پیاری بیٹی تھیں اور اللہ کی بھی پیاری تھیں۔

لاکھوں دُرود و سلام بنتِ رسول پر، بے انتہا محترم اور معظّم حضرت بی بی فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر۔

آمین!

ثم آمین۔

Marfat.com

۱۹، اپریل ۲۰۱۳ء
۸ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

حضرت محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

• آدابِ مُریدین :

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو عظیم اور بڑی شان والا رَبّ ہے، جس کا حکم متّقیوں کیلئے حروفِ آخر ہے اور جسکی سلطنت اُن تمام چیزوں پر محیط ہے جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہیں۔

دُرود و سلام اُس نرم دِل پر، اُن آنکھوں پر جو ہمیشہ یادِ محبُوب میں نم ہیں اور جو اپنی اُمّت کا قلب ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو تمام عارفی نُوریوں پر جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے محبوب ہیں۔

ہم نے اَدب کے موضوع پر کئی بار گفتگو کی ہے، اور کیوں نہ کرتے ؟ کیا اَدب ایک مُرید کے لئے سَب سے اعلیٰ وصف اور اثاثہ نہیں ہے ؟ اَدب، عمل کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے، لیکن وہ خاص طریقہ بہترین طریقہ ہونا چاہیئے۔ اَدب کا اظہار ہر وقت ہونا چاہیئے، صرف اُس وقت نہیں جب کوئی

Marfat.com

خاص شخصیت موجود ہو، بلکہ اُس وقت بھی جب کوئی موجود نہ ہو۔ آپ کا کھانا، پینا، بیٹھنا، کھڑا رہنا، آپ کا بولنا اور حتّٰی کہ آپ کا سوچنا بھی دائرہِ اَدب میں ہونا چاہیئے، اور یہ اَدب ہر وقت دکھائی دینا چاہیئے، چاہے آپ کسی مجلس میں ہوں یا تنہائی میں۔

آدابِ مریدین اُس اَدب سے بالکل مختلف ہیں جو عام لوگوں، یعنیٰ دُنیا والوں کا ہوتا ہے۔ مرشد کا اَدب طریقت کے دروازے کی چابی ہے۔ اگر آپ میں یہ اَدب نہیں ہے تو چاہے آپ اپنے مُرشد کی صحبت میں ہزار سال گزار لیں، پھر بھی آپ اُن سے کچھ سیکھ نہیں سکیں گے۔

اپنے مُرید کے لئے مُرشد کے کئی کردار ہیں۔ وہ ایک رہنما ہیں، پیشوا ہیں، والدین کے مانند ہیں، ایک خیرخواہ اور ایک محبوب ہیں۔ اگر کوئی مرید اِن رشتوں میں سے کسی ایک کو بھی نظرانداز کرتا ہے تو سمجھیں کہ وہ اپنے مُرشد سے سچّا عِلم حاصل کرنے کو نظر انداز کر رہا ہے۔

آج ہم آدابِ مُریدین کا جائزہ ایک عظیم ولی کے فرمودات کی روشنی میں لیں گے جنہوں نے یہ باتیں ایک کتاب "آدابِ مُریدین" میں تحریر کی جو اہلِ طریقت کیلئے ایک دَرسی کِتاب کی

Marfat.com

حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت گیسُودراز ، جو اِس کتاب کے مُصنّف تھے سلطانُ العارفین ، سلطان الاولیا تھے جن کا تعلق خاندانِ سادات سے تھا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دہلی میں ۷۲۱ھ ہجری میں ہوئی تھی ۔ لیکن بچپن ہی میں آپ دیوگنج چلے گئے تھے جہاں اُنہیں حضرت شیخ باہُو رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابتدائی عمر ہی سے آپ نے لمبے بال رکھ لئے تھے ، کیونکہ آپ کے زمانے میں سادات کا یہی طریقہ تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ گیسو دراز آپ کے نام کا حِصّہ بن گیا ۔ آپ کا اصل نام محمد تھا ، صدرُ الدّین اور ولی الاکبر صادق آپ کے القاب تھے ۔ روایت ہے کہ آپ اُن لوگوں میں سے ایک تھے جو حضرت نصیر الدّین محمود چراغ دہلویؒ کی پالکی اُٹھایا کرتے تھے ۔ ایک بار آپ کے لمبے بال پالکی کے پائے میں اَٹک گئے جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی ، لیکن اَدب قائم رکھنے کی خاطر آپ رُکے نہیں اور پالکی کو آخر تک اُٹھائے رہے ۔ جب وہ منزلِ مقصود پر پہنچے اور حضرت نصیر الدّین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو صُورتِ حال کا عِلم ہوا ، تو آپ نے فرمایا :

ے ہر کہ مُرید سیّد گیسو دَراز شُد
واللہ خلاف نیست کہ اَو عشقِ باز شُد

Marfat.com

(یعنی : جو شخص حضرت گیسو دراز کا ارادت مند ہوگیا، خدا کی قسم اُس کا عشق کبھی بھی اُسے طریقت کے خلاف کام نہیں کرنے دے گا۔)

چونکہ حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے نانا اور والد، حضرت نظامُ الدّین اَولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، اِسی لئے اوائلِ عمری سے ہی آپ حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کے بارے میں سُنتے آرہے تھے جس کی وجہ سے غائبانہ طور پر حضرت نصیر الدّین چراغ دہلوی رح کے عشق میں مبتلا ہوگئے۔ یہ ایک اِتّفاق تھا کہ آپ کی والدہ نے کسی وجہ سے واپس دہلی جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ دہلی میں پہلا جمعہ تھا جب حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ مسجدِ قطبُ الدّین اَیبک نماز پڑھنے گئے جہاں آپ نے حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا. اِس دیدار نے آپ کو بالکل ہی بدل ڈالا۔ آپ نے کھانا پینا بند کیا اور خاموش ہوگئے۔ اِس پر آپ کی والدہ کو تشویش ہوئی اور حضرت نصیر الدّین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دَم کیلئے آپ کو بھیجا۔ لیکن جب حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر پہنچے اور اُن کو دیکھا تو اُن سے صرف حق، حق کی صَدا آرہی تھی۔ مُرشد نے اپنے ہاتھ اُنکے

Marfat.com

شانے پہ رکھّے اور حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حلقے میں شامل کرلیا۔ آپ کے مُرشد کا فیض اِس قدر کامل تھا کہ موت کے وقت جب مُرشد سے پوچھا گیا کہ اُن کا خلیفہ کون ہوگا، تو آپ نے فرمایا:

"خلافت کا بار سنبھالنا ہر کِسی کا کام نہیں۔ اپنے اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔" جس وقت اُن افراد کی فہرست پیش کی گئی تاکہ اُن میں سے کسی کو منتخب فرمالیں، تو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اِس میں سیّد محمد (گیسو دراز) کا نام نہیں، حالانکہ وہی تو اس بارِ گراں اُٹھانے کے اہل ہیں۔"

دہلی میں ہی حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رُشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر آپ گوالیار منتقل ہوگئے۔ وہاں سے آپ دولتانہ آباد تشریف لے گئے جہاں شاہی خاندان کے افراد، وُزراء اور دکّن کے فوجی حکمران، سُلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ وہاں شاہی قلعے کے پیچھے حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا آستانہ بنایا۔ آپ ۱۰۴ برس تک زندہ رہے اور ۸۲۵ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

تو آج اِن بزرگ کا فیض اس محفل میں موجود ہے اور یہ آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ اُن کے دل سے نکلنے والے بصیرت کے الفاظ سُنیں گے، وہ الفاظ جو اہلِ طریقت کے تمام

Marfat.com

مریدین کے لئے مشعلِ راہ ہونے چاہیئے۔

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : "مُبتدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے ایک مُرشدِ ہادی تلاش کرے۔ مُرشد کی دو قسمیں ہیں : ایک ہادی اور دوسرا منذر۔ مُرشدِ ہادی، مُرید کو غیر حق سے دور رکھے گا اور اُسے دعوتِ حق کی طرف بلائے گا؛ جبکہ مرشدِ منذر خود "اُس" دنیا کے بارے میں نہیں جانتا۔ اس لئے طالب کو چاہیئے کہ اُسے معلوم ہو کہ وہ کس قسم کے شخص کے پاس ہدایت کے لئے جا رہا ہے۔

دوسرا یہ کہ وہ جواں مَرد ہو اور ہمّت والا ہو تاکہ وہ اپنے دل کو اپنے گھر سے، اپنے مال سے، اسباب اور اپنے خاندان سے الگ کر سکے۔ اُسے تزکیۂ نفس کرنا چاہیئے، یعنی خود کو حَسَد، حِرص، کذب، شہوت، غیبت سے بچائے رکھّے اور اُسے چاہیئے کہ وہ دنیاوی خواہشات سے دُور رہے۔ اور اُسے یہ بھی چاہیئے کہ وہ اپنی ریاضت اور مجاہدے کا حساب نہ رکھّے اور وہ سمجھے کہ اُس نے کچھ نہیں کیا۔ اُسے چاہیئے کہ جس قدر ممکن ہو خود کو الگ تھلگ رکھّے۔ اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حلال کی روزی کمائے اور اتنا کھائے جتنا کہ زندہ رہنے کے لئے ضروری ہو۔ تائی کے روزے رکھنا بہتر ہے، مگر اکثر لوگ

Marfat.com

صوم دوام کو بھی یہی سمجھتے ہیں ۔ اُسے مرشد کے احکام بجالانے کے لئے مستعد ہونا چاہیئے اور خفیف باتوں پر توجہ نہ دے۔ اُسے کم سونا چاہیئے اور نفس کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیئے۔ اگر اُس سے کوئی لغزش ہوجائے، تو اُسے خود کو سزا دینی چاہیئے، مثلاً ایک سخت مجاہدہ اپنے لئے لگائے۔

ایک دوسری شرط مُرید کیلئے یہ ہے کہ وہ اپنے آباؤ اَجداد پر فخر نہ کرے اور نہ ہی اپنے علم وعقل پر، بلکہ خود کو زیادہ بدتر، ذلیل وخوار سمجھے، کیونکہ جو بھی ایسا کرتا ہے وہ اللہ کے قریب ہے، وہ اپنے وضو اور طہارت پر اتنا وہم نہ کریں کہ اُس کی نماز اور اوراد کا وقت ختم ہوجائے ۔ وہ کوئی خاص یا مختلف قسم کا لباس نہ پہنے۔ جب بھی مُرید فارغ ہو، اُسے راہ کے لئے جدوجہد جاری رکھنا چاہیئے ۔ اگر اُس کے خیال میں اُس کا وضو نہیں ہے، پھر بھی اُس کا دل حاضری اور مراقبے سے خالی نہ ہو ۔ طالب کو ہر وقت یہ کہنا چاہیئے کہ: "اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ" اور "ھَلْ مِنْ مُّدَبِّرٍ": جیسے کہ حضرت عبدالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: "بغیر دیدار و معرفت کے محبّت فضول ہے۔ اصل محبّت وہی ہے جو معرفت و دیدار کے بعد پیدا ہو۔" طالب کو صرف ایک راہ تلاش نہیں کرنی چاہیئے ۔ اِس کے برعکس اُسے تمام دروازوں کو تلاش کرنا چاہیئے، کیونکہ

Marfat.com

سُورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور جُداَ جُدا دَروازے سے جانا ۔ (سورۂ یوسف ٦٧) تمام دروازوں سے اپنے یوسف کو تلاش کریں ۔اس کے معنی یہ ہیں کہ طالب کو ہر قسم کے نیک اعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ کچھ طالب قلندر یا دیوانے اور کچھ جوگی ہو جاتے ہیں لیکن آپ کو جاننا چاہیئے کہ مطلوب حجاب ، عزّت اور غیرت میں چُھپا ہوا ہے اور اُس تک پہنچنے کا راستہ وہ ہے جو آپ کے مُرشد آپ کو دکھائیں گے اور جس کی تعلیم رسُول اللہ ﷺ نے دی ہے ۔ طالب کو کشف و کرامات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں حجابِ عظیم ہیں ۔ طالب کو صرف اپنا خاص مقصد پیشِ نظر رکھنا چاہیئے ؛ اِس کے علاوہ دوسری چیزیں اُس کے لئے کفر اور جہنم ہیں ۔

ایک سالک کو چاہیئے کہ وہ آدابِ زندگی سے اچھّی طرح آگاہ ہو۔ جس طرح بچپن میں وہ ابتدائی اخلاقیات اپنی ماں سے سیکھتا ہے ، بالکل اسی طرح ایک مُرید کو اپنے مرشد کے لئے اخلاقیات اور آداب کا سیکھنا ضروری ہے ۔ جب کبھی بھی وہ اپنے مُرشد کی خدمت میں حاضر ہو تو اُسے اپنے مُرشد کا جمال وکمال اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیئے ۔ اپنے مُرشد کے حضور نہایت

Marfat.com

آہستگی سے چلیں، اور اگر آپ کوئی تبرّک لائے ہیں، تو اُسے انتہائی احترام کے ساتھ اُن کے سامنے رکھیں۔ رخصت ہوتے وقت اپنی پشت اُن کی طرف نہ کریں، (کیونکہ) جس طرح کہ مُرید کا دل مُرشد کی جانب متوجّہ ہوتا ہے اسی طرح اُس کا منہ بھی اُن کی طرف ہونا چاہیئے۔ جس وقت مُرشد کے آگے بیٹھا ہو، مُرید کو نہ اِدھر اُدھر دیکھنا چاہیئے اور نہ بلا ضرورت مُڑنا چاہیئے۔ مُرشد کی آمد یا رخصت ہوتے وقت اُٹھ کر کھڑے ہونا چاہیئے۔ اُسے اپنے مُرشد کے آگے کوئی وظیفہ یا تلاوت نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی اُسے مُرشد کو نفلی عبادات کے لئے چھوڑنا چاہیئے۔ جب مُرشد اُس کی طرف دیکھیں تو اُسے اُنکی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اِس کے برعکس اُس کو اپنی نگاہ نیچی رکھنی چاہیئے۔

اگر مُرشد اُسے کوئی حکم دیں تو اُسے ایک رحمت سمجھے اور اُن کے اندازِ گفتگو اور چلنے وغیرہ کے انداز کی نقل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مرشد کا نامِ گرامی اُسکی زبان پر ہونا چاہیئے اور تصوّرِ مُرشد سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ مُرید کو چاہیئے کہ مشاہدۂ غیب کرتے وقت ہمیشہ مُرشد کو پیشِ نظر رکھّے اور یہ سوچے کہ اُس پر مُرشد کی تجلّی ہے۔ جب مُرید اس عمل کو جاری رکھّے گا، تو پھر ایک وقت آئے گا کہ خلوت میں

Marfat.com

مُرشد اُس کے سامنے آئیں گے اور مُرشد کی تجلّی کا عکس مرید کے دل پر پڑے گا۔ اس کی مثال اِس طرح ہے کہ: "دیکھو آفتاب کا عکس پانی میں پڑتا ہے، اور پانی کے پاس جو دیوار ہوتی ہے اُس کے اوپر پانی کا عکس نمودار ہوتا ہے۔ دیوار میں کثافت کے سبب سے، یہ قابلیت نہیں ہے کہ آفتاب کا عکس اُس پر ظاہر ہو مگر جب وہ پانی کے قریب ہوتی ہے تو آفتاب کے عکس میں سے پانی کی وجہ سے اِس نے اپنا حِصّہ لے لیا۔"

تو اَب آپ جان چکے کہ مُرشد کے قلب کی توجّہ کا فائدہ کیا ہے۔ مُرشد، اللہ کے اَمر کے بغیر کچھ نہیں کرتے۔ اگر آپ اپنے مُرشد کے سچّے طالب ہیں، تو یہ سوچیں کہ آپ کو جو کچھ فیض مل رہا ہے، وہ آپ کے مُرشد کی طرف سے ہے۔ اگر دل سچّا ہو تو آپ کے مُرشد کے مُرشدین بھی آپ پر مہربان ہوں گے۔

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: "معاذ! تم رات کو کیا کرتے ہو؟" حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک تہائی رات آپ پر دُرود بھیجتا ہوں، پھر میں خود کو اللہ کی عبادت کے لئے وقف کرتا ہوں۔" اس پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معاذ! اگر

Marfat.com

ممکن ہو تو زیادہ دُرود پڑھا کرو۔" کچھ عرصے بعد آپ ﷺ نے پھر پوچھا: "معاذ! تم رات کو کیا کرتے ہو؟" حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:۔" میں آدھی رات تک دُرود پڑھتا ہوں اور باقی نصف شب مَیں اللہ کی عبادات میں مصروف رہتا ہوں۔" اس پر رسولؐ نے فرمایا: زیادہ دُرود پڑھو اگر ممکن ہو۔" پھر کچھ عرصے بعد رسولؐ نے صحابی سے پوچھا کہ وہ رات کس طرح بسر کرتے ہیں، تو اِس بار حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: کہ وہ رات کے دو تہائی حصّے میں دُرود اور رات کے ایک تہائی حصّے میں عبادتِ الٰہی کرتے ہیں۔ اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم صحیح کر رہے ہو، اس عمل کو جاری رکھو!"

رسُول اللہ ﷺ نے عبادتِ الٰہی کو کم کرنے اور دُرود زیادہ پڑھنے کا حکم کیوں دیا تھا؟ اِس کا سبب یہ تھا کہ رسُول اللہؐ جانتے تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس راہ کو اَز خود عبور نہیں کر سکتے تھے۔ وہ منزل تک صرف اُس وقت پہنچ سکتے ہیں جب وہ رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ بنائیں گے۔ مُرشد و مُرید کا معاملہ بالکل اسی طرح کا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ فیصلے کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ساقی ہوں گے۔ اپنے مُرشد کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا نائب سمجھیں۔ اگر مُرید کا مقام مُرشد کے مقام سے بلند تر

Marfat.com

ہو جائے ، تو تب بھی اُسے اپنے مُرشد کی اطاعت نہیں چھوڑنی چاہیئے ، کیونکہ اس دُنیا کے یوم آخر کو مُرید کا مقام چاہے کچھ بھی ہو ، وہ اپنے مُرشد کے پیچھے ہی کھڑا ہوگا۔

اپنا دل اپنے مُرشد کے حوالے کریں اور جانئے کہ یہی آپ کے دل کے لئے بہترین ہے۔ جب کبھی بھی شادی ، مہمانی یا غمی کا کوئی موقع ہو ، اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ رہیئے ، چاہے وہ معمولی مقام والے ہی ہوں ۔ ایک مُرید کو خود میں مکارم ، اخلاق ، مقامات اور احوال کے جوہر پیدا کرنے چاہیئے۔

رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ : "کیا میں آپ لوگوں کو اُن لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو قیامت والے دن میرے قریب تر اور عزیز تر ہوں گے ؟" لوگوں نے کہا : "فرما دیجئے۔" پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "وہ لوگ جو نیک اِخلاق ، نرم خُو مُحبّت کرنے والے ، مُحبّت کئے جانے والے ہوں گے۔ اور اُن لوگوں کے اخلاق یہ ہوں گے :۔ محبّت ، دلاوری ، چشم پوشی ، پردہ پوشی ، صبر و رضا ، بشارت ، بربادی ، تواضع ، شفقت ، مصیبت کو برداشت کرنا ، لوگوں کی خدمت کرنا ، سخاوت ، عفو و دَرگزر ، وفا ، حیا ، حُسنِ ظن ، بزرگوں کی تعظیم

Marfat.com

کرنا ، چھوٹوں پر رحم کرنا ، دوسروں کے ہدیے کو بڑا سمجھنا ، اور اپنی طرف سے ہدیے کو چھوٹا سمجھنا ۔"

مقامات تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلا عمل خوابِ غفلت سے جاگنا ہے ۔ پھر توبہ کا عمل ہے ۔ اُس کے بعد بڑی کثرتِ اِستغفار کا ہے ۔ اس کے بعد اَنابت ہے ، یعنی غفلت سے نکلنا اور ذکرِ الٰہی میں رہنا ۔ پھر وارا ہے ، یعنی اُن چیزوں کو چھوڑ دینا جو مشکوک ہوں (یعنی حلال یا حرام) ۔ پھر باری ہے محاسبۂ نفس کی اور پھر ہے ارادت ، یعنی آسائشوں کو ترک کرنا اور عبادات میں مشغول رہنا ۔ پھر باری ہے زہد کی ، یعنی دنیا کے حلال کو چھوڑنا اور شہوت سے دور رہنا ۔ پھر فقر ہے جس کا مطلب دل کو دنیا سے خالی رکھنا ہے اور دنیاوی مال کا مالک نہ ہونا ۔ اُس کے بعد صدق ہے ، یعنی ظاہر و باطن میں ایک ہونا ۔ پھر باری ہے صبر کی ، یعنی مصائب کو برداشت کرنا ۔ اُس کے بعد رضا ہے ، جس کا مطلب ہے نسبتِ خداوندی میں لذّت محسوس کرنا ۔ پھر اخلاص ہے ، یعنی معاملاتِ خداوندی سے خلقت کو الگ سمجھنا ؛ اور پھر توکّل ہے ، جس سے مُراد ہے اپنے دل سے طمع دور کرنا اور خدا ہی کی رزاقیت پر بھروسہ کرنا ۔

Marfat.com

اگر ہم احوال دیکھتے ہیں تو وہ قلب کی صفائی کے بعد آتے ہیں۔ حال کو دوام حاصل نہیں، تو (اس طرح) ایک ہے مراقبہ جس کے معنی ہیں صفائی۔ پھر قرب ہے، یعنی غیر سے پَرے رہنا اور کامل توجّہ اللہ کی طرف کرنا۔ اُس کے بعد محبّت ہے، یعنی ایسے ہو جانا جیسے محبُوب چاہے؛ پھر ہے رِجاء، یعنی اللہ نے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اُس پر یقین کرنا۔ اُس کے بعد خوف ہے، یعنی یہ جاننا کہ اللہ کی گرفت بڑی مضبوط ہے۔ پھر حَیا کی بَاری ہے یعنی دِل کو کُشادہ رَوی سے روکنا۔ پھر اُنس، یعنی اللہ کے آگے عاجزی۔ اور پھر ہے طمانیت، یعنی اللہ کی رضا میں مطمئن رہنا۔ پھر باری یقین کی ہے، جس کا مطلب ہے بغیر شک کے تصدیق کرنا۔ اور اُس کے بعد ہے مشاہدہ، یعنی اللہ کی عبادت اس طرح کرنا گویا آپ اُسے دیکھ رہے ہیں، اگر نہیں تو وہ تو آپ کو دیکھ ہی رہا ہے۔

اے اُمّتِ محمّدی! آدابِ مُریدین ایک مُرید کے لئے ایک تاحیات مسلسل عمل ہے۔ یہ آپ کے اونچا چڑھنے کے لئے سیڑھی ہے۔ یہ غیب کی طرف جانے والے دروازے کی کنجی ہے۔ یہ راہِ طریقت ہے، آپ کو اَدب کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بڑی تیزی کے ساتھ دلوں سے

Marfat.com

غائب ہو رہا ہے ۔ یہ اَدب آپ کے لئے قوّت کی طرح ہے۔ آپ کی طاقت ہے اور وہ جو اس کو اپنے گِرہ میں باندھتے ہیں وہی یقیناً کامیاب ہوجاتے ہیں ۔ اُن کی رَاہ پر رَحمت برسے گی اور وہ ضرور اپنی منزل تک اپنی توقّع سے بھی پہلے پہنچ جائیں گے ۔

میری دُعا ہے کہ اللہ ہر مسلمان کو ایک کامل مُرشد عطا کرے تاکہ وہ اُسے اللہ کی راہ پر چلنا سیکھائیں ۔

آمین !

ثم آمین

Marfat.com

۲۶ ، اپریل ۲۰۱۳ء
۱۵، جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

(۲۷۶)

حضرت سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نہایت رحم والا، بے انتہا فیّاض ہے ؛ وہ نور السمٰوات والارض ہے ، وہ روشنی جو ہر ایک کی رہنمائی سیدھے راستے کی طرف کرتی ہے۔

دُرود و سلام نبیءِ اُمّی پر جو اِس سیدھی راہ کے اُستاد ہیں اور جنہوں نے دُنیا کو دکھایا ہے کہ جیت ہمیشہ حق (سچ) کی ہوتی ہے۔

ھُو

سلام ، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی عاجز دلوں پر اور پاک اَرواح پر جنہیں خوشی فقط اللہ کے نام میں ملتی ہے۔

آج کی محفل کتنی مبارک محفل ہے اور یہ کیسے عظیم لمحات ہیں کہ جب آپ ایک ایسے عاشق کے ذکر میں شریک ہیں جو محبّت کے معنی جانتے تھے ، جو اس محبّت کو اپنے محبوب تک پہنچانا جانتے تھے ، جو ہر عاشق کے دِل کے گیت کو جانتے

Marfat.com

تھے ، وہ جو وہ الفاظ ادا کرنا جانتے تھے جو اُس سنگیت سے ہم آہنگ ہوں ۔ یہی سبب ہے کہ جب کبھی کوئی عاشق اِن الفاظ کو سُنتے ہیں تو اُن کے دل وجد میں آکر پھڑ پھڑانا شروع کرتے ہیں اور اُنکی اَرواح اِس تال کے ساتھ جھومنے لگتی ہیں ۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ ہر جانب اُس دنیا کی ایک جھلک دیکھ لیتے ہیں جس میں اُن کے محبوب کا عکس موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُنکے دِل اُن الفاظ سے ہم آہنگ ہوتے ہیں :

ے

پنجابی: زَ۔ زاہد زہد کریندے تھکے روزے نفل نمازاں ہُو
عاشق غرقِ ہوئے وِچ وحدت اللہ نال محبّت رازاں ہُو
جیہڑے مکھی قید شہد وِچ ہوئی کِی اُڈسی نال شہبازاں ہُو
جنہاں مجلس نال نبی دے باہُو اوہ صاحب رَازنیازاں ہُو

ترجمہ :۔ زاہدِ خشک اسیرِ رسمِ روزہ ونفل ونماز ہوئے
عاشق غرقِ وحدت ہو کر اللہ کے ہمراز ہوئے
شہد میں ڈوبے مور ملخ کب ہمہ وشِ شہباز ہوئے
خلوتیانِ بزمِ نبوّت اہلِ راز و نیاز ہوئے

یہ سلطان شاہجہان کا دور تھا جب سادات کے ایک بزرگ صاحبِ کرامت ولی اور سلطنتِ دہلی کے منصب دار موجود تھے۔

Marfat.com

آپ نے ایک نہایت نیک اور پارسا خاتون سے شادی کی جن کا نام بی بی راستی تھا ۔ یہ سادات حضرت بایزید محمد تھے جو اپنی بیوی کے تقویٰ اور پرہیز گاری سے بے حد متاثر تھے اور محسوس کرتے تھے کہ اُن کی شادی ایک غیبی اِشارہ ہے کہ وہ بھی دنیا کو ترک کریں ، اِس لئے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا ملتان کیلئے چل پڑے ۔

جب آپ وہاں پہنچے تو حاکمِ ملتان نے آپ کو قلیل اُجرت پر ایک کام دیا لیکن کچھ عرصے کے بعد یہ ولی ذکرِ الٰہی کے لئے اُس شہر کے ایک چھوٹے سے مکان میں خِلوت میں بیٹھ گئے ۔ پھر ایک بہت ہی عجیب وغریب واقعہ دریائے ستلج کے قریب پیش آیا جب حاکمِ ملتان اور راجہ مرات کے درمیان جنگ چِھڑ گئی ۔ حضرت بایزید کو اِس کی اطلاع ہوئی تو آپ حاکمِ ملتان کے پاس گئے اور فرمایا : "میں راجہ کے ساتھ لڑنا چاہتا ہوں ۔ حاکم نے حیران ہو کر کہا : "آپ کس طرح لڑیں گے ۔ آپ کون سا لشکر لے جائیں گے ؟" اس پر آپ نے فرمایا : "چونکہ میں آپ کا دیا ہوا اَکیلے کھاتا ہوں ، اس لئے میں اَکیلے ہی لڑوں گا ۔" سارے دَرباری یہ سن کر مُسکرانے لگے ، لیکن حَاکم نے آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق کرنے کی اجازت دیدی ۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ جب حضرت بایزد قلعے کے دروازے پر پہنچے تو پہرے داروں نے سمجھا کہ آپ کوئی ایلچی ہیں ، اس لئے آپ کو اندر جانے دیا۔ آپ نے اپنا گھوڑا قلعے کے ساتھ ایک جگہ پر باندھ دیا۔ اور اِس طرح آپ راجہ کے دربار تک پہنچ گئے۔ آپ کو دیکھ کر سارے درباری حیرت زدہ ہوگئے۔ اور سمجھے کہ ایک مسلمان ، ایلچی بن کے آئے ہیں ، اِس لئے انہوں نے بھی آپ کو نہیں روکا۔ حضرت بایزد ایک شانِ بے نیازی سے راجہ کے قریب آئے اور چند لمحوں میں اپنی تلوار نکال کر اُسے قتل کر ڈالا۔ پھر آپ نے راجہ کا سَر اپنے ہاتھوں میں لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ تمام درباری سکتے میں آگئے اور کچھ وقت تک اپنی جگہ سے ہِل بھی نہیں سکے۔

حضرت بایزد قلعے کے دروازے پر جب پہنچے تو وہ قدرتی طور سے اپنے آپ ہی کُھل گیا اور یہ دلی وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ اِس کی خبر جب بادشاہ کو ملی تو وہ اپنے دربار میں آپ کی واپسی کے منتظر ہوگئے۔ مگر آپ نے یہ فرما کر دربار میں جانے سے اِنکار کیا کہ آپ اپنی باقی زندگی ذکرِ الٰہی میں بسر کریں گے۔ بہرحال انعام کے طور پر آپ کو شور کوٹ میں ایک گاؤں اور پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) بیگھے زمین عطا کی گئی۔

Marfat.com

حضرت بایزد اور آپ کی بیوی شورکوٹ میں رہنے لگے کچھ عرصے بعد اُن کو ایک فرزند کی ولادت سے نوازا گیا جن کا نام والدہ نے سُلطان باہُو رکھا۔

حضرت باہُو رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں ایک مرتبہ فرمایا کہ: "اللہ میری والدہ پر رحمت کرے کہ انہوں نے میرا نام "باہُو" رکھا، جو ایک نقطہ کے باعث "یاہُو" میں بدل سکتا ہے۔

حضرت بی بی راستی کو حضرت سلطان باہُو کی ولادت سے پہلے ہی ایک ولیٔ کامل کے ہونے کی بشارت مل چکی تھی۔ اِس کی تصدیق اُس وقت ہوئی جب رمضان شریف میں دن کے وقت یہ طفل ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے، اور دودھ پینا افطار سے شروع کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ کو مادر زاد ولی کہتے ہیں۔

جب حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ نے چلنا شروع کیا تو ایک عجیب واقعہ ظہور میں آیا۔ آپ سَر جُھکا کر چلتے تھے لیکن جُونہی آپ سَر اُٹھا کر کِسی مسلمان کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر دیکھتے، تو وہ تھر تھر کانپنے لگتا اور پکار اُٹھتا کہ: "وَللہُ یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے۔" اور اگر ننّھا سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کسی ہندو کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتے، تو وہ شخص اُسی وقت اسلام قبول کرتا۔

Marfat.com

یہ تھی آپ کی آنکھوں کی نورانیت ۔

اُس علاقے کے ہندو اِس صورتِ حال سے گھبرا گئے اور آپ کی والدہ سے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کو خاص اوقات کے علاوہ باہر نہ نکلنے دیں۔ انہوں نے اِس بچّے سے بھی کہا کہ وہ باہر نکلتے وقت پاؤں میں چھوٹے گھنگرُو باندھے رکھے۔

ایک مرتبہ جب آپ کہیں سے گزر رہے تھے، تو اُس گلی کے ہندؤں نے آپ کی طرف پیٹھ موڑ لی تاکہ خود کو آپ کی آنکھوں کے اَثر سے بچا سکیں ۔

حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ جب جَوان ہوئے تو آپ نے تین مرتبہ شادی کی ۔ ایک بار تو جب آپ حضرت مخدوم بہاؤالدّین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقب تھے تو آپ نے ایک پاکیزہ شخص کی رفاقت کی خواہش ظاہر کی ۔ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ کے رُوحانی فیض نے اِس خواہش کو قبول کیا اور فرمایا کہ :

"بہت جلد آپ کو اللہ نے چاہا ایسی خاتون مل جائے گی ۔" ہُوا یہ کہ آپ کی ملاقات ایک ہندو لڑکی سے ہوئی جس نے اِس ولی کے چہرے کو دیکھتے ہی اسلام قبول کیا اور پھر آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگی ۔ حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ کو یہ دیکھ کر اپنی دُعا یاد آئی تو آپ نے سوچا کہ یہ وہی پاکیزہ خاتون ہیں جس کے لئے

Marfat.com

آپ نے دُعا مانگی تھی ۔ یہ وجہ ہے کہ آپ نے اُس خاتون سے نکاح کیا اور اُسے گھر لے آئے۔ حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ بھی ایک صاحبِ کشف ولیہ تھیں ۔ اِس لئے جب انہوں نے اپنے روحانی کشف سے یہ معلوم کیا کہ کیا ہوا ہے ، تو انہوں نے اِس کا ذکر آپ کی دوسری بیویوں سے کیا ۔ جب سلطان باہوؒ گھر تشریف لائے تو ماں خوش نہیں تھیں اور آپ سے کہا کہ وہ اپنا وقت اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں بسر کریں بجائے شادیاں رچانے کے ، اور اس کے لئے ایک مرشد کو تلاش کریں ۔ جب حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سُنا تو آپ دریائے راوی کے کنارے پر چلے آئے جہاں آپکی ملاقات ایک مشہور بزرگ ، حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جنہوں نے اِس نوجوان ولی کو اپنی خانقاہ میں قبول کیا۔ اگلے دن حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دَریا پر گئے اور ایک چھوٹے مَشک میں پانی بھرا اور پھر اُسی کم مقدار پانی سے خانقاہ کے تمام حمّاموں کو بھر دیا۔ خانقاہ کے خادم نے یہ بات مرشد کو بتادی ۔ وہ یہ سُن کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آیا آپ کے پاس کوئی دنیاوی اثاثہ ہے۔ جب سُلطان باہوؒ نے اِس کا

Marfat.com

اقرار کیا ، تو مرشد نے آپ سے فرمایا کہ اگر آپ معرفت کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اُن سب چیزوں کو چھوڑ دیں ۔تو اِس طرح حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر گئے ۔ آپ کی والدہ نے اپنے کشف سے یہ سب کچھ معلوم کرلیا تھا اس لئے انہوں نے آپ کی بیویوں سے کہا کہ وہ اپنے زیورات کو زمین میں چُھپا دیں ۔لیکن جب یہ ولی گھر پہنچے تو فوراً ہی اُسی جگہ گئے اور فرمانے لگے : " مجھے تو اس گھر میں دُنیا کے مال کی بُو آرہی ہے " پھر آپ نے وہ زیورات نِکال کر دوسروں کے حوالے کر دیئے ۔

(لیکن) مُرشد کے پاس اِس ولی کے لئے ایک اور سخت شرط تھی ۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ آپ اپنے پیر کی بیڑیوں سے چُھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام بیویوں کو طلاق دے دیں ۔

اس مرتبہ بھی والدہ کو معلوم ہوگیا اور انہوں نے آپ کی بیویوں کو اپنے پیچھے چُھپا لیا ۔ جب بیٹے آئے تو والدہ نے فرمایا : "اَب آپ کی بیبیوں کا آپ کے اوپر کوئی حق نہیں ہے ، وہ اپنے تمام حقوق اللہ کی خاطر چھوڑ رہی ہیں تو اب آپ بغیر بیڑیوں کے واپس جا سکتے ہیں ۔"

Marfat.com

یہ آزمائشیں ولی کے لئے واقعی بہت سخت تھیں، لیکن آپ اِن سب میں کامیابی سے گزرے، اور پھر آپ کو سیّد عبدالرحمٰن قادری کے پاس بھیجا گیا جو اُس وقت اپنے کچھ مُریدوں کو تعلیم دے رہے تھے۔ انہوں نے درس کو روکتے ہوئے خادم سے فرمایا: "ہماری خانقاہ کی طرف ایک درویش آرہے ہیں، جاؤ اور اُنہیں نہایت احترام سے لے آؤ۔" جب سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے، تو شیخ نے اُٹھ کر استقبال کیا اور اُنہیں خلوت میں لے گئے اور چند لمحوں میں رُوحانی فیض سے نوازا۔ کہتے ہیں کہ فیض حاصل کرنے کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بازاروں میں گھومتے رہتے اور جس طرف بھی آپ دیکھتے، لوگ آپ کی توجّہ سے فوراً ہی متاثر ہوتے۔

اِس کی وجہ سے وہاں ایک بڑی ہلچل سی مچ گئی اور ہجوم اِس قدر بڑھ گیا کہ تمام راستے بند ہوگئے۔ جب یہ خبر حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہ تک پہنچی، تو انہوں نے فوراً ہی ولی کو بلایا اور آپ سے پوچھا کہ آپ اس نعمتِ خاص کو ہر ایک میں تقسیم کیوں کر رہے ہیں؟ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "یہ آپ ہی کا حکم تھا کہ

Marfat.com

فیض کو عام کرو " اور اَب انشاء اللہ یہ نعمت قیامت تک بڑھتی ہی رہے گی۔

حضرت سید عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض کے حصول کے بعد حضرت سُلطان باہوؒ کی محبّت میں کئی گُنا شدّت آگئی اور آپ کی بے چینی اور اضطراب آپ کو پہاڑوں اور ویرانوں میں لے گئیں۔

ایک بار آپ پنجاب کے پہاڑوں میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک لڑکے کو دیکھا جو اپنے ریوڑ کے ساتھ تھا۔ جُونہی لڑکے کی نظر اس ولی پر پڑی، وہ اچانک بے قابو ہو کر آپ کے گرد ناچنے لگا۔ جب ولی نے دوسری مرتبہ لڑکے کی جانب دیکھا، تو وہ لڑکا دوبارہ اپنے ہوش میں آیا۔ اس پر حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: " لڑکے تم اپنا کام کرو اور ہمیں اپنا کام کرنے دو۔" مگر لڑکا نہ مانا اور ولی کے پیچھے ہو لیا۔ تو سُلطان باہوؒ لڑکے کو اپنے ساتھ لے چلے۔ یہی لڑکا بعد میں حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ جب دونوں ایک سرسبز پہاڑی مقام میں داخل ہوئے تو اِس جگہ کی خوبصورتی دیکھ کر حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جذب میں آگئے۔ آپ نے وہاں تین دن اور تین راتیں قیام کیا اِسی کیفیت میں۔

Marfat.com

جب آپ اپنے آپے میں آئے تو اُس نوجوان لڑکے نے، جو اتنے دنوں تک بھوکا رہنے کا عادی نہیں تھا، شکایت کی۔ اس پر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ے برات عاشقاں بر شاخِ آہو

ترجمہ:۔ "عاشقوں کا حصّہ ہرن کے سینگوں پر ہوتا ہے۔"

جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے، کہیں سے ایک ہرن نمودار ہوا جس کے سینگوں پر کھانے کا ایک خوان اور اُس کی گردن سے پانی کا ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اپنے مُرید سے فرمایا: "اللہ کی نعمتوں سے افطار کر۔"

حضرت سلطان نورنگؒ اپنے مرشد کے ساتھ ۳۰ سال تک رہے اور آپ کے خلیفوں میں سے ایک بنے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کی پیشانی اِس قدر روشن تھی کہ ایسے لگتا تھا کہ ایک "نور" وہاں سے پھوٹ رہا ہو اور دلوں کو اس طرح چیر رہا ہو اور اُنہیں شوق و جذب سے تڑپا رہا ہو۔

روایت ہے کہ ایک بار حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اپنے کچھ درویشوں کے ہمراہ دریائے سندھ کے کنارے سفر میں تھے، اور وہ کھانے کے لئے ایک عورت کے گھر پر رُک

Marfat.com

گئے ۔عورت نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ اُس کی شِیر خوار بچی بیمار ہے جس کی وجہ سے وہ اُن کے لئے کھانا نہیں تیار کرسکتی ہے ۔ حضرت سلطان باہوؒ نے عورت سے کہا کہ وہ بچی کو پالنے میں لِٹائیں اور خود روٹی پکائیں اور آپ خود پالنے کو جھولائیں گے تاکہ بچّی خاموش رہے ۔ جب سُلطان باہوؒ نے جھولا جھولانا شروع کیا تو اُس وقت آپ نے اِسمُ الذات کی توجہ فرمائی ۔ بچّی فوراً ہی خاموش ہوگئی اور رونا بند کیا ۔ اُس چھوٹی سی بچّی کا دل اسمِ ذات سے جاری ہوگیا اور اُس کے پَور پَور نے ذکرِ الٰہی کرنا شروع کیا ۔ بچّی پھر سوگئی ۔ جب ماں نے کام ختم کیا تو اُس نے بچّی کی دیکھ بھال کرنے پر حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا ۔ اِس پر آپ نے فرمایا :

"مائی ہم نے صرف جھُولے کو ہی نہیں ہلایا بلکہ تیری بچّی کے دل کو بھی ایسی جنبش دے دی کہ قیامت تک اُس میں کمی نہیں آئے گی بلکہ زیادتی ہی ہوتی رہے گی"۔ بعد میں وقت نے آپ کے فرمائے ہوئے کی تصدیق کرلی ۔ یہ بچّی بڑی ہوکر حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے نام سے مشہور ہوگئیں جن کا مزار آج دن تک اپنے فیض کے لئے مشہور ہے اور لاکھوں زائرین اُس کی زیارت کو جاتے ہیں ۔

Marfat.com

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور بھی کرامت ہے۔
ایک بار آپ اپنے خلیفہ، حضرت سلطان حامد کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ آپ رات کو ایک ٹیلے پر آرام کے لئے رُکے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہو کر اُٹھے اور ٹیلے سے دُور ہٹ کر فرمانے لگے کہ: "حامد! اِس ٹیلے سے ہٹ جاؤ، لگتا ہے کہ یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔ پھر آپ ریتیلی زمین پر لیٹ گئے اور اپنا سَر اپنے مُرید کی گود میں رکھ دیا۔ اُسی لمحے حضرت حامد نے سوچا: "کاش کہ میرے پاس اتنا مال ہوتا کہ میں اپنے مرشد کے لیٹنے کیلئے اطلس اور کمخواب کا بستر بچھا سکتا، مگر کیا کیا جائے کہ میں غریب ہوں اور میرے مرشد ریت پر لیٹے ہیں۔" جیسے ہی حضرت حامد نے یہ سوچا، تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مُرید سے فرمایا: "اَے حامد! اپنی آنکھیں بند کرو اور مجھے بتاؤ جو تمہیں نظر آئے"۔ مُرید نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اُسے ایک نہایت خوبصورت محل نظر آیا جو زیورات اور جواہرات سے بھرپور تھا۔ اَچانک اُس محل کا دروازہ کھلا اور ایک نہایت حَسین خاتون اندر داخل ہوئی۔ اُس نے قیمتی جواہرات بھی پہنے رکھے تھے۔ وہ حضرت حامد کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: "اِس دُنیا میں

Marfat.com

بے شمار مَرد میری طلب رکھتے ہیں ، مگر میں تمہاری طلب رکھتی ہوں ، اِس لئے خود چل کر تمہارے پاس آئی ہوں ، تم مجھ سے نِکاح کرلو۔" لیکن حضرت سلطان حامد نے کہا: "دُور ہو جا میری نظروں سے ، چلی جا ، چلی جا ۔" جب یہ گفتگو ہو رہی تھی، حضرت حامد کو اپنے مُرشد کی آواز آتی ہوئی سنائی دی جس سے اُن کی آنکھیں کھل گئیں ۔ پھر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے پوچھا کہ انہوں نے کیا دیکھا ۔ انہوں نے ساری رُوداد سُنا ڈالی ۔ اِس پر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : کیا آپ کچھ دیر پہلے اپنی غربت کی شکایت نہیں کر رہے تھے ؟" انہوں نے جواب دیا : "یاسیّدی ! آپ صحیح فرما رہے ہیں ۔" اِس پر حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا : "یہ دنیا ہی تھی جو آپ نے دیکھی ، تو پھر آپ نے اُسے قبول کیوں نہیں کیا ؟" مُرید نے جواب دیا : "سیّدی ! مجھے اللہ کی ذات کا "نور" چاہیئے تا کہ میری رُوح ، دِل اور دماغ اُس سے روشن ہو جائیں ۔ مجھے کسی مال و زَر کی ضرورت نہیں ہے ۔" سلطان باہوؒ نے فرمایا: "تو پھر حق تعالیٰ کی عطا پر مطمئن رہ ۔ فُقرِ محمدی آپ کے خانوادے سے نہیں جائے گا ۔" مُرشد کا فرمانا ، حضرت حامد، اُن کے خاندان اور اُن کی نسل کے لئے دُرست ثابت ہوا۔

Marfat.com

یہ سال ۱۶۲۹ء تھا کہ اللہ کے اِس محبوب نورِ معرفت
میں اپنی زندگی کی ۶۳ بہاریں دیکھنے کے بعد اِس دنیا سے
رخصت ہوئے ۔ آپ کی تدفین دریائے چناب کے قریب
قہرگان کے مقام پر ہوئی ۔ کہتے ہیں کہ دَریا میں ۲، بار سیلاب
آیا اور یہ خدشہ تھا کہ مزار کو سیلاب سے نقصان پہنچے گا ، تو
اس لئے آپ کے جسدِ اقدس کو وہاں سے منتقل کیا گیا۔ جب
یہ کیا گیا تو دنیا نے دیکھا کہ آپ کا کفن بھی نئے کفن کی طرح تازہ
تھا حالانکہ اُس وقت ۱۵۷ سال گزر چکے تھے آپکے وصال کو۔

اے اُمّتِ محمّدی ! اللہ کے عاشق وہ روشن چراغ
ہیں جو اَبَد تک جگمگاتے رہیں گے ۔ سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ کا "نُور"
اَب بھی اپنے عاشقوں پر ذُوفشاں ہے کیونکہ روحانی دنیا میں
محبّت شرطِ اوّل ہے ۔ اِس محبّت کو اپنے دل میں زیادہ سَمو
لیں اور ہم آواز ہو کر سلطان باہُو کے سنگ "ھُو" کہیں ، اور
پھر چکھ لیں لذّتِ اِسمِ ذات کی کہ وہ کس طرح آپ کے ہر
رَنگ میں سَما جاتی ہے۔

کیا یہ یہی نہیں ہے جو ہَر عاشق کی تمنا ہے اور جسے
وہ زندگی بھر چکھتا ہے۔

Marfat.com

پنجابی :-

ے الف اندر ہوتے باہر ہووت باھُو کتھ لبھیندا ہُو

پودا داغ محبّت والا دَم دَم نال سڑیندا ہو

جتھے ہو کرے روشنائی اُتھوں چھوڑ اندھیرا ویندا ہو

دوہیں جہاں غلام اس باہُو جیہڑا ہو نوں صحیح کریندا ہو

ترجمہ :-

اللہ اندر، اللہ باہر، ڈھونڈتے ہو دِلدار کہاں

دل میں الاؤ عشقِ خدا کا ہر دم شعلہ بار یہاں

نورِ خُدا کی ظلمتِ باطل پہ ہر دم یلغار رہے

ھو جو سمجھ لے باھُو، دو عالم کا سردار رہے

آمین !

ثم آمین ۔

Marfat.com

۳ مئی ۲۰۱۳ء
۲۲ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو جلالت والا ہے اور جس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں جو اپنے دوستوں کا دوست ہے اور اپنے عاشقوں کا عاشق ہے ۔ یہ وہ ذاتِ واحد ہے جو دلوں کی پاسداری کرنا جانتا ہے۔

دُرود و سلام صادق اور امین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے وہ الفاظ کہے ہیں جو اُن کے ربّ کی طرف سے فرمائے گئے تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اُن الفاظ میں صرف سچ تھا (اور سچ کے سِوا کچھ نہ تھا)۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے ۔ سلامتی ہو صراط المستقیم پر تمام چلنے والوں پر اور منزلِ مقصُود تک پہنچنے کے لئے کی جانے والی اُن کی کوششوں پر۔

صالحین وہ بادبان ہیں جو اس دُنیا کی کشتیوں کو سیدھا

Marfat.com

سنبھالے ہوئے ہیں ؛ وہ ان کشتیوں کی صحیح راہ پر رہنمائی کرتے ہیں ، اور بے شک وہ سچّی رہنمائی کے روشن مینار ہیں۔

اگر کوئی صَالح ایک صَادق بھی ہے تو مذکورہ خوبیاں مزید نِکھرتی ہیں ۔ اور اگر یہ صَالح ، صِدّیقِ اکبر ہیں تو پھر کیا اُن کی خوبیاں اور اوصاف کی تعریف کے لئے کافی الفاظ ہونگے؟

یہ صِدّیق اپنے دوست کو عالمِ شباب سے جانتے تھے۔ یہ دوست ایک دوسرے کے بہت ہی قریب رہتے تھے اور ایک دوسرے کے یہاں اکثر آتے جاتے تھے ۔ اگرچہ صِدّیق ایک بہت ہی مالدار شخص تھے اور اپنے وقت کے دوسرے کئی معزّزین کو جانتے تھے ، مگر ان کے دوست کی وفاشعاری ، دیانتداری اور راستبازی نے دونوں کو ایک دوسرے کے بہت ہی قریب کر دیا تھا۔ لیکن ایک دن دوست نے اُن کو واقعی حیران کر دیا۔ یہ دوپہر کا وقت تھا اور گرمی شدّت کی تھی ۔ صدّیق نے اپنے دوست کو بڑے غور سے دیکھا اُن کے وہ الفاظ سُنکر جو اُن کے کانوں کے لئے نامانوس تھے کہ " وہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ، جس نے یہ زمین پیدا کی ، سُورج اور چاند کو پیدا کیا ۔ وہ جو واحد اور اللہ ہے ، جو ربّ ہے اور جو ہم میں سے ہر ایک کا پالن ہار ہے ، اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سب

Marfat.com

لوگوں کو بتادوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اُس کے پیغمبر ہیں "۔ صدّیق اپنے دوست کے چہرے کو دیکھ رہے تھے جو چاند کی طرح چمک رہا تھا، تقدّس اور نُور سے بھرپور۔ جو الفاظ وہ سُن رہے تھے اُن کے لئے نئے تھے۔ وہ صدّیق کے آباؤ اجداد کے دین کے خلاف تھے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ باتیں سچّی تھیں۔ جب انہوں نے اپنے دوست کے لبوں سے، "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" سنا تو اُن کے دل نے بھی اُن کے دوست کے اُن الفاظ کو دُہرایا۔ اور پھر یکایک یہ الفاظ اُن کی زبان سے بھی ادا ہوئے (اس بے ساختگی سے) جیسے یہ الفاظ ہمیشہ سے اظہار کے لئے موجود تھے اور وہ وقت اَب آگیا تھا کہ وہ زبان سے ادا ہوں۔ دوست کی آنکھیں ستاروں کے مانند چمک اُٹھیں اور پھر وہ اَشکوں سے بھیگ گئیں۔ اُن کے دوست نے، جنہیں وہ بے حد چاہتے تھے، اُن کے کہے ہوئے کو فوراً ہی قبول کیا۔ اِس لئے کہ وہ ایک سچّے دوست تھے، ایک صَادق دوست، اور ایک عتیق دوست تھے اور پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ اور رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی سے بڑھ کر کوئی دوسری دوستی نہ تھی۔ اور حضرت اَبُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو یہ شرف حاصل ہُوا کہ وہ اسلام

Marfat.com

ہیں داخل ہونے والے پہلے آدمی تھے ۔ اور یہ شرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں حاصل ہوا۔

اس دوستی کو کئی بار آزمایا گیا، مگر ہر بار یہ کامیاب و کامران ثابت ہوئی ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینِ حق کا ہر ایک دن مشکل تر ہو رہا تھا۔ اسلام کے دشمنوں کی آنکھیں غصّے سے بھری تھیں اور اُن کی وہ زبانیں جو ہمیشہ رسُول اللہ ص کو صادق اور اَمین کہہ کر پکارتی تھیں ، اَب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سخت اور گستاخانہ باتیں کرنے لگیں تھیں ۔کئی بار دوست ، دوست کی مدد کے لئے دوڑتے ہوئے آئے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی کہ : " اے ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! مشرکین نے آپ کے ساتھی کو پکڑ لیا ہے " جب آپ نے یہ سنا تو فوراً ہی کھڑے ہو گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف دوڑنے لگے ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں دیکھا کہ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں دوسرے کئی لوگ جمع تھے جو (چلاّ کے) کہہ رہے تھے کہ "یہی ہیں وہ جنہوں نے ہمارے کئی خداؤں کو بدل کر صرف ایک خدا (کا تصوّر) پیش کیا ہے " یہ دیکھ کر حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اچانک اپنا پورا زور لگا کر اُن دشمنوں کو اپنے

Marfat.com

دوست سے پرے دھکیل دیا۔ اُس وقت اُنہیں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ تھی اور وہاں سے ہر ایک کو پرے ہٹاتے ہوئے فرما رہے تھے: "تمہارا ستیاناس ہو۔کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے "میرا رب اللہ ہے" اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلائل بھی لے کر آیا ہے؟"

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "خُدا کی قسم، حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لمحہ اُس اہلِ فرعون کے مومن کے ہزاروں لمحات سے بہتر ہے، (کیونکہ) اُس مومن نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا تھا جبکہ حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا کھلے عام اعلان کیا ہے۔"

کئی لوگوں کو نورِ حق حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صَداقت سے ملا۔ جب عتیق (یعنی حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب) نے اسلام قبول کیا، اور قریش کے تمام سردار دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں باتیں کرنے لگے، تو انہوں نے ایک آدمی کو مقرّر کیا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کو بلا لائے تاکہ اُنہیں اپنے آباؤ اجداد کے قدیم دین پر دوبارہ لایا جائے۔ تو اس کے لئے انہوں نے

Marfat.com

طلحہ بن عبید اللہ کو بھیجا جنہوں نے ایسا کرنے پر آمادگی ظاہر کی ۔ وہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرنے نکلے اور اُنہیں چند لوگوں کے ساتھ بیٹھے دیکھا ۔ انہیں دیکھ کر طلحہ نے زور سے پکارا: "اے ابوبکر ! میرے ساتھ آئیں !" حضرت ابُوبکرؓ نے جواب دیا : "آپ نے مجھے کس کی جانب پکارا ؟" طلحہ نے جواب دیا : "میں آپ کو لات وعزیٰ کی جانب سے پکار رہا ہوں تاکہ آپ انہیں پوجیں ۔" حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا : "کون لات ؟" اِس پر طلحہ بولے : "اللہ کی بیٹیاں ۔" حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا : "تو کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ اُن کی ماں کون ہے ؟" اس سوال پر طلحہ خاموش رہے ۔ پھر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلحہ کے دوستوں کی طرف دیکھا اور فرمایا : "آپ لوگ اپنے دوست کی طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ؟" اس پر وہ سارے دوست بھی خاموش رہے ۔ طلحہ اپنے دوستوں پر نظریں جمائے رہے ، پھر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے : "اُٹھیے ، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبُود نہیں اور محمّد اللہ کے رسول ہیں !" یہ سُن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور طلحہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے محبُوب رسولؐ کے پاس لے گئے ۔

محبوب دوست نے اپنے بہترین دوست کو محبّت کا

Marfat.com

سبق اچھی طرح سیکھایا ہوا تھا۔ اِس لئے ایک مرتبہ دونوں دوست ایک ایسی حالت میں ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اَبا اتنا پرانہ تھا کہ اُس کا ایک کونہ کھجور کی شاخوں اور دوسری شاخوں سے سِلا ہوا تھا۔ اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا سبب ہے کہ میں اتنا پرانا اَبا حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیب تن دیکھ رہا ہوں جو اِس عجیب طریقہ سے سِلا ہوا ہے؟" اِس پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جبرائیل علیہ السلام! ابوبکر نے اپنا سارا مال مجھے دے دیا ہے فتح سے پہلے" اِس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنا سلام آپ کے لئے بھیجتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے کہ آپ اِن کو (یعنی ابوبکر سے) کہیں کہ کیا یہ اِس فقر کی حالت میں اپنے اللہ سے راضی ہیں؟" (چنانچہ) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال اپنے دوست سے دہرایا، جس کے جواب میں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "کیا میں کبھی اپنے ربّ سے ناخوش رہ سکتا ہوں؟" اور پھر انتہائی محبّت سے کہا: "میں اپنے ربّ سے راضی ہوں!"

اِن دوستوں کے درمیان کئی بار گفتگو ہوتی تھی، کچھ خلوت میں اور کچھ جلوت میں، کچھ روایات ہوئی ہیں اور کچھ دلوں میں

Marfat.com

محفوظ رہیں۔

یہ ایک خاص رات کا واقعہ تھا جب صحابہ کرام رسُولؐ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے بالکل اُسی طرح جیسے چودھویں کے چاند کے اطراف ستارے۔ اُس وقت رسُول اللہ ﷺ کے الفاظ کی میٹھاس شہد کے مانند تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک ایسے شخص داخل ہوں گے جن کو جنّت کا ہر گھر والا اور بالا خانہ والا کہے گا "خوش آمدید" اور درخواست کریگا: "ہمارے پاس آیئے! ہمارے پاس آیئے۔" حضرت ابوبکرؓ نے شوق سے پوچھا: "یا رسُول اللہؐ! آج کل اُس آدمی کا سوال کیا ہے؟" (معنیٰ ایسا شخص بننے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟) اِس پر رسُولؐ نے اپنے بہترین دوست کی جانب دیکھ کر فرمایا: "اے ابُوبکر! وہ شخص تم ہی ہو۔"

یہ بھی روایت ہے کہ جب رسُول اللہ ﷺ جنّتِ عدن میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں ایک حُور کو دیکھا جو چودھویں کے چاند کی طرح تھی؛ اُس کی پلکیں گِدھ کے اَگلے پروں کی طرح تھیں۔ (جب) رسُول اللہ ﷺ نے اُس سے پوچھا: "تم کس کے لئے ہو؟" تو حُور نے جواب دیا: "مَیں اُن خلیفہ کے لئے ہوں جو آپ کے بعد آئیں گے۔"

Marfat.com

ایک اور موقع پر جب رسُول اللہ ﷺ معراج شریف کے واقعات بیان کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنّت کے اُس دروازے کی طرف لے گئے جہاں سے میری اُمّت داخل ہوگی۔"

اس پر حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے شوق سے پوچھا :

"یا رسُول اللہ ﷺ ! یہ میری دلی خواہش ہے کہ اُس وقت میں آپ کے ساتھ ہوں تاکہ میں بھی وہ منظر دیکھ سکوں۔" یہ سُنکر رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا : "یاد رکھیں کہ میری اُمّت کے لوگوں میں سے اُس دروازے سے جنّت میں داخل ہونے والے پہلے شخص آپ ہوں گے۔"

رسُول اللہ ﷺ کے یارِ غار کو یہ مرتبہ آخر کیسے ملا۔

یہ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایک دن جب رسُول اللہ ﷺ صحابہ کرام میں جلوہ گر تھے تو آپ نے کسی سے پوچھا کہ : "آج کس کا روزہ ہے ؟" حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا : "یا رسُول اللہ ﷺ ! میرا روزہ ہے۔" پھر حضور ﷺ نے دوبارہ سوال کیا، "آج کوئی کسی کے جنازے میں شامل ہوا ہے ؟"

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا : "یا رسُول اللہ ﷺ ! میں شریک ہونے گیا تھا۔" پھر رسُول اللہ ﷺ نے فرمایا : "کسی

Marfat.com

نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے ؟" اس بار بھی حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنہوں نے عرض کیا : "یا رسُول اللہ ﷺ! "میں نے کھلایا ہے ۔" یہ جواب سن کر اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا : "اور آج کِسی نے کِسی بیمار کی عیادت کی ہے ؟" اِس بار بھی یہ خلیفۂ اوّل ہی تھے جنہوں نے جواب دیا کہ :"جی ہاں ! میں نے عیادت کی ہے ۔" پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس شخص میں یہ ساری خوبیاں ہیں، وہ یقیناً جنّت میں داخل ہو گا ۔"

یہ اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ اپنی نشانیاں اپنے ہی لوگوں کے ذریعے دکھاتا ہے وہ لوگ جنہیں وہ بہت زیادہ چاہتا ہے اور کیا کوئی اُس کے محبوب کے پیارے دوست سے بڑھ کر محبوب ہو سکتا ہے۔

ایک دن صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہمراہ تین مہمان لے کر اپنے گھر پہنچے ۔ انہوں نے مہمانوں کو اپنے بیٹے کے حوالے کیا اور خود کاشانۂ نبوت کی طرف گئے تاکہ اپنے محبُوب دوست کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں ۔ کچھ دیر وہاں رُکنے کے بعد (جب آپ اپنے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ) مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا نہیں کھایا تھا ۔ اِس لئے آپ اپنے مہمانوں

Marfat.com

کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گئے، لیکن یہ بھی فرمایا: "خُدا کی قسم! میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا، لیکن تاہم اپنے مہمانوں کو ہدایت کی کہ وہ کھانا کھالیں"۔ کچھ دیر بعد مہمانوں میں سے ایک نے کہا: "باخدا! جو بھی نوالہ ہم اُٹھاتے ہیں، اُس کی جگہ پر اُس مقدار سے زیادہ آجاتا ہے۔ اَب ہم سَیر ہو گئے ہیں۔" حضرت ابُوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ کھانے کے بعد بچا ہوا کھانا پیش کئے جانے والے طعام سے زیادہ تھا آپ رضؓ نے اپنی بیوی سے پوچھا: "اے بنی فراس کی بہن! یہ کیسے ہوا؟"۔ بیوی نے خوش ہو کر جواب دیا: "جی ہاں! لگتا ہے کھانا تین گُنا بڑھ گیا ہے۔" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کھانا اُٹھا کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔

جب ایسا موقع آتا ہے کہ آپؓ کو اپنے گھرانے اور حق کے درمیان چُننا ہوتا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے انتخاب پر ذرّہ بھر شُبہ نہ ہوتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن، جو اَب تک مشرک تھے اور ایک قَدآور اور طاقتور آدمی تھے، میدانِ جنگ کے بیچ مرکز میں آئے اور چیخ کر بولے: "کیا کوئی ہے جو میدان میں آنے کو تیار ہے؟" اس للکار پر اُس کے والد فوراً ایک شیر کی طرح اُٹھ کھڑے ہوئے

Marfat.com

اور اپنے بیٹے کی جانب بڑھنے لگے، لیکن رسُول اللہ ﷺ نے اُنہیں روکا اور فرمایا: "تم مت جاؤ اے ابوبکر! اپنی ذات سے ہم سب کو فائدہ پہنچاؤ!"

اِسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے بیٹے، جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، جنگِ بدر میں بھی شریک تھے۔ والد مسلمانوں کی طرف سے اور بیٹے کفّار کی طرف سے۔ جنگ کے بعد عبدالرحمٰن نے اسلام قبول کیا۔ ایک دن وہ اپنے والد کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے والد کو بتایا: "جنگِ بدر کے دوران، ایک موقع ایسا بھی آیا کہ آپ مجھے واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے اور میں آپکو اپنے تیروں سے باآسانی نشانہ بنا سکتا تھا، لیکن اِس کے بجائے میں ایک طرف ہٹ گیا اور آپ کو نشانہ نہیں بنایا۔" یہ سُنکر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "لیکن اگر تم میرے نشانے پر ہوتے تو تجھے نہ چھوڑتا اور ضرور قتل کرتا۔"

اوصافِ صدّیق اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر آپ اُن کو سُننا شروع کریں گے تو آپکی شام، رات میں بدل جائے اور ہوسکتا ہے آپ کی رات، صبح میں بدل جائے لیکن آپ کی خوبیوں کی داستان ختم نہ ہوگی۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے ساتھ بڑی شان سے بیٹھے ہوئے تھے اور اُن سے گفتگو فرما رہے تھے کہ آپؓ نے اپنے غلام سے پانی لانے کو کہا۔ جب پانی کا پیالہ آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے پینے کے لئے لبوں تک اُٹھایا لیکن اچانک رُک گئے کیونکہ آپ نے دیکھا کہ وہ پانی کے بجائے شہد ملے پانی سے بھرا ہُوا تھا۔ پھر آپؓ نے غلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: "یہ کیا ہے؟" غلام پریشان ہوا اور کہنے لگا: "شہد، شہد مِلا پانی" یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے اُس پانی میں نظر جما کر دیکھا تو تھوڑی ہی دیر میں اَشکوں کا ایک سیلاب آپ کی آنکھوں سے جاری ہونا شروع ہوگیا۔ روتے روتے آپؓ ہچکیاں باندھنے لگے اور پھر آپؓ کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور شدید گریہ طاری ہوگیا۔ اردگرد کے لوگ حیران ہوکر کہنے لگے: "اے خلیفۂ رسول! یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ اتنا روکیوں رہے ہیں، ہمارے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں، آپ اتنا رو کیوں رہے ہیں؟" لیکن اس کے باوجود آپ کے آنسو نہیں رُک پا رہے تھے۔ چنانچہ لوگ بھی آپ کے ساتھ رونے لگ گئے کافی دیر بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین دوست کے آنسو رُک گئے۔ آخر کار آپ دوبارہ

Marfat.com

بولنے کے قابل ہوئے تو آپ نے ایک کپڑے سے اپنے آنسو پونچھے اور فرمایا : " میں حضور ﷺ کے ساتھ اُنکے مرض الموت کے ایّام میں تھا جب ایک دن میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو اپنے آپ سے دُور کر رہے ہیں ۔ لیکن میں اُس چیز کو دیکھ نہیں پا رہا تھا ۔ پھر آپؐ کمزور تھکی ہوئی آواز میں فرما رہے تھے کہ : " دُور ہو جاؤ مجھ سے ، دور ہو جاؤ مجھ سے " میں نے پھر اِدھر اُدھر دیکھا اور مجھے کوئی نظر نہ آیا ۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا ۔ " یا رسول اللہ ﷺ ! آپ کس کو دور ہو جانے کو فرما رہے ہیں ؟ ، یہاں تو کوئی نہیں ہے ؟" رسُول اللہ ﷺ نے میری جانب دیکھا اور فرمایا : " یہ دَراصل دنیا تھی جو اپنی تمام آسائش و نعمت کے ساتھ میرے سامنے آئی تھی ۔ میں نے اُس سے کہا : " دُور ہو جا ، دُور ہو جا ! پس وہ یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ : اگر آپ نے مجھ سے چُھٹکارا پا لیا تو کیا ہوا ! جو لوگ آپ ﷺ کے بعد آئیں گے وہ مجھ سے کبھی نہیں بچ سکیں گے ۔" یہ سب کچھ کہنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سر اُٹھایا اور افسردہ لہجے میں فرمایا : " لوگو ! مجھے اِس شہد ملے پانی کی وجہ سے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں اِس دُنیا نے مجھے نہ آگھیرا ہو ، اِس لئے میں سِسکیاں بھر کے رو دیا ۔"

Marfat.com

اے اُمّتِ محمّدی ! اپنی زندگیوں پر نظر ڈالیں اور پھر اللہ کے عاشقوں سے سبق سیکھیں ۔ یہ مثالیں نہایت قیمتی ہیں اور آنے والا وقت آپ کے لئے بہت سخت ہے ۔ یہ وقت جو آج آپ کو میسّر ہے ، ہو سکتا ہے کہ کل یہاں آپ کے لئے نہ ہو ۔ تو اس لئے اِن سونے کے دل رکھنے والوں سے سیکھیں اور اِن سے محبّت کریں ۔ انشاء اللہ آپ بھی اِن کے "نور" کے فیض کا ایک حصّہ پائیں گے ۔

دُرود و سلام رسُول اللہ ﷺ پر ، سلام آپ ﷺ کے صحابہِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ، سلام ابُوبکر صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ۔

آمین !

ثم آمین ۔

Marfat.com

حضرت انعام الرحمٰن قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

• نسبت کی اہمیت :

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی حمد تمام پرندوں کا گیت ہے، جس کے اَسماءِ حُسنیٰ تمام مَلائک کا ذِکر ہیں اور جس کی محبت اُن ساری چیزوں پر محیط ہے جن کی نسبت حق سے ہے۔

دُرود وسَلام ہوں اُن پر جو اللہ کی رحمت ہیں تمام عالمین کے لئے، اُن ذاتِ گرامی پر جو ہَر وقت اپنی اُمت کے لئے دست بہ دُعا ہیں۔

☆

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب پر اور آپ کے پیاروں پر۔ سلامتی ہو اُن پاکیزہ دلوں پر جن میں متواتر ذِکرِ اللہ جاری ہے۔

نسبت کے معنی ایک تعلق، ایک وابستگی، ایک احساسِ اپنائیت ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انسان اِس دُنیا میں اکیلا داخل ہوتا ہے اور وہ اس سے اکیلے ہی چلا جاتا ہے، تو اس

Marfat.com

طرح کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک انسان آسانی سے اکیلا رہ سکتا ہے بغیر کِسی سے ناطہ جوڑے ؟ دراصل ایسے لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان اکیلے پیدا نہیں ہوتا۔ ہر بچّے کی اپنے والدین اور اجداد کے ساتھ نسبت ہوتی ہے ۔ حتّٰی کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو وہ اپنے پیچھے اپنا نام ، اپنا تعلق ، یعنی اپنی نسبت چھوڑ کر اس دنیا سے جاتا ہے تاکہ لوگ اُسے اُس کے گھرانے اور پیاروں کے ذریعے یاد رکھیں ۔

تو اس طرح ایک انسان کی کئی نسبتیں ہوسکتی ہیں لیکن بہترین نسبت اُس کی دینی نسبت ہے ، یعنی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے اُس کی نسبت ہے ۔ اور (اُن کے بعد) اگر کوئی بہترین نسبت ہے تو وہ آپ کے مُرشد سے نسبت ہے ۔ مرشد دونوں عالموں کے درمیان کا رابطہ ہیں ۔ یہ ایک ایسے استاد ہیں جو خوب پڑھے لکھے اور نہایت تربیت یافتہ ہیں ، اس لئے وہ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی رہنمائی کر سکتے ہیں ۔ اُن کا علم کتابوں تک محدود نہیں اور نہ ہی اُن کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ عام لوگوں کے الفاظ ہیں ۔ وہ علم و حکمت سے پُر الفاظ ہیں جو سِینہ بہ سِینہ منتقل ہوتے ہیں ۔ اُن کی آنکھیں

Marfat.com

زمین اور آسمانوں کے حجابات سے آگے تک دیکھ سکتی ہیں۔ اُن روشن آنکھوں کے آگے ۱۸,۰۰۰ (اٹھارہ ہزار) عالمین دِکھائی دیتے ہیں اور وہ اُس رُوحانی دنیا کے واقعات اتنی آسانی سے دیکھ سکتی ہیں جس طرح وہ اس مادّی دنیا کی فانی حقیقتوں کو دیکھتی ہیں۔ یہ ایک کامل مرشد کے کمالات ہیں۔ اور یاد رکھیں کہ ایسے شخص کے پانے والے پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔

نسبت ایک قیمتی خزانے کی طرح ہے، اِس کو اِس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے: کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "ایک مرتبہ خواجہ عثمان ہارونی رح کے ایک مُرید میرے پڑوس میں رہتے تھے۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو میں اُن کی تدفین کے لئے گیا۔ اُن کی تدفین کے بعد لوگ واپس چلے گئے لیکن میں اُن کی قبر کے قریب بیٹھا رہا اور کلمۂ اِلٰہی کی تلاوت کرتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے آسمان سے اُترنے لگے ہیں جن کے چہرے نہایت خوفناک اور بھیانک تھے۔ اُسی وقت حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور اُن فرشتوں سے فرمانے لگے کہ: "اِسے عذاب نہ دیں کیونکہ یہ میرا مرید ہے۔" فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا بھی جواب ملا کہ: "یہ آپ کا سچا مرید تو نہ تھا، حقیقت میں یہ

Marfat.com

تو آپ کا بالکل مخالف تھا۔" اس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: "جی ہاں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ میرا مخالف تھا، لیکن یہ پھر بھی حقیقت ہے کہ اس نے میرے ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور میرے سلسلہ سے وابستہ تھا۔" اس پر ندائے غیبی آئی کہ: "اے فرشتو! خواجہ عثمان کے مُرید سے ہاتھ اُٹھا لو۔ ہم نے اُسے خواجہ کی خاطر بخش دیا۔"

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُریدین کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ انہوں نے یہ بات اپنے مرشد حضرت عثمان ہارونیؒ سے سُنی ہے کہ: "جو بھی صِدقِ دل سے اپنے مُرشد کی خدمت ایک دن کے لئے بھی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں ۱۰۰۰ (ایک ہزار) محلات سے نوازے گا جو موتیوں کے بنے ہوں گے اور وہ اُس میں اللہ کی رحمت سے داخل ہوگا اور وہ بغیر حساب کے اُس میں داخل ہوگا، اور وہاں ۱۰۰۰ (ایک ہزار) حوریں اُس کی خدمت کیلئے موجود ہوں گی۔ (اُس کے علاوہ) اُس کے نامۂ اعمال میں ۱۰۰۰ (ایک ہزار) سال کی عبادات بھی شامل کی جائیں گی"۔ پھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ: "اپنے مُرشد کے ارشادات کو غور سے سُنیں اور اُن پر عمل کریں۔ جو نمازیں، روزے اور وظائف آپ کو اُن کی طرف سے دیئے

Marfat.com

جائیں، اُن کو پابندیٔ وقت کے ساتھ کریں اور اپنے مُرشد کی حضوری میں رہیں اور غیر حاضر نہ رہیں۔" پھر آپ نے فرمایا: "ایک زاہد ۱۰۰ (سو) سال تک عبادتِ الٰہی میں رہا۔ وہ صبح روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا اور اپنا وقت ذکرِ الٰہی اور تعلیم و نصیحت میں گزارتا۔ جب اُس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں اُسے جنّت میں پایا اور اُس سے حال پوچھا۔ زاہد نے جواب دیا: "جنّت میں داخلے کی وجہ میری رات دن کی عبادات نہیں تھیں، بلکہ میری نسبت اور میرے مُرشد کی خدمت مجھے جنّت میں لے گئی ہے اِسی کے باعث مجھے جنّت میں داخل ہونے کی اجازت ملی ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنی مجلس میں یہ فرماتے ہوئے اَشک بار ہو گئے کہ: "یوم حساب پر صادقین، اولیاء اور مرشدین اس طرح آئیں گے کہ اُن کے کاندھوں پر گُدڑیاں ہوں گی اور ہر ایک ایک گُدڑی کے لاکھوں دھاگے ہوں گے اور اُن کے مُریدین اور فرزند ہر دھاگا تھامے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ جب خلقِ خدا، اللہ کے محاسبہ سے بچ جائے گی تب اللہ اُنہیں پُلِ صراط تک پہنچنے کی قوّت عطا کرے گا۔ گدڑی کے وسیلے سے یہ مُرید اور فرزند آسانی سے اِس تیس ہزار (۳۰,۰۰۰) برس کی طویل راہ اور قیامت کے عذاب

Marfat.com

سے پار ہو جائیں گے، اور مجال نہیں کہ اُن کو سختی لاحق ہو۔"

تو یہ ہے نسبت کی قدر و قیمت۔ کون آخر کبھی یہ کہہ سکتا ہے کہ "مجھے تو اللہ نے پہلے سے ہی معاف کیا ہوا ہے۔ مجھے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں، مجھے کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ میں اپنا بوجھ خود اُٹھا سکتا ہوں۔ میں اپنا راستہ خود عبور کر سکتا ہوں۔" صرف وہ جن کو سفرِ آخر کی سختیوں کا احساس نہیں ہے اور یومِ حساب سے واقف نہیں، وہ ہی ایسے کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جن کو حقیقت کا علم ہے یہ بھی جانتے ہیں کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے، اُنہیں اس بات کا یقین نہیں کہ اُن کا انجام کیا ہوگا۔

یہ تو حضرت اُبوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ جب نماز کے عالم میں ہوتے، تو خوفِ اِلٰہی سے ایک ستون کی طرح ساکت رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت امام حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ: "حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ: "بخُدا میں اِس بات کو پسند کرتا کہ درخت ہوتا جسے جانور کھا لیتے یا لوگ اُسے کاٹ ڈالتے۔"

بالکل اِسی طرح حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر رونے کے باعث دو شکم پیدا ہو چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیع رضؓ نے فرمایا کہ: "میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین سے ایک تِنکا

Marfat.com

اُٹھاتے اور یہ کہتے سنا کہ : "کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا، کاش کہ میری ماں مجھے نہ جَنتی "

حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب تھے جن کو اُنکی زندگی میں ہی جنّت کی بشارت دی گئی تھی ۔ اُس کے باوجود اُن کے خوف اور عجز کی کوئی انتہا نہ تھی ۔ زندگی بھر وہ اپنے انجام بہ خیر کے بارے میں فکر مند رہے تھے ۔ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبُوب تھے ، لیکن پھر بھی اُنہوں نے دُنیا کے لَغویات میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔

لیکن کیا آپ خود اپنی زندگیوں پر نظر ڈال سکتے ہیں ؟ آپ میں سے کتنے اپنے "کل" کے لئے فکر مند ہیں ؟ آپ میں سے کتنوں کے پاس یہ ضمانت ہے کہ آپ کا یوم حساب خوف و انتشار سے خالی ہوگا؟ لیکن اس کے باوجود اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو کسی نسبت کی ضرورت نہیں ہے' یا اپنے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے ، تو بے شک یہ آپ کی اپنی حماقت ہے ۔ یہ ہی وجہ ہے کہ راہِ طریقت میں مُرشدین ہیں ۔ وہ نہ صرف آپ کے اُستاد ہیں ، آپ کے رہنما ہیں ، بلکہ اُن کی دُعائیں اور عبادتیں بلندیوں تک جاتی ہیں ۔ اُن کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کا

Marfat.com

اعزاز حاصل ہے ، اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایک کامل مرشد کو دربارِ نبوی تک رَسائی حاصل ہے ۔ لڑی ، یعنی شجرہ شریف کے اولیاءِ کرام فوری طور متوجّہ ہوتی ہے جب مُرشد (کسی کے لئے) دُعا فرماتے ہیں ۔ پھر وہ دُعا ایک ولی سے دوسرے ولی تک جاتی ہے ، یہاں تک کہ دَربارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتی ہے ۔ پھر حضرت غوث الاعظم رضؓ اس دُعا کو دربارِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ میں پیش کرتے ہیں جہاں سے وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَربارِ اعلیٰ تک پہنچ جاتی ہے ۔ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس دُعا کو اپنے اَشکوں اور عاجزیوں کے ساتھ دَربارِ الٰہی میں پیش فرماتے ہیں ۔

اَب کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کون اِس حُسنِ مراتب کو نظر انداز کرسکتا ہے اور بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کی کوشش اَز خود کرسکتا ہے ؟ ظاہر ہے وہ جو سمجھتے ہیں کہ وہ عرشِ عظیم تک خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتفاق کے بغیر پہنچ سکتے ہیں ۔ ایسے لوگ دراصل احمقوں کی جنّت میں رہتے ہیں ۔

کسی مرشد کے ہاتھ تھامنا بہت ضروری ہے ، یعنی مرشدِ کامل کے ہاتھ ۔ اور پھر اَولیاءِ کرام کے لئے اعلیٰ احترام رکھنا خاص طور سے وہ جن کا تعلق آپ کے شجرہ سے ہے ۔ اولیاء اللہ

Marfat.com

اُن لوگوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں جو اُنہیں اپنی محبّت کے نذرانے پیش کرتے ہیں اور اُن پر رحمتیں بھیجتے ہیں ۔اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ ہمیشہ پُوری اُمّت کے لئے دُعا گو ہیں، اور خاص طور سے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے اس دُنیا میں اُنہیں فراموش نہیں کیا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ آج ہَم ایک ایسے ولی کو یاد کریں جنہوں نے اپنی قوّت ، اپنا زور اور ایثار کل کے سَرسبز پودے کی آبیاری اور پرورش پر صرف کیا جو آج سلسلہ کا ایک تناور درخت بن چکا ہے، یعنی سلسلۂ قادریہ،چشتیہ، صابریہ،عارفیہ، نظامیہ، نوریہ جس کے سائے میں آپ سب بیٹھے ہیں۔

خواجۂ خواجگان ،قطبِ عالم ، حضرت شیخ انعام الرحمٰن قدّوسی قادری، چشتی، صابری ، نظامی، جن کو سُہروردی اور نقشبندی سلسلوں کی بھی نعمتیں حاصل تھیں ، اُن کو بڑا اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔آپ ایک صاحبِ اَمر فقیر تھے، جس کا مطلب ہے کہ آپ فقیری کے عالم میں ہوتے ہوئے بھی حکم صَادر فرماتے تھے۔آپ جونہی حکم جاری کرتے وہ ایسا ہی ہوتا تھا جس طرح وہ چاہتے تھے۔وہ درویش جو اللہ کی رحمتوں کے سائے میں رہتے ہیں وہ ہمیشہ یہاں مخلوقِ خُدا کی بھلائی

Marfat.com

کیلئے موجود ہیں ۔ انکے مُنہ سے نکلنے والے الفاظ مخلوق کیلئے حکم کا درجہ رکھتے ہیں اور اللہ اُن الفاظ کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا۔

ابھی جو کچھ کہا گیا اُس کی صاف تصدیق حضرت شاہ انعامُ الرحمٰن قدّوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک واقعے سے ہوتی ہے ۔حضرت شاہ انعامُ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کزن تھے جو اِس ولی کے پاس پلے بڑھے تھے، لیکن جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک درویش تسلیم نہیں کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ وہ آپ کے پاس مایوسی کے عالم میں آئے کیونکہ وہ کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن اُس کے والدین اور خاندان والے راضی نہیں ہو رہے تھے ۔ لگتا تھا کہ لڑکی کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا، لیکن پھر بھی کامیابی نہیں ہو پا رہی تھی ۔ مایوس ہو کر کزن نے حضرت انعام الرحمٰن رح سے مَدد کی درخواست کی ۔ آپؒ نے چند لمحے اپنی آنکھیں بند کیں اور فرمایا : "جاؤ اور اپنی شادی کی تیاری کرو ۔کل تمہارا نکاح ہے ۔" کزن یہ سن کر حیران ہوئے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ لڑکی کے والدین اُنہیں مسترد کر چکے تھے اور وہ کِسی حال میں بھی راضی نہیں ہوں گے ۔ مگر اُنہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ: "بھائی ہے، مجھ سے دھوکہ نہیں کرے گا۔ اگر دنیا اُسے کہتی ہے کہ بزرگ ہے، تو چلو، ہم اُسے آزما لیتے ہیں ۔" اور پھر

Marfat.com

کزن نے اپنی آنکھوں سے ایک عجیب چیز دیکھی۔ شام کے وقت لڑکی والوں کے خاندان کی طرف سے ایک عورت پیغام لائی کہ: "لڑکی کے گھرانے نے شادی کی تجویز پر پورا دن غور کیا ہے اور پھر کہا کہ، "ہم نے باقی تمام رشتوں کو رَدّ کیا ہے۔ قدوسی ہمارا اپنا لڑکا ہے اِس لئے ہم اُس کا رشتہ قبول کرتے ہیں۔ جا کر قدوسی کو بتائیں کہ کل آ کر ایک سادہ (نکاح کی) تقریب میں شامل ہو جائیں۔" تو اِس طرح دوسرے دن نکاح منعقد ہو گیا، جس طرح حضور شاہ انعامُ الرحمٰن رحمۃُ اللہ علیہ نے پیش گوئی کی تھی۔

اس ولی کی بہت سی کرامتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اُن کے ربّ نے اُن کے الفاظ کو کبھی نہیں لوٹایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک تھوک فروش سے ہوئی جو کافی پریشان لگتا تھا۔ جب اُس کی پریشانی کی وجہ پوچھی، تو اس نے کہا: "میرا چالان ہوا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ یہاں کا مجسٹریٹ ایک ہندو ہے اور وہ کسی مسلمان کو سزا دیئے بغیر نہیں بخشتا۔ وہ کہتا ہے کہ "مَیں مسلمانوں کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں جبکہ اُن کو سزا دینا میرا دھرم ہے۔" تھوک فروش نے مزید عرض کیا: "اگر جرمانہ ہوا تو

Marfat.com

کوئی حرج نہیں، لیکن اگر اُس نے مجھے جیل بھیج دیا تو کیا ہوگا، کیونکہ آج تک اُس نے کسی مسلمان کو بغیر سزا کے نہیں چھوڑا ہے۔" حضرت انعام الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو آپ نے تھوک فروش کو ایک کاغذ لانے کو کہا اور پھر اُس کاغذ پر کچھ لکھنے لگے۔ پھر اُس کو تعویذ کی طرح لپیٹا اور اُس کو دیتے ہوئے فرمایا: "میاں! تمہیں کچھ نہیں ہونے جا رہا ہے۔ جب تم بَری ہو جاؤ تو پھر اس تعویذ کو کھولنا۔" تھوک فروش نے کہا: "اچھا۔" لیکن اُس کے دل میں اس تمام صُورتِ حال کے بارے میں وسوسہ تھا۔ ہوا یہ کہ پیشی کے دن مجسٹریٹ نے اپنا فیصلہ سنا دیا جس کے مطابق تھوک فروش بَری ہوگیا۔ جب وہ گھر پہنچا اور اُس نے تعویذ کو کھولا، تو اُس کی حیرت کی اِنتہا نہ رہی جب اُس نے دیکھا کہ اُس میں پورا فیصلہ لکھا ہوا تھا۔ تعویذ میں حرف بہ حرف وہی فیصلہ تحریر تھا۔

"یہ شان ہوتی ہے اُن فقراء کی جن کو اللہ تعالیٰ اَمر کر دیتے ہیں۔ واقعی نسبت بڑی چیز ہے۔"

اے اُمّتِ محمّدی! یہ وہ خوبصورت بزرگ تھے جن سے آپ سب کی نسبت ہے جو آپ کو رہنمائی دے رہے ہیں

Marfat.com

اور جو اپنی نگرانی میں نونہال پودوں کی آب یاری کر رہے ہیں
اپنے مرشد کے ہاتھ تھامیئے، اور اُنہیں مضبوطی سے تھامے
رکھیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے مُرشد زنجیر کی
پہلی لڑی ہیں جس کو تھامنے کے بعد ہی آپ اوپر چڑھ سکتے
ہیں ۔ اگر یہ صحیح ترتیب سے کیا گیا تو پھر آپ کو یقینی طور سے
اللہ کے تمام بے بہا جواہر سے جوڑا جائے گا ۔

اللہ کی رحمتوں کی بارش ہمارے مرشدین پر برستی رہے،
ہر آن، اَبد تک، اور اُس کے بعد تک بھی ۔ اُن کے درجات
دن دُگنے اور رات چوگُنے بڑھا دے، اُن کی ساری دُعائیں
قبول کر دے اور ہمیں اپنے مرشد کے ساتھ رسُول اللہ ﷺ
کے جھنڈے تلے کر دے ۔

آمین !
ثم آمین

Marfat.com

۷ا مئی ۲۰۱۳ء

(۲۷۹)

۶؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو حق کا "نُور" ہے۔ اور بے شک یہ نور پوری کائنات پر محیط ہے اور جو اپنے عاشقوں کی محبت ہے۔

درود و سلام اُس معصوم دِل پر جو محبت کی تال پر دھڑکتا ہے اور بے شک ہر ایک دھڑکن پر یہ اس محبت کو کائنات میں پھیلاتا ہے۔

؎

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپکے پیاروں کیلئے ہوں۔ سلامتی ہو تمام سالکین راہ مستقیم کے لئے اور بیشک وہ اس دنیا کی بہترین رَاہ پر ہیں۔

بھلا حق کو کوئی کیسے چھپا سکتا ہے؟ حق ایک ایسی قوت ہے جو کسی بھی ہتھیار سے زیادہ طاقتور ہے؛ یہ زیادہ حقیقی ہے اور اس کی حقیقت کبھی تبدیل نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ حق کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے؛ چاہے کوئی اِسے جتنا بھی چھُپانے کی

Marfat.com

کوشش کرے، یہ خود کو ظاہر کرتا ہے۔ حق کبھی مَرتا نہیں، اور حق کے سچّے دل سے ماننے والے بھی ایک ایسی زندگی جیتے ہیں جس کی کوئی موت نہیں۔ حتّٰی کہ جب وہ اس دنیا سے بھی پردہ فرماتے ہیں، تو تب بھی اُنہیں حق کے پرچم کو بلند رکھنے کی کوششوں کے باعث ہمیشہ یاد رکھا جاتا ہے۔ سچّائی حق ہے۔ یہ "نور" ہے۔ اور کون "نور" کی روشنی کو کبھی چُھپا سکتا ہے؟ چاہے آپ اس روشنی کو جتنا بھی جھٹلائیں، یہ پھر بھی دنیا پر خود کو ظاہر کرتی ہے۔ اولیاءِ کرام زندگی بھر اس روشنی کو پھیلاتے رہتے ہیں اور خود دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اِس "نور" کا حصّہ بن جاتے ہیں۔ اور جو بھی اُن کا ذکر کرتے ہیں، یا اُن سے سچّے دِل سے محبّت کرتے ہیں، وہ بھی اس "نُور" کا حصّہ بن جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ دلوں کی کثافت صاف ہوجاتی ہے اور حق کو زیادہ جِلا ملتی ہے جب کوئی ایسی محفل میں بیٹھتا ہے جس میں اولیاءِ کرام کا تذکرہ ہوتا ہے۔

اور جب ہم تذکرہِ چشت کرتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نور افشاں نام کے بغیر ہو جو سُلطان الہند، حضرت مُعین الدّین چشتی اجمیری، تاجدارِ ہند ہیں اور جو دلوں کے حکمران ہیں؟ آپکے سَرِمبارک پر ہندوستان

Marfat.com

کا تاج اس لئے سجایا گیا تھا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل کو اپنے محبوب کے قدموں میں رکھ دیا تھا۔ آپ کو اس دنیا کی حکمرانی سونپی گئی تھی کیونکہ آپ نے ایسی ذاتِ واحد کی غلامی قبول کی تھی جو نہیں مرتا۔ آپ کو غریب نواز کا دائمی نام دیا گیا تھا کیونکہ یہ نام بے شمار شکستہ اور زخمی دلوں کے لئے اُمید کا باعث بننے جارہا تھا۔

خواجہ غریب نواز، چشت کی وہ روشنی ہیں جو ہندوستان میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے داخل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ایک رات خواجہ غریب نواز کو خواب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جس میں حضورؐ نے آپؒ سے فرمایا کہ ہندوستان چلے جائیں کیونکہ وہاں اللہ کے محبوب خواجہ صاحب کی بے حد ضرورت ہے۔ یہ اعزاز البتہ بے سبب نہیں تھا۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے زیادہ پیارے مُرید تھے اور آپؒ برسوں اُن کی خدمت میں رہے تھے۔ یہ مُرشد کی نوری توجہ تھی جس نے اس چشتی ہیرے کی تراش خراش کی تھی جو پہلے ہی سے حضرت ابراہیم قندوزیؒ کی نگاہ کے شکار رہ چکے تھے۔ یہ نوجوان سیّد زادہ، جن کا نسب بارہویں پشت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے جاملتا ہے،

Marfat.com

۱۴ رجب ۵۳۶ھ ہجری کو ایک اُمیر تاجر خواجہ غیاث الدّین حسن کے گھر میں پیدا ہوئے، جو سِیستان میں رہتے تھے۔

تاتاریوں کی سفّاکی کے باعث سیّد غیاث الدّین خراسان ہجرت کر گئے، لیکن وہاں بھی مسلمانوں کا خون بہایا جارہا تھا۔ حضرت معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے سخت حالات میں دُنیا میں آنکھیں کھولیں۔ مگر ان مشکلات میں اُس وقت کئی گنا اضافہ ہوا جب آپ کے مہربان ولی باپ کا انتقال ہوا اور اپنے ۱۵ سالہ بیٹے اور گھرانے کو اس ظالم زمانے کے نشیب و فراز میں تنہا چھوڑ گئے۔ یہ نوجوان لڑکا اپنا زیادہ تر وقت اس باغ اور چکّی پر صرف کرنے لگا جو انہوں نے اپنے والد سے وارثت میں حاصل کی تھیں۔

لیکن مقدّر نے تو اِن کیلئے دوسرے منصُوبے تیار کر رکھے تھے۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ ایک ایسا شخص جو اللہ کے رسول ؐ کے پیشِ نظر ہو وہ دنیاوی امور میں اُلجھا رہتا۔ اِس لئے اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے پاس اُس وقت بھیجا جب نوجوان معین الدین درختوں کو پانی دے رہے تھے۔ جیسے ہی نوجوان لڑکے کی نگاہ اُن بزرگ پر پڑی تو انہوں نے اُن کو بڑا احترام دیا اور اُن کی خدمت میں انگوروں سے بھرے دو طشت پیش کئے۔ بزرگ نے اِن کو نِگاہِ لطافت سے دیکھا اور فرمایا: "معین الدین!

Marfat.com

بیٹھ جائیے۔" حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوزانوں بیٹھ گئے پھر بزرگ نے فرمانا شروع کیا: " آپ کی نوازش کا شکریہ۔ لیکن یہ سرسبز درخت، یہ مزیدار پھل، یہ جائیداد، یہ سب فنا ہو جائیں گے۔ آج یہاں بہار کا موسم ہے لیکن کل یہاں خزاں ہوگا۔ یہی گردشِ روز و شب ہے اور یہی نظامِ کائنات ہے۔ یہ چمن ختم ہو جائے گا، لیکن اللہ آپ کو دوسرا باغ عطا کرے گا جن کے درختوں کو اللہ قیامت تک گرم ہوا سے بچائے گا اور جو بھی اس کے میوہ جات کو چکھے گا، وہ پھر کبھی کسی دنیاوی نعمت کے قریب نہیں جائیگا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم ؒ نے اپنی گدڑی سے سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اُسے نوجوان معین الدین کے منہ میں رکھ دیا۔ یہ خواجہ صاحب کی زندگی کے ابتدائی ایام تھے اور اُس مبارک ہستی کی تجلّی اِس قدر شدید تھی کہ باغ اور چکّی کو فوری طور پر بیچ ڈالا اور خواجہ صاحب نے مشرق کی طرف رُخ کیا اُس نور کے زیرِ سائے میں جو اولیائے کرام کا حصّہ (مقدّر) ہے۔ یہ نیشاپور کے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے خواجہ صاحب کے دل کو اُس درجہ تک کھینچ لیا جہاں اُن کی محبّت کی زنجیروں نے اُن کو اُن کے مُرشد کا بے مول غلام بنالیا۔ یہ مکّہ مکرمہ تھا جہاں طوافِ کعبہ کے دوران حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محبوب

Marfat.com

مرید کو پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ: "الٰہی! معین الدین حاضر ہے۔ اپنے اس عاجز بندے کو شرفِ قبولیت عطا فرما" پھر جواب آیا کہ: "ہم نے اِسے قبول کیا بے شک یہ معین الدین ہے"۔ اِس قبولیت کے بعد یہ دونوں اولیاءِ کرام مدینہ شریف تشریف لے گئے اور اس مرتبہ روضۂ مبارک کے سامنے مرشد نے ایک بار پھر اپنے پیارے مُرید کو پیش فرماتے ہوئے بڑی محبت سے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں"۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے کانپتی ہوئی آواز میں عرض کیا: "اسلامُ عَلیک یا سیّدی المرسلین!" اور پھر اِرد گرد موجود لوگوں نے پیارے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب ارشاد فرماتے سنا کہ: "وعلیکمُ السّلام یا سلطان الہند!" اس طرح اُس دن سے "سلطان الہند" کا تاج حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سَرِ مبارک پر سجایا گیا اور بے شک یہ تاج آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سَرِ مبارک پہ اَبدالآباد تک سجا رہے گا۔

یہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس کا مقام تھا جہاں سب سے پہلے حضرت خواجہ صاحب کے قدمِ مبارک داخل ہوئے۔ یہ ایک ولی کا دوسرے ولی کے خیر مقدم جیسا تھا اور یہ فیض ۴۰ روز تک حضرت خواجہ صاحب پر برستا رہا جو آپ رح

Marfat.com

کے چلّے کی مدّت تھی۔

ہندوستان، خواجہ صاحب کے لئے بالکل ہی ایک نئی جگہ تھی اور خاص طور پر اُن صنم پرستوں کے دلوں تک اللہ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی زبان کو سیکھنا ضروری تھا۔ آپ نے اس مقصد کے لئے پانچ سال تک ملتان میں قیام کیا۔ یہاں سے آپ دہلی گئے اور پھر وہاں سے مستقل قیام کیلئے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ یہ شہر آگرہ کے جنوب میں تاڑاگڑھ کے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ کئی راجاؤں کی حکمرانی کے بعد اُس وقت وہاں راجہ پرتھوی راج کا دور تھا جب اجمیر کی خوش حالی میں بہت اضافہ ہوا تھا۔ اُس کا ایک قلعہ تھا جس کی بُنیادیں راجہ بجے پال نے رکھیں تھیں لیکن اُس کو مکمل پرتھوی راج نے کیا تھا اور اُسے پورے ہندوستان میں سب سے زیادہ مضبوط سمجھا جاتا تھا۔ جب سلطان الہند اجمیر پہنچے تو آپ نے گھاس پھوس سے ایک کُٹیا بنائی اور اُس میں چند ضروری اسباب کے ساتھ رہنا شروع کیا، یعنی ایک مصلّٰی، ایک پانی کا برتن اور ایک جوڑا کپڑے کے ساتھ۔ کچھ دنوں تک تو مقامی لوگوں نے سمجھا کہ یہ ایک اور جوگی ہیں، لیکن جب وہ آپ کی کٹیا کے قریب گئے تو انہوں نے آپ کو بالکل ہی مختلف پایا۔ تجسّس اور آپ کے

Marfat.com

نورانی چہرے کے باعث اِن ہندوؤں نے آپ کے پاس آنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ آپ کے دینِ حق کی تبلیغ سے متاثر ہونے لگ گئے۔

خوبصورت اَنا ساگر دَریا کے قریب، ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے قیام کرنے والے اِس نئے درویش کی خبر جو لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلا رہے تھے، راجہ پرتھوی راج تک پہنچی۔ غصّے کے عالم میں راجہ نے اپنے سپاہیوں کو دَریا کے اطراف تعینات کیا تاکہ خواجہ صاحب اور اُن کے مُرید دَریا سے پانی نہ لے سکیں۔ مگر اُس کو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کشف و کرامات کے بارے میں ذرا بھی آگاہی نہیں تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو راجہ کی طرف سے اِس پابندی کا علم ہوا تو آپ نے اپنے ایک مُرید سے فرمایا کہ وہ دَریا سے فقط ایک پیالہ پانی بھر کر لائے۔ کہتے ہیں کہ جب مُرید نے پیالے میں پانی بھرا تو پورا دَریا سوکھ گیا اور اُس کے ساتھ ہی قرب و جوار کے تمام کنویں اور چشمے بھی سُوکھ گئے۔ اِس سے پورے اجمیر میں ایک ہلچل سی مچ گئی اور جس کسی نے اُس کے بارے میں سنا، وہ اپنے کانوں پر بھروسہ نہیں کرسکتا تھا۔ جلد ہی پرتھوی راج نے خاموشی سے اپنے کچھ آدمی اس ولی کے پاس بھیجے، جنہوں

Marfat.com

نے جاکر اپنی بدعملی پر معافی مانگی اور درخواست کی وہ انہیں معاف کردیں۔ یہ دراصل لوگوں کی بغاوت کا خوف تھا جس نے راجہ کو جھکنے پر آمادہ کیا تھا لیکن اُس کی نفرت جاری رہی اور اُس نے خود کو اور اپنے لوگوں کو یہ باور کرایا کہ اِس درویش کے پاس جادوئی طاقتیں ہیں اور صرف ایک مضبوط تر جادوگر ہی اِس مسلمان فقیر کے اثرات کو ختم کرسکتا ہے۔ اُس کے بعد متعدد جادوگروں کو درویش کے جھونپڑے کی طرف روانہ کیا گیا مگر کسی نہ کسی طرح اُن کے جادو کا اَثر ایک حد سے آگے نہیں جاپاتا اور وہ ناکام ہو کر لوٹتے۔

مگر پرتھوی راج کے دل میں مسلمانوں کے لئے سخت نفرت بھری تھی اور اِس نفرت کی اَصل وجہ پرتھوی راج اور شہابُ الدین غوری کے درمیان وہ جنگ تھی جس میں مسلمان حکمران کو شکست ہوئی تھی۔ اِس شکست سے شہاب الدین غوری کو اتنی تکلیف ہوئی تھی کہ اُس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنا جنگی لباس اُس وقت تک نہیں اُتارے گا جب تک کہ وہ راجہ پرتھوی راج کو زنجیروں میں جکڑا اپنے سامنے نہیں دیکھے گا۔ دوسری صورت میں اُس کا جنگی لباس اُس کا کفن بن جائے گا۔

Marfat.com

اس کامل درویش کے ہاتھوں سے پرتھوی راج کے جادوگروں کی شکست کے بعد، اجمیر کی پوری فضاء پریشان اور بے چین تھی۔ اِس مرتبہ پرتھوی راج نے اپنے عظیم ترین جادوگر جوگی جے پال کو مقابلہ کرنے کیلئے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اِس میں غرور و تکبّر اِس قدر تھا کہ کہا کرتا تھا کہ: "پورے ہندوستان پر میرے علم کی حکومت ہے اور یہ میرے اختیار میں ہے کہ میں اقتدار کس کے حوالے کروں اور کس سے چھین لوں۔" "آج میں اس مسلمان درویش کو ایسا سبق سیکھاؤں گا کہ یہ اِس زمین پر اُن کا آخری دن (ثابت) ہوگا اور اُس کے بعد کوئی اچھوت کبھی یہ جُرأت نہیں کریگا کہ ہماری مقدّس زمین پر قدم رکھے۔" تو اِس طرح اُس کے شاہانہ جلوس میں ۵۰۰ (پانچ سو) جادوگر شامل تھے جو آسمان تک آگ اُچھال رہے تھے اور سانپ اُن کے ساتھ اُڑ رہے تھے۔ یہ جادوئی ڈرامہ کچھ دیر تک چلتا رہا، لیکن جیسے ہی وہ خواجہ صاحب کے جھونپڑے کے قریب پہنچے تو آگ اَز خود بُجھ گئی اور سانپ غائب ہوگئے۔ جے پال نے فخری انداز میں کہا: "میں جوگی جے پال ہوں، ہماری حکومت اِن پہاڑوں اور زمین پر ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اس جگہ سے چلے جائیں۔" لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انچ بھی ہلے

Marfat.com

بغیر جواب دیا: "ہم یہاں واپس جانے کے لئے نہیں آئے ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آسمانی قہر کس پہ نازل ہوگا۔"

یہ سن کر جادوگر نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی جس سے ایک رسّی نمودار ہوئی جس کا ایک سِرا اُس کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا سِرا آسمان کی بلندیوں میں چھپا ہوا تھا۔ جادوگر نے کہا: "میں آسمان پر چڑھ رہا ہوں اور وہاں سے میرا عذاب آپ پر بجلی کی طرح پڑے گا۔" یہ کہہ کر وہ اوپر چڑھنے لگا اور جلد ہی آسمان میں کہیں پوشیدہ ہوگیا۔ جب خواجہ صاحب نے یہ منظر دیکھا تو آپ نے اپنے نعلین اُتارے اور اُنہیں آسمان کی جانب اُچھالا اور فرمایا: "اس ساحر کو زمین پر لاؤ جو مسلمانوں کو تباہ کرنے آسمان پر گیا ہے۔" اور پھر دنیا نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ جوگی جے پال نیچے اُترتے چیخ رہا تھا اور خواجہ صاحب کے نعلین اُس کے سَر کو لوہے کے سَریے کی طرح پیٹ رہے تھے۔ شکست خوردہ جادوگر سُلطان الہند کے قدموں میں آگرا اور رونے لگا۔ خواجہ صاحب نے اُسے اُٹھایا اور پیار بھرے لہجے میں فرمایا کہ: "دُنیا میں صرف خدا پرستوں کی بات حق ہے اور بلآخر حق کو ساری کائنات میں غلبہ حاصل ہو کر رہے گا۔" یہ جوگی کی زندگی کا کایا پلٹ لمحہ ثابت ہوا جب اُس نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر

Marfat.com

اپنی راہ تاریکی سے نورُالحق کی طرف موڑلی ۔ اللہ کے ولیوں کی ایمانی قوّت کا زور ایسا ہوتا ہے ۔ بعد میں جے پال کو اسلامی نام عبداللہ صحرائی کے نام سے نوازا گیا اور وہ اپنے مُرشد کے نہایت قریب ہوگئے ۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " فوائد السالکین " میں، جس کی ترتیب خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے، لکھا ہے کہ (ایک مرتبہ) وہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر تھے ۔ یہ وہ وقت تھا کہ پرتھوی راج ابھی زندہ تھا اور کہا کرتا تھا : " کیا ہی اچھا ہو کہ یہ فقیر یہاں سے چلا جائے " اُس وقت کئی دوسرے درویش وہاں موجود تھے ۔ جب کسی نے یہ جملہ خواجہ صاحب رح کے سامنے دہرایا، جو اُس لمحے حالاتِ سُکر میں تھے، آپ رح فوراً ہی مراقبے میں چلے گئے اور مراقبے کے دوران آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے سُنے گئے : " ہم نے پرتھوی راج کو زندہ ہی مسلمان کے حوالے کیا "

تو کہا جاتا ہے کہ ایک قلیل عرصے میں سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر نے اجمیر پہ چڑھائی کردی اور ایک شدید جنگ کے بعد لشکر نے راجہ پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا ۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیان یہ کہتے ہوئے ختم کیا کہ : " اِس

Marfat.com

سے معلوم ہوتا ہے کہ درویش ایک پیالے میں آگ رکھتے ہیں (یعنی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں) اور دوسرے میں پانی (یعنی نفع بھی پہنچا سکتے ہیں)۔"

ایک دوسری کرامت کا ذکر بھی کتاب سیرتُ الاقطاب میں ہے جس کے مطابق ایک عورت روتی ہوئی خواجہ صاحبؒ کی خانقاہ تک پہنچی۔ جب وہ داخل ہوئی تو فوراً ہی اِس ولی کے قدموں میں گر پڑی اور روتی ہوئی بولی: "میں یہاں اپنے بیٹے کو حاصل کرنے آئی ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی دعا سے میرا گُم شدہ بیٹا واپس آئے گا۔" جب دوسروں نے عورت کو دِلاسا دیا تو اُس نے کہا: "میں ایک غریب بیوہ ہوں جِس نے اپنے بیٹے کی پرورش اکیلے ہی کی تھی جب سے وہ دو سال کا تھا۔ جب وہ بڑا ہوا تو شہر کے ظالم قانون نے میرے بیٹے کو شکنجے میں لے لیا۔ ایک امیر آدمی کے بیٹے نے ایک غریب لڑکے کو قتل کردیا تھا جو میرے بیٹے کا ہی دوست تھا۔ با اَثر لوگوں نے اِس قتل کا الزام میرے بیٹے پر لگادیا جس کو پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اَب میں اپنے بیٹے کی میّت کو اکیلے چھوڑ کے آپ کے پاس آگئی ہوں۔" جب خواجہ صاحب نے یہ سنا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ کے لبوں

Marfat.com

سے یہ الفاظ نکلے : "اے اللہ ! اپنے بندے معین کی مدد کریں، آپ اس کی حقیقت کو جانتے ہیں" دراصل ..... حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین نے یہ کھیل کھیلا تھا اور اس غریب عورت سے کہا تھا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کے لئے جاکر کہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا : "مجھے اپنے بیٹے (کی میّت) کے پاس لے جائیں" روتی ہوئی ماں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مُریدین کو ساتھ لے کر اُس جگہ لے گئی جہاں اُس کے بیٹے کی میّت رکھی ہُوئی تھی۔ تھانے کا گارڈ یہ دیکھ کر غصّہ میں آگیا لیکن جب اُس نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سُنی تو خاموش ہوگیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے : "ہم اس لڑکے کو لے جانے کیلئے ہی آئے ہیں" پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں موجود ہر ایک سے عصر کی نماز ادا کرنے کے لئے کہا اور کافی دیر تک آپؒ دُعا فرماتے رہے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ پھر اچانک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا۔ خواجہ صاحبؒ نے لاش کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا : "اگر تو مظلوم ہے تو خُدا کے حکم سے زندہ ہوجا" جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے لڑکے کی لاش میں حرکت ہوئی اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ ماں اور بیٹا دونوں ولی کے

Marfat.com

قدموں میں گر گئے۔ مجمع میں سکتہ طاری ہو گیا۔ کوئی بھی ماں اور بیٹے کو خواجہ صاحب کے ساتھ جانے سے روک نہیں سکا۔

پورے شہر میں اِس سے ہلچل مچ گئی، لیکن خواجہ صاحبؒ ہر ایک کو یہ کہہ کر پُر امن رکھنے کی ہدایت کر رہے تھے کہ: "کسی فریب میں نہ آنا۔ یہ اُسی قدرت کا ادنیٰ نمونہ ہے جس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور ابو البشر آدمؑ کو ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیا۔ وہ جس طرح چاہے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ ایک بندے کا اپنے مالک سے اتنا تعلق ضرور ہونا چاہیئے کہ بندہ جو درخواست کرے، اللہ اُسے قبول فرمائے۔"

اے اُمّتِ محمّدی! یہ تو محض ایک مثال تھی سلطان الہند، حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ معرفت کی۔ کون بھلا اِس ولی کے اصل مقام کو جان سکتا ہے؟ بے شک اللہ کے محبوب، اللہ کے عاشق، وہ خاص لوگ ہیں جن کے تذکرے دِلوں کو ہمیشہ گرماتے رہیں گے اور رُوح کو جِلا بخشتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دَرجات کو بلند تر فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہم سب پر برستا رہے۔

آمین!

ثم آمین!

Marfat.com

۲۴ مئی ۲۰۱۳ء
۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

توبہ (حصّہ اوّل)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے اسماءِ حُسنیٰ اس دنیا کو قوت بخشتے ہیں ؛ جو بِن مانگے ہر شے عطا کرتا ہے اور جس کی رحمت اُس کی اُن تمام مخلوقات پر بارش کی طرح برستی ہے جو اُس سے نسبت رکھتی ہے۔

دُرود و سلام رحمت اللعالمین پر جو رسولِ آخر الزّمان ہیں اور جو اپنے محبُوب کا نور ہیں۔

٭

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔

سلامتی ہو تمام عارفی نوریوں پر جو محبّت کی قدر کو جانتے ہیں اور جو دل جوئی کرنا سیکھ رہے ہیں۔

وقت تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ ہر روز نیک اور قابلِ ذکر کام کرنے کے نئے موقعے ہوتے ہیں کیونکہ ہر نیا دن آپ کے اللہ کی طرف سے ایک رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک نیا

Marfat.com

دن اِس لئے عطا کرتا ہے تاکہ آپ ایک نیا آغاز لیں ، تاکہ آپ توبہ کریں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں ، مگر شرط یہ ہے کہ آپ کے دل کو اس کا احساس ہو ۔ اُسے توبہ کی اہمیت کو اچھّی طرح جاننا چاہیئے ۔

وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے ۔ ضائع کرنے کے لئے وقت بہت کم ہے ۔ اللہ نے ہر شخص کو سانسوں کی خاص تعداد دی ہوئی ہے اور جیسے ہی یہ سانسیں ختم ہوتی ہیں ، تو پھر اس پوری کائنات میں کسی بھی مرنے والے کو کوئی اضافی سانس نہیں دے سکتا ۔ وہ جنہوں نے یہ سانسیں استعمال کر ڈالی ہیں اور زمین کے نیچے دفن ہوگئے ہیں ، وہ کسی صُورت میں بھی گُذری ہوئی سانسوں کو واپس نہیں لا سکتے ۔ وہ چاہیں گے کہ وہ سانسیں اُن کو واپس مل جائیں تاکہ وہ دنیا میں لوٹ کر اپنے اللہ کی مکمل اطاعت میں رہ سکیں ۔ یہ اس لئے کہ اَب مَوت کی نیند سوجانے کے بعد انہیں دوسری دُنیا کی اس حقیقت کا عِلم ہوچکا ہے جو اُن پر ظاہر ہوچکی ہوگی ۔ دنیا کے تمام جھوٹے وعدے اُن کے لئے افسوس اور شرمندگی کا باعث بن گئے اور ضائع شدہ وقت کا افسوس اُنہیں زیادہ قابلِ رحم اور بے سہارا بنا دیتا ہے ۔ اُن کی طرف سے افسوس

Marfat.com

اِس لئے ہے کیونکہ انہوں نے نہایت قیمتی وقت ضائع کیا؛ یعنی وہ وقت جو انہیں اللہ نے اطاعت کے لئے دیا ہوا تھا اُسے خودغرضانہ مشاغل میں برباد کر دیا۔

اس سارے معاملے کو سمجھنے کیلئے آیئے مولانا رومیؒ کی مثنوی سے ایک حکایت کی مثال لیتے ہیں: کہتے ہیں کہ: ایک بار دَریا میں سیلاب آگیا جس کی وجہ سے قریب کے کچھ گڑھے بھی پانی سے بھر گئے۔ اتفّاق سے اُن گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں دریا کی تین۳ مچھلیاں بھی آگئیں۔ اُن مچھلیوں میں سے ایک عقلمند تھی، دوسری نیم عقل تھی اور تیسری بالکل ہی بے عقل تھی۔ تینوں مچھلیاں اُس گڑھے میں ہنسی خوشی اُس وقت تک رہنے لگیں جب ایک دن ایک مچھیرا وہاں پہنچا اور اُس نے اُن مچھلیوں کو دیکھ لیا۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اگلے روز اپنے جال کے ساتھ آکر اِن کا شکار کرے گا یعنی اُن تین مچھلیوں کا۔ مچھیرے کے چلے جانے کے بعد عقلمند مچھلی نے دوسری دو۲ سے کہا: "ہمیں چاہیئے کہ ہم اس گڑھے سے نکل کر دریا تک پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ خود کو اس آدمی سے بچا سکیں۔" اِس پر نیم عقل مچھلی نے کہا: "میں نے بھی وہ

Marfat.com

سنا جو مچھیرے نے کہا۔ لیکن مجھے یہ بھی یاد ہے کہ رسُول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ: " وطن کی محبّت جزوِ ایمان ہے۔ اس لئے میں اپنا وطن نہیں چھوڑوں گی ۔" عقلمند مچھلی نے کہا کہ: "میں بھی جانتی ہوں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، مگر آپ لوگوں نے وطن کے بارے میں اِس عارضی قیام کو غلط سمجھا ہے۔" اِس پر بے وقوف مچھلی نے کہا: "تم دونوں بلا ضرورت خوفزدہ ہو رہی ہو۔ چاہے مچھیرا کچھ بھی کرے، وہ مجھے نہیں پکڑ سکے گا۔" عقلمند مچھلی نے کہا کہ: "تم لوگوں کو سمجھانا میری ذمّہ داری تھی۔ اَب تم اِس کو سمجھتی ہو یا نہیں، اِس کا دار و مدار تمہارے اپنے ذمّے ہے۔ اِس لئے میں تو دَریا کی جانب روانہ ہو رہی ہوں چاہے یہ تم کو اچھا لگے یا نہیں۔" یہ کہتے ہوئے عقلمند مچھلی دریا کے لئے روانہ ہوگئی اور تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے دَریا تک پہنچ گئی۔

دوسرے دن مچھیرا آیا اور دونوں مچھلیوں کو پکڑ لیا مگر قدرِے عقلمند نے سانس لینا بند کیا اور مَرنے کا ڈھونگ رچایا۔ اِس لئے مچھیرے نے اُسے دریا میں پھینک دیا۔ اِس طرح یہ مچھلی بھی بچ گئی۔

لیکن بے عقل مچھلی جس نے سوچا تھا کہ مچھیرا اُسے

Marfat.com

کبھی پکڑ نہیں سکے گا ، وہ مکمل طور سے جال میں آگئی اور اُس کا دُکھ اور پشیمانی اُسے اِس انجام سے نہ بچا سکے "

اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف عقلمند لوگ جو اپنی مستقبل کی زندگی کے بارے میں سوچتے ہیں اور اُس کے لئے تیار رہتے ہیں ، وہی خود کو عاقبت کی شرمندگی اور سختیوں سے بچا سکتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو یہ سوچتے ہیں کہ کون اُنہیں کبھی پکڑ سکے گا اور کون اُن کے اعمال کے بارے میں پُوچھے گا ، وہ اُس جال میں پھنسی ہوئی مچھلی کی طرح ہوں گے جس نے عقلمندی سے کام نہیں لیا تھا۔

دوسری دنیا کی منزلیں نہایت مشکل ہیں۔ وہ آپ کے سَر پہ منڈلاتی تلواروں کی طرح ہیں۔ وہ آپ پہ وار کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہیں جیسے ہی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو آپ کو لے جانے کا حکم ملے۔ ایسے لوگوں پر صَد افسوس جو اُس بے عقل مچھلی کی طرح یہ سوچتے ہیں کہ وہ اُن کے ہاتھوں کبھی پکڑے نہیں جا سکتے۔

یہی بات عَاد کی قوم کے لوگوں نے سوچی تھی کہ وہ کبھی نہیں مَریں گے اور کوئی اُن سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھ گچھ کرے گا۔ وہ حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً ۲۰۰۰ سال

Marfat.com

پہلے رہتے تھے ۔ وہ بُت پرست تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح بڑے ماہر سنگ تراش تھے ۔ اُن کے خدا بھی یکساں تھے ۔ وُدّ ، سَوا ، یَاغُوث ، یَعُقِین اور نصر ۔ اقتدار اور دولت نے عاد کے لوگوں کو اتنا سرکش بنا دیا تھا کہ وہ بھول گئے تھے کہ اُن کا پیدا کرنے والا کون ہے اور اُنہیں کس کے پاس لوٹ کر جانا ہے ۔

لیکن اللہ بغیر خبردار کئے اور ہدایت کئے کبھی سزا دینا شروع نہیں کرتا ۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے پاس حضرت ہُودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ۔ اس پیغمبرِ پاک نے اُن کو اللہ کی طرف واپس بلایا اور فرمایا : ”بُتوں کو بنانا اور اُنہیں پُوجنا چھوڑ دو ۔ وہ نہ آپ کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی طرح کا کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں ۔ اُس کی طرف آجاؤ جس کے ہاتھ میں سارے اختیارات اور قوتیں ہیں ۔ اُس کی طرف آؤ جو تم کو معاف کر دے گا اور تم پر کرم فرمائے گا“ مگر عاد کے لوگ اِن باتوں سے مشتعل ہو گئے اور اُن کی سرکشی نے اُن کو یہ کہنے پر مجبُور کیا کہ : ” اے ہُودؑ ! آپ ہمارے پاس کوئی اچھی دلیل نہیں لائے ؛ ہم آپ کی خاطر اپنے خُداؤں کو نہیں چھوڑ سکتے اور ہم آپ پر ایمان نہیں لائینگے ۔“

Marfat.com

اور جس طرح سُورۂ ہُود میں فرمایا گیا کہ: "اور عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہُود کو بھیجا جنہوں نے اپنے لوگوں سے کہا: اے میرے لوگو! اللہ کی عبادت کرو آپکا کوئی خدا نہیں سِوائے اُس (اللہ) کے۔ آپ لوگ کچھ بھی نہیں کر رہے سِوائے جھوٹ تراشنے کے۔ اے میرے لوگو! میں اس کے لئے آپ سے کوئی انعام (معاوضہ) طلب نہیں کرتا۔ میرا انعام اُس کے پاس ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اے میرے لوگو! اپنے ربّ سے مغفرت مانگو۔ اُس سے توبہ کرو۔ وہ آپ پر آسمان سے بہت زیادہ بارشیں برسائے گا اور وہ آپ کی قوّت کو بڑھائے گا۔ اعترافِ گناہ میں اُس سے دُور مَت بھاگو۔"

(سُورۂ ہُود : ۵۲ - ۵۰)

تو یہ تھا بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے زبردست گوش مالی۔ لیکن پھر بھی لوگوں کی بے حِسی میں اضافہ ہی ہوا، انہوں نے ہنسی اُڑائی اور پیغمبر کو یہ کہہ کر دُھتکار دیا کہ: "ہم کو نظر آرہا ہے کہ ہمارے خداؤں کی پھٹکار کی وجہ سے آپکی حالت خراب ہوگئی ہے۔ آپ پاگل اور دیوانے ہوگئے ہیں۔"

آخر کار پیغمبر ہودؑ نے اعلان کیا کہ اگر عاد کے لوگوں نے اپنی نافرمانی کو جاری رکھّا، تو اُن کے لئے بربادی کے

Marfat.com

سِوا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ انہیں راہِ راست کی طرف بلا یا گیا، انہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی مثال عبرت کے طور پر بھی دکھائی گئی تاہم انہوں نے ماضی سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور نہ ہی اُس رہنما سے کچھ سیکھا جنہیں اللہ نے اُن کے پاس بھیجا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے اُن کی آنکھیں بند ہوں، اُن کے کان بند ہوں اور اُن کے دل بھی بند ہو گئے ہوں۔ قومِ ہُود اُس مچھلی کی مانند تھی جو اپنی بے وقوفی کی وجہ سے مچھیرے کے جال میں پھنس گئی تھی۔ اِسی لئے اُن کے انجام پر کسی کو حیرانگی نہیں ہونی چاہیئے۔ قہرِ الٰہی کی پہلی نِشانی پورے ایک سال کی خشک سالی کی صُورت میں سامنے آئی۔ عاد کے لوگ اس سے بڑی حَد تک پریشان ہو گئے اور پیغمبر ہُود علیہ السلام کو اُن پر رحم آیا اور ایک بار پھر انہیں اللہ کے پیغام کی طرف بلایا، لیکن قومِ ہُود پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور اُن کی مخالفت میں اضافہ ہوا۔ پھر خوفناک عذاب اُن پر ہر طرف سے آیا۔ ۸ دن اور ۷ راتوں تک ایک زبردست طوفان اُن پر سے گزرا جس سے ہر چیز تہہ وبالا ہو گئی۔ وہ جو سمجھتے تھے کہ کبھی نہیں مَریں گے، وہ شہزور لوگ درختوں کے اُن تَنوں کی طرح جن کو طوفان نے زمین بوس

Marfat.com

کردیا ہو۔ وہ آنے والی تمام نسلوں کے لئے نِشانِ عبرت بن گئے۔ عذاب وسَزا اُن پر اِس لئے پڑا کہ وہ اُس کے حقدار بَن چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: "چونکہ عاد کے لوگ زمین پر مغرور ہوچکے تھے بغیر کسی حق کے اور وہ کہتے تھے کہ: "طاقت میں ہم سے زیادہ کون بڑھ کر ہے؟ کیا اُن کو نظر نہیں آسکتا تھا کہ اللہ، جس نے اُن کو پیدا کیا ہوا تھا اُن سے زیادہ طاقت اور قدرت والا ہے؟ انہوں نے ہمارے نازل کردہ احکامات سے انکار کیا۔ اِسی لئے ہم نے اُن پر ایک طوفانی ہوا سے حملہ کیا تاکہ وہ ذلّت کے عذاب کو چکھ سکیں اِس دنیا کی زندگی میں۔ اور بے شک قیامت کی تباہی اُن کے لئے زیادہ شرمناک ہوگی اور اُس میں اُن کی کوئی مدد نہیں ہوگی۔" (سُورۂ حٰمٓ سجدہ۔ ۱۵-۱۶)

عاد کی قوم کی کہانی آج کے حالات پر بھی صَادق آتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عَاد کے لوگوں کی ہلاکت آج کے زمانے میں زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے احکامات پر کان نہیں دھرتے۔ وہ اپنی طاقت اور دولت کے باعث اتنے مغرور ہیں کہ انہیں دوسروں کے حقوق پر

Marfat.com

ڈاکہ ڈالنے سے کچھ نہیں روک سکتا۔ انہیں اس کا احساس ہی نہیں کہ جب ایک دُکھی رُوح اپنے ربّ کے آگے فریاد کرتی ہے، تو ایسے بدکاروں کے توبہ کرنے کا وقت کم ہونا شروع ہوتا ہے۔ جب ایک مظلوم کی دُعا عرش کو چھُوتی ہے تو اُس شخص اور اُسکے مانگے جانے والے انصاف کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی۔ مظلوم کی دُعا سے ہمیشہ ڈرتے رہیں۔ جب یہ آسمانوں کی طرف بُلند ہوتی ہے تو پھر کوئی بھی اُسے بلند ہونے سے نہیں روک سکتا اور اُس کے نتیجے میں یقیناً زمین پر انصاف فراہم کیا جائے گا اور یومِ حساب پر بھی کیونکہ کون ہے جو سچائی کو دوسروں کے آگے ظاہر ہونے سے روک سکتا ہے؟

زندگی میں آنے والے ہر دن کو ایک موقع جانیئے اپنے ماضی کی غلطیوں کو درست کرنے کا، گزرے ہوئے سالوں کے داغ دھبّوں کو صاف کرنے کا اور اُن غلطیوں کے لئے توبہ کرنے کا جو جہالت اور حماقت کے باعث آپ سے سرزد ہوئی ہیں۔ سادہ زندگی بسر کرنا سیکھئے۔ اِس دنیا سے بہت زیادہ اُمیدیں نہ باندھیئے۔ یہ دُنیا بھلا آپ کو کیا دے سکتی ہے جو خود ہی نہ ختم ہونے والے

Marfat.com

انتشارات کا شکار ہے جس میں ہر انسان فریب اور جھوٹی اُمیدوں میں مُبتلا ہے۔

اے اُمّتِ محمّدی ! ذرا سوچئے تو سہی کہ اللہ نے آپ سَب کو کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا ہے۔ آپ کو سب سے خوش قِسمت ترین اُمّت بنایا، اپنے محبوب رسُول ﷺ کی اُمّت بنایا، وہ اُمّت جس کا حِصّہ بننے کے لئے انبیاء آرزو مند رہا کرتے تھے۔ آپ کو بہترین ہدایت سے نوازا ہے، بہترین دوستوں اور اُستادوں سے نوازا ہے جو آپکی تعلیم کے لئے ہر وقت دنیاوی حیات کے نشیب و فراز میں آپ کی رہنمائی کے لئے موجود ہیں۔ آپ لوگ اُن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں جن کے کمالات نے اُنہیں مسجُودِ ملائک بنایا، اُن انسان کی اولاد ہیں جن کے لئے آگ گلزار بنادی گئی اور وہ جن کے لئے دریا کو دو حصّوں میں شَق کرکے راستہ بنایا گیا۔

اللہ کی تمام دوسری مخلوقات میں یہ ہے اِنسان کا مقام و مرتبہ اور آپ سب کا مَرتبہ۔ اے اُمّتِ محمّدی ! یہ ہے کہ سِدرۃُ المنتہیٰ بھی رسُولِ پاک ﷺ کے قدم مبارک کو آگے جانے سے نہیں روک سکا۔ اِس طرح آپ ﷺ

Marfat.com

نے آپ سب کے لئے اپنے ربّ تک پہنچنے کا ایک سیدھا راستہ کھول دیا۔ اور یہ آپ ﷺ نے اپنے ہر ایک اُمتی کے لئے کھول دیا ہے۔ تو آپ کو اُن بلندیوں تک پہنچنے کے لئے کون سی چیز روک رہی ہے؟ محبّت کی اِس راہ پر دوڑنے سے آپ کو کون روک رہا ہے، وہ راستہ جو سیدھا آپ کے ربّ کی جانب جاتا ہے۔ اس راہ کے تقاضے بھی آپ سے کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ یہ آپ سے صرف ایک چیز مانگتی ہے اور وہ چیز ہے آپ کا دِل، ایک صاف اور وفادار دِل۔

اس راہ کا صرف یہی تقاضا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اِس تقاضے کو پُورا کرنے کے اہل نہیں ہیں، تو تب بھی اِس راہ کی دُعا کریں اور یہ دُعا سچّی نیّت سے کریں۔ حتّٰی کہ یہ آرزو بھی آپ کیلئے بہت زیادہ فائدے مند ہوگی۔ جلد ہی آپ دیکھیں گے کہ کئی ہاتھ آپکی طرف بڑھیں گے تاکہ وہ آپ کو اِس سفر پر چلائیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے مُرشد کا ہاتھ بڑی محبّت، ادب اور اِحترام سے تھامیں اور تھوڑی ہی دیر میں آپ کو کئی اولیاء اللہ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں محسوس ہوں گے۔ اور اگر آپ اپنی

Marfat.com

توجّہ قبلے کی طرف مرکوز رکھیں اور مزید کے لئے آپ کی آرزو
بڑھتی جائے اور یہ خواہش ایک لمحے کے لئے بھی ختم نہ ہو
تو پھر جلد ہی آپ کو اپنے ہاتھ میں ایک خاص الخاص ہاتھ
محسوس ہوگا ، یعنی رسُولِ پاک ﷺ کا دستِ مبارک جو بڑی
محبّت اور نہایت کرم سے آپ کو سفر کے آخر تک لے چلے
اور اس سے بھی آگے ، (انشآءاللہ) !

آمین!

ثم آمین!

Marfat.com

۳۱، مئی ۲۰۱۳ء
۲۰، رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

توبہ (دوسرا حصّہ)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو ہر ایک دِل کا راز دان ہے اور جو گنہگاروں کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ اُن سَب کی توبہ قبول کرتا ہے جو صدقِ دل سے اُس سے معافی طلب کرتے ہیں۔

دُرود و سَلام احمدِ مجتبیٰ، محمّدِ مصطفیٰ ﷺ پر، وہ جن کا اسمِ گرامی سونے کے حروف سے لوحِ عظیم پر لکھا ہُوا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اللہ کے محبُوب کے تمام عاشقوں پر جن کے دلوں میں بے شک (محبّت کا) ایک قیمتی خزانہ ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی ایک حکایت ہے کہ ایک بار اُس علاقے میں زبردست قحط پڑا جہاں آپ رہتے تھے۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کے تمام افراد جمع ہو گئے اور اپنے رسولؑ کے پاس گئے اور اُن سے بارش کے لئے دُعا کرنے کی درخواست کی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آبادی سے ستّر ہزار (۷۰،۰۰۰) آدمی ساتھ لئے اور ایک ویرانے میں جا کے دُعا فرمائی کہ: "الٰہی ہم پر بارش برسا اور اپنی رحمت ہم پر پھیلا شیر خوار بچّوں کے صدقے، وہ چرنے چُگنے والے جانور کے صدقے اور نمازی بوڑھوں کے واسطے" مگر اس کے باوجود آسمان زیادہ صاف ہوا اور سورج زیادہ گرم ہوگیا۔ (یہ دیکھ کر) حضرت موسیٰؑ نے دوبارہ عرض کیا: "اے میرے پروردگار! تیرے سامنے میرا رتبہ کم ہوگیا ہے تو میں نبیِ آخر الزّماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا کرتا ہوں ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما"

وحی آئی: "اے موسیٰ! میرے نزدیک آپ کا رُتبہ کم نہیں ہوا ہے اور نہ ہی آپ کی وجاہت میں کمی آئی ہے، مگر اِن لوگوں میں ایک ایسا شخص ہے جو ۴۰ سال سے گناہ کے ذریعے مجھ سے برسرِ پیکار ہے۔ آپ اعلان کر دیں کہ وہ شخص آپ کے صحابہ میں سے نکل جائے۔ میں نے اِسی کی وجہ سے بارش روک دی ہے" پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: "مالکُ المولیٰ! میری یہ کمزور آواز میرے اِن تمام لوگوں تک کس طرح

Marfat.com

پہنچے گی جبکہ اُن کی تعداد ستّر ہزار (۷۰,۰۰۰) ہے ؟" غیب سے
وحی آئی کہ : " بات کرنا آپ کا کام ہے اور آپ کی آواز کو لوگوں
تک پہنچانا میرا کام ہے ۔" اِس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان
کیا کہ : " اے وہ شخص جس نے ۴۰ سال تک گناہ کر کے اللہ
سے جنگ کی ہے یہاں سے نِکل جاؤ ۔ یہ تمہاری بد اعمالیوں کا
سَبب ہے کہ بارش بند ہے ۔" یہ اعلان سُن کر اُس خاص
آدمی نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی اور شخص تو کھڑا نہیں ہوا
نِکل جانے کے لئے لیکن کوئی بھی نہیں اُٹھا ۔ تو وہ شخص سمجھ
گیا کہ اعلان اُسی کے لئے تھا ۔ اِس لئے اُس نے مارے
شرم کے اپنا منہ چادر میں چھپایا اور صدقِ دل سے توبہ کی
اور پکارا : " اے غفُور الرّحیم ! مَیں آپکا ۴۰ سال تک نافرمان
بندہ تھا اور آپ نے کبھی مجھ سے نہیں پوچھا ۔ اَب میں
آپ کے پاس توبہ کرنے حاضر ہوں ، مجھے قبول کیجئے ۔"
ابھی یہ مناجات ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک بڑا بادل
آسمان پر نمودار ہُوا اور ایسی زبردست بارش شروع ہوئی
جیسے کسی نے مشک کے ٹانکے توڑ دیئے ہوں ۔ اِس پر
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ ربّ العزّت میں عرض کیا :
"یا رب ! کوئی یہاں سے نہیں نکلا تو یہ بارش کیسے شروع

Marfat.com

ہوئی ؟" ارشادِ باری تعالیٰ ہوا : "اے میرے پیارے کلیم!
وہ شخص جس کے باعث بارش رُکی ہوئی تھی اُس نے توبہ
کرلی ہے اور اُس کی توبہ سے میرا موسلا دھار کرم آپ پر
برسنے لگا۔" اس پر حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا :" اے مالکِ
بے نیاز! مجھے وہ شخص دکھا دیجئے!" اِرشادِ باری تعالیٰ ہوا :
"میں نے اُس کو نافرمانی کے زمانے میں رسوا نہیں ہونے
دیا۔ اَب وہ فرمانبردار ہوگیا ہے تو اُسے کیا رُسوا کروں۔ میں
چغلی کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہوں اور خود ہی ایسا کروں؟"

توبہ اُمّت کے لئے ایک رحمت ہے یہ وہ رحمت ہے
جو نامۂ اعمال سے تمام کالک دھو ڈالتی ہے بس ایک گناہ گار
کی آنکھ کی نمی سے۔ یہ ایک باغ کی طرح ہے جس کی زمین
زرخیز ہے، جس میں سورج کی تمازت اور پانی بھی ہے۔
اَب اگر اُس باغ کا مالک سمجھدار ہے تو وہ جانتا ہے کہ کون
سے بیج بونے چاہئیں جو پھل دار درختوں کی صورت میں اُگیں
گے۔ لیکن ایک کاہل یا لاپرواہ مالک اُن نعمتوں کو خاطر میں
نہیں لاتا جو اللہ نے اُسے بخشی ہیں، تو اُس کی اِس لاپرواہی
کی وجہ سے وہ باغ جلد ہی بے کار جھاڑ، جھنکار یا کانٹے دار
جھاڑیوں کا ایک ویرانہ بن جائے گا۔ ایک ایسی جگہ جو کسی کو

Marfat.com

فائدہ نہ پہنچائے۔ یہ ایک افسوس ناک منظر ہوسکتا ہے لیکن فرض کیجئے کہ اس لاپرواہ مالی کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے اور خود سے وعدہ کرتا ہے کہ سخت محنت کر کے باغ کو پھلدار بنائے گا تو پھر وہ جھاڑ جھنکار سرسبز و شادابی میں تبدیل ہو جائینگے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُس باغ کی بنیادی زمین زرخیز تھی اور اُس میں ہر وقت سورج اور پانی موجود تھا۔ اَب اگر مناسب دیکھ بھال کی جائے تو غلطیوں کی تلافی ممکن ہے۔

یہی حال کسی کے دل کا ہے۔ نیک کام کرنے کی قدرتی ترغیب ہر اِنسان کی فطرت میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیکی ہر اِنسانی دل کو متاثر کرتی ہے۔ اَب اگر ایک دل جو گناہوں کی آماجگاہ تھا اور اُس میں جھاڑ جھنکار اُگ آئے ہوں اور وہ اپنی قدرتی حالت پر واپس آجائے، اگر اس شخص کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوجاتا ہے اور اُس تباہی کو دیکھتا ہے جو اُس کے گناہوں کی وجہ سے ہوئی ہے، تو پھر یہ امکان ہے کہ وہ اپنی نیت اور توبہ سے اپنے دل کی حالت کو بدل سکے۔ دوسروں کی طرف نرمی برتنا، معرفتِ الٰہی اور نیت کی پاکی کمزور دِل میں نئی زندگی اور توانائی لاتی ہیں۔ یہ نہ

Marfat.com

صرف دل کی دھڑکن کو مضبوط کرتی ہے بلکہ اِس سے آنکھیں بھی ایک نئی بینائی سے دیکھنا شروع کریں گی ۔ یہ سب کچھ صرف اِس لئے ہوگا کیونکہ اللہ نے اُسے توبہ کا ایک موقع دیا ہے ۔ ایک مقبول توبہ ایسی ہے گویا ایک نئی زندگی عطا ہوئی ہے ۔ یہ ایک نئے موقع کی طرح ہے (زندگی) دوبارہ شروع کرنے کی ۔ یہ موقع تب ہی ملتا ہے جب اللہ کسی گنہگار کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ایک گناہ گار کی توبہ صرف اُس صُورت میں قبول ہوتی ہے جب وہ صِدقِ دِل سے کی جائے اِس نیت سے کہ وہ دوبارہ گناہ کی طرف نہیں جائے گا۔

سچّی توبہ حقیقت میں ایک گناہ گار کو ولی بنا دیتی ہے. اس کی وجہ یہ ہے کہ توبہ کو جب اللہ قبول کرتا ہے تو وہ اُس کے گناہوں کو اس طرح صاف کرتی ہے کہ جیسے کبھی ہوئے ہی نہ ہوں، وہ اس طرح صاف ہو جاتا ہے جیسے اُس نے دوبارہ جنم لیا ہو ۔ یہ ہے سچّی توبہ کا نتیجہ ۔

رسُول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے : "قسم خُدا کی کہ میں روزانہ ۷۰ بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور معافی طلب کرتا ہوں "

حضرت ابُوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا

Marfat.com

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو خدا تم کو ختم کر دے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم کو لے آئے جو گناہ کرے اور خُدا سے مغفرت چاہے اور پھر خدا اُن کے گناہوں کو بخش دے۔" (اِس حدیث سے مقصود گناہ کی ترغیب نہیں بلکہ اپنی شانِ مغفرت کا اظہار ہے۔) حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "خداوند تعالیٰ دراز کرتا ہے ہاتھ اپنا رات کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا دن کا۔ اور پھیلاتا ہے اپنا ہاتھ دن کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا رات کا اور وہ اس توبہ کو قبول کرے اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ نکلے آفتاب مغرب کی جانب سے، یعنی قیامت تک۔"

حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سب کو سکھایا تھا کہ راہِ طریقت میں توبہ کی کتنی اہمیت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ: (نصوحی توبہ: صفحہ نمبر ۳۵-۳۴) "عزیزانِ من! اچھّی طرح جان اور مان لو کہ بندے کا اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنا زیادہ محبوب ہے۔ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل توبہ کا عمل ہے، بخشش کا عمل ہے۔ توبہ کی اصل یہ ہے کہ بندہ

Marfat.com

آئندہ اس گناہ کو نہ کرے اور بندے کو نااُمید نہ ہونا چاہیئے۔ سچّی توبہ کے بعد قلب آئینے کی طرح جگمگاتا ہے اور اِسی چمک کے واسطے سے دنیا کی ہر برائی ظاہر ہوتی ہے۔

توبہ بغیر صدقِ مجاہدہ کے درست نہیں ہوسکتی اور صدقِ دل سے مجاہدہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اُس میں صبر موجود ہو۔ اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ اِس لئے ایک مومن اپنے نفس کی خوب خبر لیتا ہے ہر وقت اُس سے برسرِ پیکار رہتا ہے، خواہشاتِ نفس کو کُچلتا ہے، خوفِ الٰہی اور تقویٰ کی تلوار سے اُس کو قتل کرتا ہے۔ ظاہر کے محاسبے اور باطن کی نگہداشت سے توبہ کو اِستقامت حاصل ہوتی ہے۔"

حضرت شاہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ اِس دنیا کو بازار سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ: "دنیا ایک بازار ہے جس میں آخرت کا سامان اکٹھا کیا جاتا ہے۔ جو لوگ بازار سے رخصت ہونے سے پہلے خود کا محاسبہ کر لیتے ہیں وہ وقت کے اندر اندر اپنا سامانِ سفر اور زادِ راہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

جن کے پاس سامان سفر اور زادِ راہ ہوتا ہے وہ سفر سے نہیں گھبراتے۔ جن کے پاس سامان نہیں ہوتا وہ سفر سے ڈرتے ہیں۔ اگر بچ نہ سکیں تو بھی بہت پریشانی کے عالم میں سفر پہ روانہ ہوتے ہیں "

یاد رکھیئے کہ یہ سفر سب کے لئے لازم ہے۔ وہ سب لوگ جو اس دنیا میں آتے ہیں انہیں یہاں سے جانا بھی ہے۔ وہ یہاں خالی ہاتھ آئے ہیں اور وہ مَرنے پر خالی ہاتھ ہی چلے جائیں گے۔ وہ واحد چیز جو اس دُنیا میں رہتے ہوئے انہوں نے کمایا وہ اُن کا اعمال نامہ ہے۔ اس سے قطعِ نظر کہ کوئی کہاں پیدا ہوا ہے اور اُس کی پرورش کس طرح سے ہوئی، وہ ہر وقت شیطان کے شکار کی زد میں ہے، یہ تو اللہ کا کرم ہے جو انسان کے دل کو ابلیس کی گرفت سے بچاتا ہے، سچّے دل سے کی ہوئی توبہ آدمی کے اعمال نامے سے بدنما دھبّے مِٹا دیتی ہے۔ حتّٰی کہ دوسروں سے کیا ہوا مہربانی کا سلوک یا کمزور کی طرف محبّت بھری نگاہ ڈالنے سے بھی توبہ کرنے والے کے دل پر رحمت برستی ہے۔ اللہ کی طرف محبت کا ہلکا سا اظہار بھی آپ کے دل کی حالت کو بدل سکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بھی نہایت غیر معمولی ہے۔ ایک بار آپ مدہوشی کے عالم میں کہیں جارہے تھے کہ آپ کو زمین پہ پڑا ہوا چھوٹا کاغذ نظر آیا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ آپ نے وہ کاغذ اُٹھایا، اُسے عطر سے خوشبُودار کیا اور اُسے ایک بلند جگہ پر رکھ دیا۔ اُس رات ایک درویش نے خواب دیکھا جس میں اُنہیں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اللہ کی طرف سے ایک خوشخبری کا پیغام دیا گیا تھا اور جس میں فرمایا گیا کہ: "تو نے میرے نام کو خوشبُو میں بسایا اور احتراماً اُسے اونچی جگہ پر رکھا اِس لئے میں بھی تیرے نام کو بلند اور پاکیزہ مقام عطا کروں گا۔" جب درویش خواب سے جاگا تو اُس نے خیال کیا کہ: "بشر حافی ایک شرابی کبابی ہے اس لئے یہ خواب سچّا نہیں ہوسکتا۔" لیکن اُس نے یہی خواب دوسری اور تیسری رات کو بھی دیکھا۔ اِس لئے وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جو ایک جگہ پر لیٹے ہوئے تھے نشے میں چُور اور عالمِ مدہوشی میں۔ جب بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ ایک درویش اُن سے ملنا چاہتے ہیں تو عین اُسی وقت اُنہیں ایک عجیب آواز سنائی دی جو کہہ رہی تھی: "بشر! کیا اَب بھی تمہاری توبہ کرنیکا وقت

Marfat.com

نہیں آیا ؟" حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اِس آواز سے گھبرا اُٹھے اور شراب کا پیالہ اُن کے ہاتھ سے گر پڑا۔ آپ میکدہ سے فوراً باہر آئے جہاں درویش نے آپ کو خوشخبری سُنا دی۔

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے میکدہ میں وہ آخری دن ثابت ہوا۔ آپ نے صدقِ دل سے توبہ کی اور اُس دن سے لیکر زندگی کی آخری سانس تک آپ نے جوتے نہیں پہنے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: "جس وقت میری توبہ قبول ہوئی تھی اُس وقت میں نے جوتے نہیں پہنے تھے۔"

آپ کا مقام اِس قدر بلند تھا کہ جس راستے سے آپ گزرتے جانور وہاں گوبر نہیں کرتے کیونکہ آپ ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک درویش اپنے مُریدوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے تو انہوں نے راستے پر جانوروں کی لِید پڑی دیکھی۔ دَرویش نے پریشان ہوکر پوچھا: "کیا بشر حافی فوت ہو چکے ہیں ؟" (کیونکہ جانوروں نے اُن کے راستے میں کبھی فُضلا نہیں ڈالا ہے۔) جب وہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچے تو اُنہوں نے وہاں سے اُن کا جنازہ نکلتے دیکھا۔

نصیحت کے یہ الفاظ نہایت قیمتی ہیں۔ اگر انکو دل

Marfat.com

کے اخلاص سے سنا جائے تو یہ زندگیاں بدل ڈالتے ہیں۔
اِن محفلوں میں آپ جو کچھ سُنتے ہیں اُسے فراموش نہ کریں
کیونکہ یہی وہ الفاظ ہیں جو آپ کو آخرت کے لئے تیار کرتے
ہیں ؛ اُس دن کے لئے جب لَب سِی لئے جائیں گے اور
آنکھیں خوف کے مارے حلقوں سے باہر آجائیں گی ؛ اُس
روز کے لئے جب ہر زبان پر توبہ کے لفظ ہوں گے لیکن
وہ اُس وقت بے معنی ہوں گے وہ کسی کی مدد نہیں کرسکیں
گے کیونکہ آپ نے وہ وقت ضائع کیا ہوگا جو آپ کو توبہ
کے لئے اِس زمین پہ دیا گیا تھا۔آپ نے وہ وقت برباد
اس لئے کیا کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ آپ کو یہاں ہمیشہ
کے لئے رہنا ہے اور آپ کو اس زمین پہ ہر چیز کرنے کی
آزادی ہے۔اِس لئے : " اے انسانو ! تم چوری کرتے
ہو ، تم جھوٹ بولتے ہو اور دوسروں کی جانیں لیتے ہو۔
افسوس اُس گھڑی پر جب موت کا فرشتہ تمہاری آنکھوں میں
آنکھیں ڈالے گا اور خوف کے مارے تمہارے بدن میں
موجود تکبّر کا ایک ایک خلیّہ چیر دیا جائے گا۔جب زبانیں
گنگ ہوجائیں گی اور توبہ کا کوئی لفظ اُن سے اَدا نہیں
ہوگا ؛ جب صرف بڑے دُکھ اور افسوس کا مقام ہوگا اُس

Marfat.com

وقت وہاں کون ہوگا آپ کو بچانے والا جو آپ کو اپنے کئے ہوئے کے اَزالے کے لئے کوئی اور موقع دے جو آپ زندگی میں کر چکے ہوں۔

اے اُمّتِ محمدی ! صلوٰۃ التوبہ ادا کریں اور ہر روز کم از کم ستر (۷۰) بار استغفار پڑھیں جس طرح کہ رسول ؐ کی سنّت ہے ۔ یہ توبہ صدقِ دل سے کریں اور پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کا پروردگار نہایت غفُور الرّحیم ہے ۔

آمین !

ثم آمین ۔

Marfat.com

۷، جون ۲۰۱۳ء
۲۷، رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

شبِ معراج

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے
جس کی تجلّی دلوں کو روشن کرتی ہے۔

دُرود و سلام اُس ذاتِ گرامی پر جو کائناتوں کا بھید ہیں،
جنہیں دُنیا میں رحمتُ اللّعَالمَین بناکر بھیجا گیا تھا۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سچّے دلوں کے لئے جو مشکلات اور پریشانیوں سے پُر اِس دُنیا میں رہتے ہیں اور جو ہر وقت اللہ سے مدد کے طلب گار ہیں۔

لفظ "مشکل" کے معنی مختلف لوگوں کی نگاہ میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ ایک شخص جو کم ہمّت والا ہے ہو سکتا ہے وہ اُس بوجھ کو اُٹھانے کے قابل نہ ہو جو ایک ہمّت والا شخص اُٹھا سکتا ہو۔ اللہ پہ بھروسہ انسان کی ہمّت کو بڑھاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ واحد ذریعہ ہے جو لوگوں کو اپنے بوجھ اُٹھانے کے قابل بناتا ہے۔ جب آپ کِسی چیونٹی کو اپنے

Marfat.com

کاندھے پر کھانے کا ایک نوالہ اُٹھاتے دیکھتے ہیں تو کبھی کبھی آپ کو خیال آتا ہوگا کہ وہ نوالہ کافی بڑا ہے لیکن پھر بھی چیونٹی اِس سے پریشان نہیں ہے کہ اُسے کس طرح اُٹھائے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نوالہ چیونٹی کی ضرورت ہے اور اُس سے اُس کا فائدہ ہے۔

یہی بات ہر ایک انسان پر صَادق آتی ہے۔ مشکلات کی جو گٹھڑی آپ میں سے ہر ایک اُٹھائے ہوئے ہے، یہ ایک طریقہ ہے آپ کے داخلی وجود کو مضبوط بنانے اور یہ آپ کو اِس دُنیا میں رہنے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے اور جب آپ کی ہمّت بڑھتی ہے تو پھر آپ کے کاندھوں پر پڑے ہوئے بوجھ کا وزن کم ہونا شروع ہوتا ہے۔

اور جب آپ کی راہ کی جانب موجود استقامت آپ کو آپ کے حَدف سے دور ہونے نہیں دے گی تو پھر اللہ آپ کو اپنے انداز میں انعامات سے نوازنا شروع کرتا ہے۔ اُس کے انداز خوبصورت اور شاندار ہیں جیسے کہ خود اُس کی ذات ہے۔

جب کوئی مومن اپنے بوجھ کو پُروقار طریقے سے اُٹھاتا اور سچّے دل سے کہتا ہے کہ :

حَسْبُنَا اللّٰہِ وَنِعْمَ الْوَکِیْل ، نَعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر ٥

Marfat.com

(یعنی: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا اچھا کار ساز ہے)۔"
پھر آپ کا ربّ بھی جواب دے گا: " اے بندے! میں
تیرے لئے موجود ہوں؛ میرے پاس آؤ؛ میری دائمی حفاظت
اور رحمتوں میں آؤ۔" وہ جو اپنے اللہ کو کامل ایمان سے
پکارتے ہیں اور اُس پر "سو" فیصد بھروسہ کرتے ہیں بلاشبہ
اپنے ربّ کے اس جواب سے واقف ہیں۔ اِس کلام،
اِس جواب کی میٹھاس سے اُن کی رُوح کو راحت پہنچتی
ہے اور انہیں ایسی قوّت ملتی ہے جو اُن میں پہلے کبھی نہیں
ہوتی ہوگی۔

یہی وہ الفاظ تھے جو رسُول اللہ ﷺ کے قلب مبارک
سے بھی نکلتے تھے۔ آپ ﷺ کا دل جب وہ غمزدہ ہوتے،
تو ہمیشہ یہی الفاظ کا وِرد فرماتا کہ: حسبنا اللہ ونعم الوکیل:
یہ الفاظ آپ ﷺ کی قوّت اور حوصلے (کا باعث) تھے۔ یہی
وجہ ہے کہ آپؐ نے اپنی اُمّت کو اس کی تعلیم دی تھی۔ کون کہہ
سکتا ہے کہ رسُول اللہ ﷺ کے بوجھ کسی اور سے کم تھے
حقیقت تو یہ تھی کہ آپ ﷺ کا عزم اور اللہ پر کامل بھروسہ
تھا کہ آپ ﷺ نے تنِ تنہا اپنے دشمنوں کے ظلم کا سامنا
کیا تھا۔

Marfat.com

اگر کوئی شخص صرف اپنے خلاف دشمنی کا مقابلہ کرے تو اُسے اتنی زیادہ تکلیف نہیں پہنچتی لیکن اگر اُس کے اہلِ خانہ بھی اُس کی وجہ سے متاثر ہونا شروع ہوں تو کوئی بھی عام آدمی اُس سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ مگر یہ رسُول اللہ ﷺ کی ہمّت وقوّت تھی کہ یہ چیزیں آپؐ کے قدمِ مبارک کو آپ کے راستے سے نہ ڈگمگا سکیں باوجود اس کے کہ آپ ﷺ نے اپنے دوستوں اور گھر والوں کو کفّار کی طرف سے ستایا جاتے دیکھا۔

اُس زمانے میں لوگ اللہ کے حبیب کے مقام کو نہیں سمجھتے تھے حالانکہ تھوڑے ہی عرصے بعد انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ جنہیں صادق اور امین کہا جاتا تھا وہ کسی طرح بھی ایک عام آدمی نہ تھے۔ آپؐ حقیقت میں اللہ کی رحمت تھے جو پوری کائنات پر برسائی گئی۔
بہت جلد لوگوں کو اِحساس ہوا کہ یہ نامِ محمدیؐ ہے جس سے سورج کو تمازت ملتی ہے اور چاند کو اُس کی چاندی۔ یہی وہ نشہ ہے جس سے پودے اور درخت مستی میں جھومتے ہیں اور شرابی (نشے میں) چُور ہوتے ہیں شراب کی وجہ سے نہیں بلکہ عشقِ نبی کی شدّت کی وجہ سے جو ہر ایک

Marfat.com

عاشق کے دل میں خُمار لاتی ہے ۔ اُنہیں اس کا احساس ایک ایسے انداز سے ہوا کہ اگر وہ اَبد تک رسُول اللہ ﷺ کے مقام کا تجزیہ کرتے رہیں گے لیکن پھر بھی اُنہیں ہمیشہ یہ احساس رہے گا کہ معاملہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے جتنا کہ دیکھا اور سمجھا جاتا ہے ۔

اس دنیا میں رسُول اللہ ﷺ نے کبھی بھی مشکلات یا سختی کے باعث اپنا ہَدف نہیں چھوڑا ۔ شعبِ ابی طالب میں شِیر خوار بچّوں کا رونا آپ ﷺ کو اپنے مقصد سے ہٹا نہیں سکا تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے اور آپؐ کے گھرانے کے سَروں پر منڈلاتی تلواروں کا خوف آپ کو اُس عزم سے ہٹا سکا جس سے آپ اللہ کے پیغام کو پھیلا رہے تھے ۔ ہر زندہ دل میں اللہ کا نور پہنچانا ، ہر زبان کو ذکرِ اللہ کی مٹھاس سے آگاہ کرنا اور آپ ﷺ کی اُمّت کے ہر ایک فرد کو جنت کی نعمتوں تک پہنچانا آپ ﷺ کا واحد مقصدِ حیات تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ جب طائف کے لوگوں نے کہا : "خدا کو تیرے سِوا رسُول بنانے کو کوئی نہ ملا ؟" (نعوذباللہ) اور اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں : "اور بولے کیوں نہ اُتارا گیا یہ قرآن اِن دو شہروں (مکّہ اور طائف) کے کِسی

Marfat.com

بڑے آدمی پر۔" حتیٰ کہ اُس وقت بھی آپ ﷺ کی زبان سے اُن کے لئے کوئی بَدعا نہیں نکلی تھی۔ طائف میں آپؐ پر اس قدر سختی کی گئی تھی کہ حضور ﷺ کے نعلین مبارک اُن زخموں سے نکلنے والے خون سے بھر گئے تھے جو اہلِ طائف کی سنگریزی کا نتیجہ تھے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا کہ وہ جاکر حضور ﷺ سے کہیں کہ: "اگر آپ کہیں تو دونوں پہاڑوں کو (جن کے درمیان طائف واقع تھا) اُن لوگوں پر اُلٹا دوں اور وہ پِس جائیں۔" لیکن رسُول اللہ ﷺ نے اُسے قبول نہیں کیا اور فرمایا: "اُمید ہے آئندہ اُن میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو صرف خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور دین اسلام کی خدمت کریں گے۔"

جب کسی مومن کا دل غم اور اُداسی میں ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے: حَسْبُنَا اللّٰہِ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل: پھر رَبّ تعالےٰ جَلَّ جَلَالَہٗ جَواب دیتا ہے: "اے میرے بندے! میں یہاں تمہارے لئے موجود ہوں۔ میرے پاس آؤ۔" تو اُس رات جب اللہ کے حبیبؐ اُمِّ ہانی کے گھر میں لیٹے ہوئے تھے جبکہ آپ کی آنکھیں اَشکوں سے پُر تھیں اور جب آپ کا دل یہ کہہ رہا تھا: "میرے لئے میرا

Marfat.com

اللہ ہی کافی ہے۔" اُس وقت ایک وجود جواب دے رہا تھا:
"اے میرے محبوب! میں یہاں آپ کے لئے موجود ہوں،
میرے پاس آیئے!" تو یہ آدھی رات کا وقت تھا جب
آسمان سے ایک بارات نیچے اُتری اور جب حضرت جبرائیلؑ
یہ بارات لے کر آئے جنہوں نے رسُول اللہ ﷺ کی پاکیزہ
رُوح کو بوسہ دیا اور آپ سے بڑی نرمی سے کہا کہ آپ اُن
کے ساتھ چلیں، سات آسمانوں اور اُن سے بالاتر کی طرف۔

یہ مقامِ مصطفیٰ دُنیا کو اُس وقت دکھایا گیا تھا جب
آپ ﷺ جسمانی طور سے اِس دنیا میں موجود تھے۔ یہ مقام
تو بس عروجِ مصطفیٰ کی ایک جھلک تھی دنیا کے لئے کہ وہ
دیکھیں کہ پوری کائنات رسول اللہ ﷺ کے پائے مبارک کے
نیچے ہے (یعنی، زیرِ پائے مصطفیٰ ہے۔) کون بھلا اللہ کے
دلبرِ مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو جان یا سمجھ سکے گا!

یہی وجہ ہے کہ لمحوں میں یا ہوسکتا ہے ایک لمحے
سے بھی کم وقت میں یہ پُورا سفر طے ہوگیا تھا۔ وقت انسان
کے لئے ایک رکاوٹ ہے مگر وقت اُن لمحات کا حساب
نہیں رکھ سکا جو اللہ کے محبوبؐ نے وصالِ محبوب میں
گزارے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اُس دن گھڑیوں

Marfat.com

کے کانٹے رُک گئے تھے اور اللہ کے عاشق کے قدموں
تلے فاصلے سمٹ گئے تھے۔ یہ براق کی خُوش نصیبی تھی کہ وہ
آج تک اُن مبارک لمحات پر نازاں ہے جب اللہ کے
دِلرُبا نے اُس پر سواری کی تھی اور اپنے وجود سے اُسے
رحمت بخشی تھی۔ یہ مسجدِ اقصیٰ تھی جہاں یہ سواری نیچے اُتری
تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت فرمائی جس کے مقتدی
وہ تمام انبیائے کرام تھے جو کبھی بھی مبعوث کئے گئے ہوں۔
یہ تھا مقامِ مصطفیٰ، شاہِ کائنات اور کون و زماں کا۔

ے یادِ شبِ اسرا سے جو سینہ میرا چمکا
آنکھوں میں پھری شعلہ بجاں مسجدِ اقصیٰ
جس ارضِ مقدس پہ خداوندِ جہاں نے
سرکارؐ کو نبیوں کی امامت سے نوازا
جس خاک سے آقا میرے پہنچے سرِ قوسین
طے کرتے ہوئے عرصہ گہِ عرشِ مُعلّٰی

نماز کی اس جماعت کے بعد حضرت جبرائیلؑ تشریف
لائے اور نبیٔ آخرُ الزّماں کو دو پیالے پیش کئے (ایک میں
شراب اور دوسرے میں دودھ تھا) اور کہا اِن میں سے
جو جی میں آئے چُن لیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ

Marfat.com

چُن لیا جس پر فرشتےؑ نے کہا : ”آپ نے اپنی اُمّت کیلئے فطرت کو چن لیا ۔اگر آپ دوسرا پیالہ چُن لیتے تو آپکی اُمّت گمراہ ہوجاتی ۔“

معراج ایک واقعہ ہے جس سے مقامِ مصطفیٰ کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے ۔اِس میں اُمّت کے لئے کئی سبق بھی ہیں ۔ یہ اُن کو بتاتا ہے کہ : اگر آپ خود کو قُدرتی طریقوں کے ساتھ وابستہ رکھیں گے تو اُس میں آپکی نجات ہے ۔ زندگی میں قدرتی طریقوں میں پاکیزگی اور سادگی ہے ۔ قُدرتی طریقے سب سُنّت والے طریقے ہیں جو آپ کے نبی کریم ﷺ نے آپ کو سیکھائے ہیں۔

معراج نے رسولِ پاک ﷺ کا عروج دکھایا آسمان تک اور اُس سے بھی آگے ۔ اِسی معراج نے اُمّت کیلئے ایک راہ پیدا کی، اس نے دِکھا دیا کہ ایک مومن کی پرواز کی کوئی حد نہیں ہے ۔ یہ ارض و سماء سے آگے ہوسکتی ہے اگر اُس کا حَدَف غیب کی دُنیا ہے۔

رسُول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ سات (۷) آسمانوں میں پرواز کی ۔ پہلی منزل پہ آپ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی ، دوسری منزل پہ حضرت یحییٰ علیہ السلام

Marfat.com

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ، تیسری منزل پر حضرت یوسفؑ سے اور چوتھی منزل پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی ۔ پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ، چھٹی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کا خیر مقدم کیا ۔ اِن ملاقاتوں کا مقصد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو قوّت فراہم کرنا تھا ۔ اِس سے اُمّت کو یہ بھی دکھایا کہ اللہ کے ہر دین کے جواہر بھی اسلام میں موجود ہیں ۔ اسلام وہ دین ہے جس کی تعلیم حضرت آدمؑ نے دی ، اُسکے بعد حضرت عیسیٰؑ نے دی اور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ۔ یہ انسانیت کا دین ہے ، اس دُنیا کا واحد سچّا دین ۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق : "اُس کے بعد مجھے سَرحد پر سِدرہ کے درخت کے پاس لایا گیا جس کے پتّے ہاتھی کے کان جتنے بڑے تھے اور اُس کے میوے پانی کے جھاگ جتنے بڑے تھے ۔ پھر اُس کو اَمرِ الٰہی سے ڈھانکا گیا اور اُس اُلوہی چادر کے باعث وہ بدل گیا تاکہ کوئی مخلوق اُس کی خوبصورتی کو بیان نہیں کر سکے ۔ اللہ نے جتنا چاہا وہ مجھ پر ظاہر فرمایا ۔" کئی ایسی چیزیں ہیں جو معراج کے بارے میں ظاہر نہیں ہوئیں کیونکہ عام لوگوں کے دل ایسے معاملات کی گہرائی کو نہیں پہنچ سکتے ۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ ایک اور حدیث میں ایک واقعہ کا ذکر ہے جو ایک عاشق اور اُس کے معشوق کے درمیان کا احوال درج ہے۔ یعنی رسول ؐ اور اُن کے ربّ کے درمیان۔ اِس حدیث کے مطابق حضور ؐ فرماتے ہیں کہ: "میں نے ایک عظیم چیز دیکھی جس کو زبان بیان نہیں کرسکتی اور جو تصوّر میں آ نہیں سکتی۔ میری نظر اُس کے قریب اس قدر اُلجھی کہ مجھے اپنی بینائی کے ذائل ہونے کا خدشہ ہوا اس لئے میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور اللہ پر بھروسہ کیا۔ جب میں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اللہ نے میری بینائی میرے دل میں بحال کی اور میں نے اُس کو اپنے دل کے ذریعے دیکھنا شروع کیا جو کچھ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے ایک نور کو چمکتا دیکھا اور جو جاہ و جمال میں نے اُس کا دیکھا وہ آپ پر ظاہر کرنے سے مجھے منع کیا گیا۔ میں نے اپنے ربّ سے گزارش کی کہ وہ مجھے دل کی بینائی کا وہ استحکام عطا کرے تاکہ وہ مجھ پر اپنی نعمتیں تمام کردے۔ میرے ربّ نے ایسا ہی کیا اور وہ نعمتیں مجھے عطا کردیں اور میں نے اُس کو اپنے دِل سے دیکھا اُس وقت تک جب تک کہ اُس نے اُسے مستحکم کر دیا۔

Marfat.com

جب وہ میری طرف جھکا اپنی کلامِ بُلندی سے۔
سُبحان اللہ۔ اُس نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا تو میں نے اُس کی اُنگلیوں کی ٹھنڈک کو کچھ دیر کیلئے اپنے دل پر محسوس کیا۔ اِس کے ساتھ ہی میں نے اُس کی مِٹھاس، اُس کی خوبصورت خوشبُو، اُس کی ٹھنڈی لذّت اور اُس کے فراخ تصوّر کو محسوس کیا۔ وہ تمام خوف جو مجھے آرہا تھا وہ سب ختم ہوا۔

میرے ربّ ذُوالجلال و بُجانہٗ نے مجھ سے خطاب کیا اور پوچھا: "کیا آپ جانتے ہیں کہ آسمانی میزبان کیا بات چیت کرتے ہیں؟" میں نے عرض کیا: "میرے ربّ! آپ اس بارے میں اور سَب معاملات میں بہتر جانتے ہیں۔ آپ ہی وہ واحد ذات ہیں جو نظر نہ آنے والی چیزوں کے بارے میں جانتے ہیں۔" اُس نے فرمایا کہ: "وہ اقدامات (درجات) اور نیکیوں کے بابت بات چیت کرتے ہیں۔"

میں نے عرض کیا: "میرے ربّ! آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا گہرا دوست (خلیل) بنایا۔ آپ نے موسیٰؑ کو کلیم اللہ بنایا اور اُن سے رَازداری میں بات کی۔ آپ نے اِدریس علیہ السلام کو بلند مقام عطا فرمایا، حضرت سلیمان علیہ السلام

Marfat.com

کو وہ بادشاہت عطا کی کہ اُنکے بعد کسی کو نصیب نہ ہوئی۔
آپ نے داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی ۔ اے میرے ربّ !
میرے لئے کیا رکھّا ہے آپ نے ؟" اُس نے جواب دیا :
"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے آپ کو اپنے محبوب کے طور چُن
لیا ہے جس طرح کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو چُنا تھا۔ میں
نے آپ سے اُسی طرح بات کی جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے
کی براہِ راست ۔ میں نے آپ کو فاتحہ عطا کیا ہے سورہ بقرہ
کی مہروں کے ساتھ، جو میرے عرشِ عظیم کے خزانوں سے تعلق
رکھتے ہیں ۔ میں نے یہ چیزیں آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں
دی ہیں ۔ میں نے آپ کو زمین کے تمام انسانوں کے لئے
بھیجا ہے ۔ گورے ، سیاہ ، سُرخی مائل لوگوں کے لئے ، جنّوں
کے لئے اور انسانوں کے لئے ۔ میں نے ان سب کے لئے
اس سے پہلے کوئی ایک رسول نہیں بھیجا۔ میں نے دنیا اُس
کی زمین اور سمندر کو عبادت کے لئے پاک بنایا آپ کے
لئے اور آپ کی اُمّت کے لئے ۔" اُس کے بعد اُس نے
مجھ سے اُن معاملات کے بارے میں بتایا جن کا ظاہر کرنا
میرے لئے ممنوع ہے ۔"

یہ تھا مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ محمّد دمشقیؒ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ "میں نے اپنے شام کے اُستادوں میں سے ایک سے پوچھا کہ :"کیا کسی اور نبی کا مرتبہ رسُول اللہؐ کے مَرتبے کو چُھو سکتا ہے ؟" اُس نے جواب دیا کہ :" نہ کوئی فرشتے اور نہ ہی کوئی نبی رسول اللہ ﷺ کے مَرتبے کی ہمسری کرسکتا ہے ۔ اُن کے مراتب کس طرح آپ ﷺ کے مَرتبے کو پہنچ سکتے ہیں جب کہ آپ ﷺ اللہ کی حضوری میں ہیں اور اُس کے مشاہد ہیں ؟ قرآن میں ہے کہ :" آپ ﷺ دو کمانوں کے فاصلے پر تھے یا اُس سے بھی کم فاصلے پر ⑨ اور دِل جو دیکھتا ہے اُس کے بارے میں جھوٹ نہیں بولتا ۔"⑪

(سُورۃ النجم : ۱۱ - ۹)

اے اُمّتِ محمّدی ! اللہ کے محبوب کے مرتبے اور مقام کا تجزیہ بھلا کون کرسکتا ہے ؟ اِس کا تجزیہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اِس میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ کیا خوش نصیبی ہے اُن کیلئے جو آپؐ کی اُمّت ہیں ، بس صرف اُنکو اس کا احساس ہو سکے ۔ معراج تو صرف رسُول اللہؐ کی ایک جھلک ہے کہ وہ اپنے خالق کے کتنے قریب ہیں ۔ معراج وہ راستہ ہے جو اُمّتِ محمّدی کے لئے بنایا گیا ہے ، اور اُن سب کیلئے ایک پیغام ہے جو اپنی زندگی میں اللہ کے حبیب ﷺ کے

Marfat.com

قدم مبارک کے پیچھے چل رہے ہیں۔

پیغام یہ ہے کہ اگر زندگی کے مصائب و مشکلات کو صبر اور توکّل سے برداشت کیا جائے تو اس سے آپ کو کئی انعامات ملیں گے مگر اُس میں سب سے بڑا اِنعام قربِ الٰہی ہے جو رسُول اللہ ﷺ اپنی اُمّت کے ہر فرد کے لئے چاہتے تھے۔

تو اپنی زندگی میں بلندی کی طرف جایئے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقشِ پا کی پیروی کرتے ہوئے سِدرۃُ المنتہیٰ کی حدوں سے آگے بڑھیئے اور اُس قربت کو حاصل کیجئے کیونکہ آپ کے رسولِ پاک ﷺ وہ راستہ آپ سب کے لئے کھول چکے ہیں۔

اے اللہ کریم! شبِ معراج کو ہم سب کیلئے نیک اور خوش قسمت بنا اور ہماری دُعاؤں کو اپنی مقبُول دُعاؤں میں شامل فرما۔

آمین!

ثم آمین۔

Marfat.com

۱۴، جُون ۲۰۱۳ء
۴، شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے سات (۷) آسمانوں کو پیدا کیا اور اِن سات (۷) آسمانوں میں اپنے کئی راز رکھ دیئے۔ وہ جن کی نسبت اللہ سے ہے، جانتے ہیں کہ اللہ کوئی بھی کام بغیر کسی مقصد کے نہیں کرتا۔

دُرود و سلام شمعِ رسالت پر، چراغ السالکین پر، اُن پاکیزہ دل والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کو اُن کے ربّ نے وہ عِلم عطا کیا ہے جو اللہ نے اُنہیں دینا چاہا اور جو ہمیشہ اللہ کے انتہائی فرمانبردار بندے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے جنہوں نے صراطِ مستقیم پر سختی سے جمے رہنے کا پکّا وعدہ کر رکھا ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وعدہ اُنکی زندگی کا بہترین وعدہ ہے۔

سمندر بھی اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ یہ بہت بڑا اور بہت ہی گہرا ہے لیکن اِس کی سطح سے یہ ظاہر

Marfat.com

نہیں ہوتا کہ یہ کتنا گہرا ہے اور نہ ہی کوئی اِس کے خزانوں کی مقدار کو جانتا ہے جو اس کی تہہ میں پوشیدہ ہیں۔ سمندر سطح پر پُرسکون ہوسکتا ہے لیکن اُس کی یہ خاموشی لمحوں میں طوفان میں بَدل سکتی ہے۔ یہ دُنیا میں زندگی کا ایک چشمہ ہے۔ اس کی نم ہوا' مُردہ زمین پر بارش برسا سکتی ہے جس سے وہ دوبارہ زندہ ہوجاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے خیال میں آپ صرف سمندر کے ساحل پر کھڑے ہوکر سمندر کو جان سکتے ہیں۔ لیکن دراصل صرف وہ ہی اس کو جان سکتے ہیں جن میں اُس میں غوطہ لگانے کی ہمّت ہے اور اس کی گہرائی تک جانے کی جُرأت ہے۔ صرف یہی لوگ حقیقتاً اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور صرف اُسی وقت خزانوں کے صَندوق کُھلتے ہیں اور اُس کی موتیاں اور مَرجان اُس شخص کے لئے موجود ہوسکتے ہیں۔ حتّٰی کہ وہ لوگ بھی جو اِس کی گہرائی میں غوطہ لگانا نہیں چاہتے لیکن پھر بھی اُس کے پار جانے کے خواہش مند ہیں' وہ بھی ایک مضبوط کشتی کے ذریعے اپنی منزل تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ سمندر کی مُوافق ہوائیں اِس سفر کو نہایت آسان بنا دیتی ہیں۔

اِسی مثال کو اللہ کے کسی بھی ولی کیلئے دیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

ولی اللہ، اللہ کا دوست ہے۔ یہ وہ مبارک اَرواح ہیں جن کے لئے قرآن میں کہا گیا ہے کہ: "سُن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کُچھ خوف ہے اور نہ کُچھ غم۔" ولی بالکل ہی ایک سمندر کی طرح ہے، اتنا وسیع اور اتنا گہرا۔ اُس کے قلب میں خزانے چُھپے ہوئے ہیں لیکن وہ صرف اُن لوگوں کے لئے ہیں جو (اُس ولی) کے قلب کی گہرائیوں میں غوطہ لگاتے ہیں اور جن کے دل میں اُن جواہرات کو پانے کی آرزو ہو۔ یہ صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اُس ولی کے دَامن سے زیادہ وابستہ رہیں گے اور جو وہ فرمائیں گے اُس پر عمل کریں گے وہ اُنکے ارشادات کو جمع کریں گے غوطہ خور کی طرح جو بڑی احتیاط سے سمندر کی تہہ سے موتی چُنتے ہیں۔ ولی سب کیلئے ہوتے ہیں، اُن سب کے لئے جو دوسرے کنارے کی جانب سفر کرتے ہیں۔ سمندر کی موافق ہوا اُن کی مَدد کرتی ہے اور اسی طرح ایک ولی کی رہنمائی آسانی پیدا کرتی ہے۔ یہ سمندر کی نرم ہَوا کی طرح ہیں جو تمام مخلوقات کو اُن کے سفرِ حیات میں مَدد فراہم کرتے ہیں۔ ولی ایمان کی کشتی کو مضبوط کرتے ہیں، لیکن جب باطل قُوّتوں کا سامنا ہو تو پھر یہ طوفانِ باد و باراں بن جاتے ہیں۔ ایک ایسا طوفان جو اپنے زورِ ایمان سے ایسی

Marfat.com

مشکلات کو تہس نہس کر ڈالتے ہیں ۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے ولی ایسے ہیں :

ے جسم مسجد ہے ، دل قبلہ
سازگار اُن کو بزمِ خلوت ہے

آپ محراب ، آپ ہی منبر
اُن پہ روشن ہر ایک حقیقت ہے

موجزن اِن کے دیدہ و دِل میں
نُورِ سرچشمۂ ہدایت ہے

حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : " فقیر کی نگاہ میں ہر عالم ، ہر وقت پیشِ نظر ہوتا ہے ۔ فقیر زمان و مکان کی زنجیروں کا پابند نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمان و مکان کو فقیر کے دستِ قدرت میں دے دیا ہے اور فقیر جب چاہے اور جہاں چاہے وہاں اُس کی دست رس ہوتی ہے۔ فقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکاشفۂ غیبی عطا ہوتی ہے، وہ اِس عالم میں رہتے ہوئے بھی عالمِ آخرت کی خبر رکھتا ہے۔"

یہ الفاظ اُس ہستی کے ہیں جنہوں نے اپنی آنکھیں اولیاءِ کرام میں کھولیں، جن کی پرورش اولیاءِ کرام کے درمیان ہوئی اور جن کا نورِ قلب ایک ولی کا نور تھا : یعنی

Marfat.com

خواجۂ خواجگان ، قطبِ العالم ، فقیرِ بے بدل ، فقیرِ بے مثال ، فقیرِ محمّدی ، حضرت خواجہ شاہ محمد افضل ، قادری ، چشتی ، صابری ، نظامی ، قلندری رحمۃ اللہ علیہ وہ وَلی اور سلسلۂ چشتیہ ، صَابریہ ، عَارفیہ ، نُوریہ کے مُرشد تھے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ فلک تھے جن کے سائے میں پھل دار دَرخت پروان چڑھتے ہیں اور باغ بہار سے مسحور ہوتے ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی آپؒ کے عاشقین کے درمیان ایسی تھی جیسے کہ تشنہ لبوں کے لئے یخ بستہ پانی ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ سورج ہیں جن کے گرد دِل والے طوافِ محبّت کرتے ہیں ۔ آپ وہ ذاتِ واحد تھے جنہوں نے کئی اندھیرے دلوں کو روشنی عطا کی جن سے کئی ناشاد اَرواح کو اُمید کی کرن نصیب ہوئی اور جو راہِ مستقیم پر چلنے والوں کیلئے ایک قوّت تھے اور ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ سمندر ہیں جو خزانوں سے لبریز ہے ، بہت ہی پُر اسرار ، پھر بھی اُن کے لئے موجود جو محبّت کا سبق سیکھنے کے خواہشمند ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِس دُنیا میں اپنے عرصۂ حیات میں محبّت پھیلائی کیونکہ آپ اُس مبارک ہستی کے خاص الخاص شاگرد تھے جنہوں نے دنیا کو محبّت کرنا سیکھایا تھا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور قرب والے تھے اِس لئے کہ آپ خود سُپردگی

Marfat.com

جانتے تھے، یعنی اپنے محبوب کے قدموں میں زندگی کا نذرانہ پیش کرنا جانتے تھے۔ اِس لئے، اِس میں حیرت نہیں جب عاشقانِ افضل کہتے ہیں کہ :

ے عالمِ حسن میں یکتا ہے، ترا جلوۂ نور
ماہِ تاباں کی قسم، مہرِ دَرخشاں کی قسم
رَنج راحت ہے، سُکونِ غمِ ہجراں کی قسم
یادِ جاناں کی قسم، جلوۂ جاناں کی قسم
تجھ کو مخمور جو دیکھا ہے، تو اے پیکرِ ناز
مَست ہم بھی ہیں، تیری مَستیٔ لَرزاں کی قسم

حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ الٰہی تھے، عاشقِ رسول تھے، عاشقِ اہلِ بیت اور عاشقِ اولیاء و بزرگان تھے۔ یہ آپ کی آتشِ عشق تھی جو ہمہ وقت جلتی رہتی تھی۔ اِس کی تپش اتنی شدید تھی کہ جو بھی اُن کے سامنے آتا وہ اپنے دل میں یہ چنگاریٔ عشق لئے ہی واپس لوٹتا۔ یہ تھی تعلیم جو آپؒ نے دنیا کو دی۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے: "عزیزانِ من! جب فقیر کے پاس جاؤ گے تو آتشِ عشق بڑی زبردست چیز ہے۔ اُس کے قریب جاتے ہی وہ ایک چنگاری اندر پھینک دیتا ہے۔ یہ ہمارے بنگلے کے سامنے کچرے کا جو ڈھیر لگا ہوا ہے، کبھی کبھی

Marfat.com

جب میں باہر نکلتا تھا تو اُس میں سے دھواں نِکلتے دیکھتا تھا۔ پتہ چلتا کہ میونسپل کمیٹی والے اُس کے بیچ میں آگ چھوڑ گئے ہیں۔ بس وہی بات ہے۔ آپ فقیر کے پاس گئے، اُس نے دیکھا کہ گندگی کس قسم کی ہے؟ کِس نوعیت کی ہے؟ کتنی آگ مانگتی ہے؟ بس اُسی کے مطابق آگ چھوڑ دیتا ہے۔"

حضرتِ صاحبؒ کی زندگی ذکرِ الٰہی پر مشتمل تھی۔ آپ کے دن کا آغاز ذکر سے ہوتا اور آپ کی رات ذکر پر ختم ہوتی۔ ذکر وہ آتش تھی جو آپ اپنے چاہنے والوں اور وفاداروں کی طرف بڑھا دیتے تھے۔ حضرتِ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے شریف کے سامنے درخت تھے جن پر کئی قسم کے پرندے آباد تھے۔ اُن کی چہچہاہٹ سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو خوشی وطمانیت ملتی۔ جب کبھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجُّہ اُن پرندوں کے ذکر کی طرف مبذول ہوتی تو پرندوں کی چہچہاہٹ دھیمی پڑ جایا کرتی تھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ پرندے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجّہ کی روحانی شدّت کو برداشت نہیں کر پاتے۔ ذکر کو برداشت کرنا بھی فقیر کی عطا ہے۔ اِس لئے جب کبھی پرندوں کی چہچہاہٹ کم ہو جاتی تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی توجّہ کسی دوسری جانب موڑ دیتے تاکہ

Marfat.com

پرندے پریشان نہ ہوں۔

ایک مرتبہ ایک دلچسپ واقعہ ہُوا۔ شروع میں جب کبھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے شریف کے ٹیریس پر جا کر تشریف رکھتے تو کوّے بہت زیادہ شور مچایا کرتے تھے مگر ایک شام جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹیریس پر نمودار ہوئے تو آپ نے ایک جلالی نظر کوّوں کی جانب ڈالی تو تمام کوّے ایک صف میں باادب بیٹھ گئے ذراسی آواز نکالے بغیر۔ ایک کوّا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ جب آپ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "رابعہ! آج ہم نے کوّوں کے بادشاہ سے کہہ دیا ہے کہ آج کے بعد ہمیں پریشان کیا تو تمہاری ساری نسل کُرّہِ اَرض سے ہمیشہ کے لئے ختم کردی جائے گی۔" وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کوّوں کی بے ادبی کرنے کا آخری دن تھا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ولی کا قلب نُورِ الٰہی کا مسکن ہوتا ہے۔ جیسے کہ خود حضرت صاحبؒ نے فرمایا:

"عزیزانِ مَن! اَب آپ جائیں، اگر ایسا کوئی درویش مِل جائے جو بغیر محنت کے آپ کا قلب جاری کر سکے تو پھر اس کا دَامن نہ چھوڑیں۔ (پھر اپنے آپ کے بارے میں

Marfat.com

بتایا کہ یہ فقیر کر سکتا ہے اور ایسے فقیر صَدی میں ۲ یا ۳ ہی پیدا ہوتے ہیں۔) بزرگ تو پیدا ہوتے ہیں اور اُن کے پاس وہ "نور" ہے جو انہوں نے اپنے چلّوں سے حاصل کیا ہے لیکن فقیری اور چیز ہے۔ فقیر یہ نہیں کہتا کہ وضو کر کے آیا ہے کہ نہیں یا فلاں کام کیا ہے کہ نہیں، کبھی اس سے پوچھا ہے؟ نہیں! وہ نہیں پوچھے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود ہی ہر وقت ایک "نور" کے طوفان میں پڑا رہتا ہے۔ فقط یوں کر کہ چوک دیتا ہے۔ بغیر غسل کے وہ بھی "چُچ" نہیں کرتا۔ اُس کا طریقہ دوسرا ہے۔ دل کو پکڑا اور ایک سیکنڈ میں گند نکال کے پھینک دیا اور وہ دل صاف ستھرا ہوگیا۔ اور جب وہ دل پاک ہوگیا تو پھر چوک دیا۔ یہ لوگ جو ہیں اُن کے سامنے خاک ہوجاؤ۔"

اَب ایسے دل، ایسا خلوص اور ایسے خوبصورت گیت کہاں سے پائیں گے؟

ے یار نہیں، غم خوا نہیں، ہمدرد ظفر اَب کوئی نہیں
کنج غم میں آپ ہی کہیئے دل کو میرے بھلائے کون۔

حضرت شاہ افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے درویش تھے جن کے دل میں کوہِ نُور ہیرا تھا اور جن کی تمنّا تھی

Marfat.com

کہ وہ اُس کوہِ نُور کے نُور کو اپنے تمام مُریدوں کے دلوں میں پھیلائیں کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ایک کامِل مُرشد کا نُور دَراصل نورِ محمدیؐ کا عکس ہے جس میں یہ قوّت ہے کہ وہ کسی بھی گناہ گار کے دل پہ لگے سخت ترین داغ کو مِٹا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

ے خاصانِ خاص خدا نہ باشد
ولیکن از خدا جُدا نہ باشد

(یعنی: ولی اللہ، خدا تو نہیں ہوتا مگر خدا سے کسی وقت جُدا بھی نہیں ہوتا۔)

اور پھر آپ فرماتے کہ: "اے میرے بھائی! جب تجھے وَلی اللہ مل جائے تو سمجھ لو کہ درحقیقت تجھے خدا مل گیا!"

تو جب آپ کسی اہلِ دل کے پاس جاتے ہیں، یہ سمجھ لیں کہ آپ موتی بن جائیں گے۔ آپ پتھر نہیں رہیں گے۔ حتّٰی کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی اُس وقت تک رومی نہ بنے جب تک کہ وہ حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام نہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحبؒ فرماتے تھے کہ: "عزیزانِ من! یہ جو لطائف ہیں، ہر لطیفے کا ایک "نور" ہے۔ ہر لطیفے کا ایک

Marfat.com

راز ہے ۔ مُرشدِ کامل جو ہے وہ چھ (۶) لطائف جاری کر دیتا ہے ۔ لیکن اتنا صبر کس کے پاس ہے کوئی عمر بھر تو نہیں لگا رہتا لیکن وہ ایک ایک ، دو دو جاری کرتا ہے ۔ اگر دو بھی جاری ہو جائیں تو یقین کر دو باقی بھی جاری ہو جائیں گے ۔ سلسلے کے بزرگ جو ہیں ، وہ بھی نگاہ رکھتے ہیں کہ قلب جاری ہے ۔ آپ جتنے بھی ہیں ، آپ سلسلے کے بزرگوں کی نِگاہ میں ہیں ۔"

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ سمندر تھے جن کی موجوں نے ہر ایک مُرید کو اُٹھا کر آرام سے ساحل تک پہنچایا ، یعنی اُن کے منزلِ مقصود تک ۔

یاد رکھیئے کہ ہر شخص کو ایک مختلف سفر کے تجربے سے گزرنا ہے ۔ کچھ سفر آرام دہ ہیں جبکہ کئی سفر خاصے مشکل ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اُسے کسی رہنما یا رفیق کی ضرورت نہیں اور اگر کوئی سمجھتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مصائب کا سامنا اکیلے ہی کرنے کے قابل ہے ، تو اُسے کئی صَدمات اور عجائبات کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی اتنی آسان نہیں جتنی کہ دِکھتی ہے ۔ کسی کو پتا نہیں کہ کب موافق ہوائیں آندھی میں بَدل جائیں

Marfat.com

اور پانی کی پُرسکون سطح تیز طوفان میں تبدیل ہو جائے۔ اس طرح کے ہوتے ہیں دُنیا کے سمندر۔ لیکن اگر آپ کسی دلی کا دامن تھامے ہُوئے ہیں اور پھر اپنی زندگی کے سفر کا آغاز اُنکی رہنمائی میں کرتے ہیں تو بہت جلد ہی مصائب دَم توڑنا شروع کریں گے۔ ایسا ہونے کے لئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ مُرید اور مُرشد کے درمیان ایسے رشتے کی تجویز پر زور دیا ہے جو باقی تمام دنیاوی رشتوں پر مقدّم ہو۔ آپ رح نے اِن خیالات کا اظہار ایک واقعے پر کیا تھا جس میں ایک مُرید کے دل میں اپنے مُرشد کی موجودگی کو اولین ترجیح قرار دیا گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا فریدُ الدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دے رہے تھے جب آپ نے ایک شخص کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں اُس کا چہرہ پڑھ لیا اور اِرد گِرد لوگوں سے فرمایا کہ: "یہ آدمی جو یہاں آرہا ہے، اپنے مُرشد کے عِشق میں فنا ہے۔" جب وہ شخص نزدیک آیا تو کہنے لگا: "حضور! براہِ کرم میرے مُرشد کے لئے دُعا کیجئے۔" تو حضرت صاحب رح نے اُس کی درخواست پر ایسا ہی کیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں موجود اپنے مُریدوں

Marfat.com

کو تعلیم دی کہ: "ہر صادق مُرید کو جس دُعا کی ضرورت ہے وہ دُعا صرف اُس کے مُرشد کے حق میں ہے۔ اس لئے کہ مُرشدِ کامل ہر وقت اپنے مُرید کے معاملات پر نظر رکھے ہوتا ہے۔ مُرید کو ہر وقت اپنے پیرِ کامل سے دُعاؤں کا فیضان ملتا رہتا ہے۔ محبّت کا جواب محبّت سے دیا جاتا ہے اور دُعا کا جواب دُعا سے دیا جاتا ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جب بھی کوئی آفت یا مشکل دَر پیش ہو تو کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا۔ جو بھی چاہئیے، اپنے ربّ کے دربار میں دو رکعت نماز نفل ادا کرو اور پھر سجدے میں دُعا کرو۔ پھر دیکھو ملتا ہے کہ نہیں۔"

اے اُمّت محمّدی! رُوحانی دُنیا میں بُلندی اور رُوحانی مراتب کا دار و مدار اس پر ہے کہ سالک کے دل میں اُسکے مُرشد کا عکس کتنا صاف اور واضح ہے۔ اِس دل کو پہلے توبہ کے اَشکوں سے کُھرچنا، پُوچنا اور بالکل صاف کیا جانا چاہیئے۔ پھر اُس میں آپ کے مُرشد کی شبیہہ اس انداز سے آویزاں کی جائے کہ دوسرے لوگ بھی اُن کا عکس آپ کی آنکھ کی پتلی سے جھلکتا دیکھ سکیں۔ آپ کے رفتار، گفتار اور عادات آپکے مرشد جیسے ہوں۔ آپ کے حال اور قال سے بھی آپ کے

Marfat.com

رہنما کی خوشبو آنی چاہیئے ۔ تب جاکر آپ کو اپنے مُرشد کے قلبِ پاک کا عکس اپنے دل میں دکھائی دے گا۔ یاد رکھیں کہ یہ عکسِ پاک سب سے پاکیزہ ہستی کا ہے ۔ یہ عکس رسول ؐ کا ہے جو ہر کامل مُرشد میں موجود ہے ۔ جن کے پاس یہ خزانہ ہے وہ جلد ہی نبیؐ کریم ﷺ کے قلبِ پاک کا عکس دیکھ پائیں گے اور بلا شبہ وہاں نُورِ الٰہی کی تجلّیات کے سوا اور کیا ہوسکتی ہیں ؟ خوش نصیب ہیں وہ جن کیلئے یہ دل کشادہ کئے جاتے ہیں ۔ آپ کے مُرشد کی ایک مخمور سی نگاہ آسانی سے مُرید کے قلب کے دروازے کھول سکتی ہے

اے اُمّتِ محمّدی ! یہ تھی حضرت شاہ محمد افضل سرکارؒ کی حُسنِ نگاہ ، آپ کی نظرِ کرم کی رحمت ۔ اللہ کی رحمتیں اُن پر ہمیشہ سایہ فگن رہیں ، اَبد تک اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ ہم سب پر رہے قیامت تک ۔

ے کیا کہے گی کسی کی نظر کچھ نہ پُوچھیئے
کیا کچھ ہُوا دِل پہ اَثر کچھ نہ پُوچھیئے
جھکی ہوئی نظر سے اُٹھتا ہوا سا عشق
اُف ! وہ نظر، وہ عشق مگر کچھ نہ پُوچھیئے

Marfat.com

عارفی ! دَیارِ حُسن میں پہنچے ہیں مَر کے ہم
کیونکر ہُوا ہے طے یہ سفر کچھ نہ پُوچھیے

آمین !
ثم آمین۔

Marfat.com

۲۱، جُون ۲۰۱۳ء
۱۱، شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

شبِ بَرأت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو تمام کائناتوں کا پیدا کرنے والا اور رَبّ ہے۔ وہ وَاحد ذاتِ پاک ہے جس کی حکمرانی تمام خواہشات پر محیط ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دلوں کے نہاں خانوں میں کیا کیا راز پنہاں ہیں۔

درود و سلام اللہ کے رسُولؐ پر جو بنی آدم پر رحمتِ بیکراں ہیں اور اُن سب پر بھی جو پیدا کئے گئے ہیں اور جن کی نسبت اللہ سے ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب پر اور آپ کے پیاروں پر۔ سلامتی ہو اُن مہربان اور نرم دلوں پر جو کبھی بھی کسی کا بُرا نہیں چاہتے۔

ایک کہانی ہے جو کسی بھی عاشق کا دل پگھلا سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجنوں بیمار پڑ گیا۔ اُس کے عشق کی شدّت کے باعث اُس کے جسم میں خون کا دباؤ بڑھ گیا اور اُس کے گلے میں خناق ہوگیا۔ جب وہ طبیب کے پاس گیا تو اُس

Marfat.com

نے بتایا کہ جسم سے خُون کی زائد مقدار کو کم کرانے کے لئے اُسے فَسَدْ لگانا پڑے گا، اس لئے ایک ماہر فصد (لگانے والا) کو طلب کیا گیا جس کو مجنوں کے بازو میں کَٹ لگا کر خون بہانا تھا۔ جس وقت مجنوں کا بازو باندھا گیا تاکہ یہ سب کچھ کیا جا سکے تو مجنوں نے چلّانا شروع کیا۔ فَسَد لگانے والے نے حیران ہو کر کہا: "دن بھر تو تم جنگل بیابانوں میں سَرگَرداں رہتے ہو اور تمہیں جنگلی درندوں کا بھی خوف نہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ تم ایک چھوٹے سے کٹ سے خوفزدہ ہو؟" اس پر مجنوں نے کہا: "او فصد لگانے والے! میں کسی کَٹ سے نہیں ڈرتا، میرا صبر تو پہاڑ جتنا ہے اور پھر زخم کھانا تو میری عادت ہے۔ اِن سے تو میرے جسم کو قرار ملتا ہے۔ لیکن اَب چونکہ میں نے خود کو فنا کر دیا ہے اور میرے تمام جسم میں فقط لیلیٰ کا وجود بَستا ہے تو اس لئے (اَب اگر) آپ مُجھ پر کوئی (فصد) کَٹ ماریں گے تو وہ کَٹ دَراصل لیلیٰ پر ہوگا۔ یہ بات تو صرف عقلمند ہی سمجھ سکتا ہے کہ اَب مجھ میں اور لیلیٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں کون ہوں؟ مَیں لیلیٰ ہوں۔ لیلیٰ کون ہے؟ لیلیٰ تو میں ہوں۔ ہم دو روحیں ہیں جو ایک ہی جسم میں داخل ہوئی ہیں۔" مارے عشق کے ڈَسے، مولانا رومیؒ

Marfat.com

کی اِس حکایت کو خوب سمجھتے ہیں جس میں وہ فرماتے ہیں کہ :
"عاشق کا دل وہ شمع ہے جو جَل اُٹھنے کے لئے تڑپ رہی ہے ۔" "محبُوب سے جدا ہوکر وہ اُس سے دوبارہ یکجا ہونے کے لئے بے قرار ہے ۔ آپ محبّت کے بارے میں سیکھ نہیں سکتے، محبّت کرم کے پَردوں پر ظاہر ہوتی ہے ۔"

محبّت ، کائناتوں کا حُسن ہے ۔ یہ وہ قوّتِ کشش ہے جو سیّاروں کو اُن کے مداروں کے گرد گھُوماتی ہے ۔ یہ وہ ہَوا ہے جو تمام پیڑ، پودوں کی شاخوں کو لہراتی ہے ۔ محبّت وہ پُر اَثر نُسخہ ہے جس کے ایک بار پینے سے مریض کے دِل سے بیماری ختم ہو جاتی ہے ، محبّت خود غرض بھی ہے اور بے غرض بھی ہے ۔ خود غرض کیونکہ اِسے محبوب کی نگاہ کی روشنی کی ضرورت ہے ۔ اِس روشنی کے بغیر عاشق مَر جاتا ہے ۔ یہ بے غرض بھی ہے کیونکہ حقیقت میں ذات کا کوئی وجود ہی نہیں ۔ صرف محبوب کا وجود ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دائرے میں رقص کرنے والے دَرویش فرماتے ہیں : "عاشق شب و روز شراب پیتے ہیں اور ذہن کے پردوں کو تار تار کرتے ہیں. جب یہ شرابِ محبّت پی چُکتے ہیں تو جسم ، جان اور رُوح سب باہم مِل کر ایک ہو جاتے ہیں ۔"

Marfat.com

★ کیا کوئی اور چیز بامعنی ہوسکتی ہے اگر آپ سچّی
محبّت کے معنی نہیں جانتے ؟

جو اس معنی تک پہنچتے ہیں ، وہ گویا سچائی (حق) تک پہنچتے ہیں ۔ محبّت آپ کے دل کی ، آپ کے جسم کی اور آپکی رُوح کی اِنتہائی شدّت کا نام ہے ۔ اِس اِنتہائی شدّت کے بغیر صرف مُردے جسم اپنی زندگی جی رہے ہوں گے ۔

کیا آپ نے کبھی آگ کی حِدّت کے بغیر کوئی چیز پکائی ہے ؟ جب آپ کھانا آگ پر رکھتے ہیں اگر اُسے وقت سے پہلے اُتارا جائے یا اُسے کم گرمی پہنچائی جائے وہ کھانا کچّا رہ جائے گا ۔ یہی حال آپ کے دل کا ہے ۔ کچّے کھانے میں کوئی لذّت نہیں ۔ یہی معاملہ اُس زندگی کا ہے جس میں محبّت کی گرمی نہ ہو ۔ کھانا اُس وقت پکتا ہے جب اُسے کافی گرمی پہنچائی جائے اور وقت گزرنے سے گرمی کی وہ مِقدار کھانے کو پکا دیتی ہے ۔

عام لوگ تو محبّت کی گرمی کی اُس مقدار پر راضی بہ رضا ہیں جو دین و دُنیا کے لئے کافی ہے ۔ وہ دونوں دُنیاؤں کو ایک ساتھ چلاتے ہیں ۔ حتّٰی کہ یہ بھی درست ہے لیکن حقیقی مَزہ تو صرف جل جانے میں ہے آگ کی جُھلسا دینے والی

Marfat.com

گرمی سے۔ یہ جلنا صرف اُس وقت ہوگا جب آپ اِس آگ کی شدّت میں اضافہ کریں گے جب اُن شعلوں کو آپ پر حاوی ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ جب آپ کی ذات اِس شدّت سے جلنی شروع ہوگی تو تب ہی محبّت کے شعلے آپ کو مکمل طور ہڑپ کریں گے۔ پھر دھیرے دھیرے وہ "ذات" راکھ میں تبدیل ہونا شروع ہوگی اور وہ راکھ بھی اُس آگ کا حصّہ بنے گی۔ آخر میں صرف آگ ہی باقی رہ جائے گی، باقی سب کچھ ختم ہوجائے گا۔ یہ اُن دلوں کے جلنے کا حال ہے جو صرف اُن کے اللہ کے لئے بنائے گئے ہیں جنہیں اُن کے اللہ نے محبّت کی تعلیم دی ہے اور اِس میں شک نہیں کہ یہ محبّت ہی اُن کا واحد اثاثہ ہے۔

ہم محبّت کے بارے میں بہت کچھ کہتے آرہے ہیں۔ خاص لوگ اللہ سے پُوچھتے ہیں کہ: "اے اللہ! آپ ہمیں یہ تعلیم کیوں نہیں دیتے کہ ہم آپ کی عبادت کس طرح کریں؟ عبادت کرنے اور اپنی رُوحانیت میں اضافہ کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟" یہ ایک ضروری سوال ہے خاص طور سے اُس شخص کے لئے جس کی دُنیا صرف محبّت کے گِرد گھومتی ہے اور محبّت ہی اُس کا شب و روز ہے۔ اِس سوال کا

Marfat.com

جواب اُس میں ہے جو مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا: (یعنی) "جب میں زمین کو نماز میں چُھوتا ہوں تو میرا دوسرا کوئی مقصد نہیں مگر تو ہے اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔ میرا باغوں کے بارے میں، بُلبلوں، پھُولوں اور رقص کے بارے میں میری باتیں تو محض بہانہ ہیں۔"

یہی تمام عبادات کا نچوڑ ہے۔ جب آپ اپنا سَر جھکاتے ہیں اور وہ زمین سے مَس ہوتا ہے تو پھر معبُود اور عابد کے درمیان کوئی رکاوٹ اور حجاب نہیں ہونا چاہیئے۔ جب آپ اپنے محبوب کا نام پکارتے ہیں تو یاد رکھیں کہ وہ آپ کو سُن رہا ہے۔ جب آپ رکوع اور سجدے میں جاتے ہیں، یقین جانیئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب آپ اپنا دل اُس کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تو وہ اُسے کیوں آپ سے نہ لے؟

عبادات تو دراصل اللہ کے لئے آپ کے محبت بھرے الفاظ ہیں۔ (اس لئے) وہ الفاظ سچائی اور خلوص سے ادا ہونے چاہئیں کیونکہ وہ جو سُن رہا ہے آپ کے دل کا حال جانتا ہے۔ اللہ نے جنّ اور اِنس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمائے ہیں مگر دوسری مخلوقات کے برخلاف اِنسان

Marfat.com

کے پاس اپنی مرضی بھی ہے۔ اس مرضی کی وجہ سے اُسے متواتر آزمایا جائے گا۔ (یعنی) بار بار آزمایا جائیگا۔ وہ تمام مخلوقات جو اللہ کے وفادار ہیں، وہ ہر وقت اُس کی حمد و ثناء میں ہیں۔ ان کی زبانیں ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہیں رہتیں اِس کے باوجود اُن کے دل مزید کا تقاضہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ انسان بے چارے اپنے وقت کا بہترین حصّہ دُنیا کے بیکار مشاغل میں برباد کرتے ہیں۔ یہ بے سُود مشاغل اُنہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے پھر بھی آج کے لوگ اِن کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ سچّے دل جو ذکرِ اللہ کی لذّت سے آشنا ہیں، وہ اِس لذّت کو دُنیا کی کسی دوسری لذّت سے کبھی تبدیل نہیں کرتے۔ وہ اُس کو جگہ جگہ اور ہر جگہ تلاش کرتے ہیں۔ اُن کے دلوں کی تسکین صرف ذکر اور دُرود میں ہے کیونکہ یہی اُن کی ارواح کی دَھڑکن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمّدی کو کچھ قیمتی راتیں اور کچھ خاص دن عطا کئے ہیں جس میں اُن کے انعامات میں کئی گناہ اضافہ کیا جاتا ہے اور جس میں نہ صرف انسان، بلکہ اللہ کے ملائک بھی، اس ذکر میں یک زبان ہوتے ہیں۔

Marfat.com

۱۵، شعبان کی رات بھی ایک ایسی رات ہے ۔ یہ رات توبہ کی رات ہے ؛ زندگی کے تمام گناہوں سے توبہ کرنے کی رات ۔ کیا اللہ آپ کی زخمی ارواح کی پشیمانی کی آواز نہیں سُنے گا ؟ یہ رات یادِ اللہ کی ہے ۔ کیا اللہ اُن کی دُعائیں نہیں قبول کرے گا جو سچّے دل سے اُسے پکارتے ہیں ؟ یہی وہ رات ہے مانگنے کی ، اخلاص اور شدّتِ جذبات سے دُعا مانگنے کی ۔ کیا اللہ اُن کی جھولیاں نہیں بھرے گا جو اپنا رُخ اُس کی طرف موڑتے ہیں ؟ یہی ہے وہ رات اُن پاکیزہ لوگوں کیلئے جو اپنے مراتب میں اضافہ چاہتے ہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ ۔ یہی وہ رات ہے جب اللہ تعالےٰ زمین کے پہلے آسمان پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ : "ہے کوئی مغفرت مانگنے والا تاکہ میں اُس کے گناہ معاف کردوں ؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا تاکہ میں اُس کو رزق و روزی عطا کردوں ؟ ہے کوئی جو مصائب اور بیماری کا شکار ہو تاکہ میں اُس کی یہ سختیاں ختم کردوں ؟"

اُس کی یہ نِدائے رحمت طلوعِ سحر تک جاری رہتی ہے ۔ اس رات میں شافعِ محشر، رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم معمول

Marfat.com

سے زیادہ اپنے رب کی عبادت کیا کرتے تھے ۔ اِسی رات کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: "اے اللہ ! میرا دِل ، میری رُوح اور میرا جسم تجھ کو ہی سجدہ کرتے ہیں ۔ میرا دل تجھ ہی پر ایمان لاتا ہے ۔ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں ۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اے اللہ تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سِوا گناہوں سے بخشنے والا کوئی نہیں ۔ میں تیرے عذاب سے بچنے کے لئے تیری رضا اور رحمت کی پَناہ مانگتا ہوں ۔ اے اللہ ! میں تجھ سے تیرے عذاب سے امن و حفاظت میں رہنے کی درخواست کرتا ہوں ۔ اے اللہ ! میں تیری وہ حمد و ثناء بیان نہیں کر سکتا جس حمد و ثناء کا تو سَزاوار ہے ۔ اپنی حمد و ثناء تو خود ہی کر سکتا ہے ۔ کوئی دوسرا تیری ثناء نہیں کر سکتا ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پھر فرمایا : " اے عائشہ ! کیا تم جانتی ہو کہ یہ رات کیا ہے ؟ اِس رات میں اگلے سال کی پیدائشیں اور اموات لکھی جاتی ہیں ۔ ہر ایک کیلئے رزق تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اِس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے نجات دے گا اور اس طرح

Marfat.com

لوگ جنّت میں اتنی تعداد میں داخل ہوں گے کہ جتنے بنو کلب کے بکروں کے بال ہیں۔"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کی: 'یا رسول اللہؐ! باہر تشریف لاکر آسمان ملاحظہ فرمایئے'۔ مَیں نے آسمان کو دیکھا کہ اُس کے دروازے کُھلے ہیں اور منادی نِدا کر رہا ہے، 'خوشخبری ہے اُس شخص کے لئے جو اس رات (یعنی شب برأت) میں نیک عمل کرے۔ جو اس رات میں رکوع کرے۔ خوشخبری اس کے لئے جو اس رات سجدے کرے۔ خوشخبری ہے اِس کے لئے جو اِس رات روئے، گِڑگِڑائے اور دُعائیں مانگے'۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جبرائیل! یہ نِدائیں اور بخشش کب تک ہوتی ہیں؟" جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: "یارسُول اللہ! یہ نِدائیں فجر طلوع ہونے تک جاری رہتی ہیں۔"

جب کوئی خاص رات آتی ہے تو آپ کو خاص نماز یعنی صلوٰۃِ نورِ نبیؐ ضرور پڑھنی چاہیئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شبِ برأت میں ۱۴، رکعت نفل اس طرح پڑھا کرتے کہ بعد آخری سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴، بار سورۃ الفاتحہ، ۱۴، بار سورۃ الاخلاص، ۱۴، بار سورۃ النّاس، ایک آیت الکُرسی اور پھر

Marfat.com

یہ آیت ،" لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥ (توبہ ۱۲۸) پڑھتے تھے ۔ جو لوگ یہ سب پڑھتے ہیں اُنہیں ۲۰ مقبول حجّوں کا ثواب ، ۲۰ سال کے روزوں کے ثواب سے نوازا جائے گا اور اگر کوئی اس کے اگلے روز روزہ رکھّے گا اُسے ۲ سال کے روزوں کا ثواب مِلے گا ۔

اے اُمّتِ محمّدی ! تمام عبادتیں خاص ہیں اگر انہیں سچّے دل سے کیا جائے ۔ بس شوق کی ہانڈی کے نیچے محبّت کا شعلہ بڑھایئے ، اُس میں اپنے ذکر کی شیرنی اور دُرود شریف کی خوشبو ملایئے ۔ پھر اُس میں توبہ اور ندامت کے اَشک ملایئے ، پھر یقیناً آپ جلد ہی دیکھیں گے کہ آپ کی رُوح کے لئے غذا تیار ہوگی ۔ اپنی تمام عبادات میں محبّت کا جوہر ملائیں اور بہت جلد آپ کو محبّت کے گیت اونچی آواز میں سنائی دیں گے جو آپ کی روح کی گہرائی سے نکلیں گے ۔

اے اللہ کریم ! شبِ برأت کے موقع پر ہم سب کو نیک اور خوش قسمت بنا اور ہماری ٹوٹی پھُوٹی عبادات اور دُعاؤں کو اپنی مقبولیت عطا فرما ۔

ہمیں اپنی مغفرت اور اس خصوصی رات کی

Marfat.com

رحمتوں سے نواز دے۔

آمین!

ثم آمین۔

Marfat.com

(۲۸۵)

۲۸، جُون ۲۰۱۳ء
۱۸، شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو امان دیتا ہے، جو رحیم ہے اور رحمان ہے اور بے شک اُس جیسا کوئی نہیں ہے۔

دُرود وسلام، رحمتِ کائنات پر۔ شفیق اور رؤف الرّحیم نبی پر جن کی مسکان سے سورج جگمگاتا ہے اور جو دھنک کو رنگ فراہم کرتی ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب پر اور آپ کے پیاروں پر۔ سلامتی ہو پاکیزہ دلوں اور اطاعت گزار ارواح پر جو اللہ کی راہ پر چل رہے ہیں۔

اُن ارواح پر کیا گزرتی ہے جو اپنا رشتہ اس دنیا سے توڑ دیتے ہیں، جو دنیا سے جُڑے تمام تاروں کو توڑ کر صرف اللہ کی رضا کے لئے جیتے ہیں؟ زندگی اُن کے لئے آسان نہیں ہے، بیشک اُن کے اطراف کے لوگ اُنکی زندگیوں

Marfat.com

کو آسان نہیں رہنے دیتے ۔ ان مشکلات کا سبب یہ ہے کہ اللہ کے عاشقین (دوسروں سے) مختلف ہیں ؛ وہ عام لوگوں سے مختلف ہیں، یعنی دُنیا کے لوگوں سے ۔ وہ اِس لئے مختلف ہیں کہ اُن کی آنکھیں اُس دُنیا کو دیکھتی ہیں جسے معمولی لوگ نہیں دیکھ سکتے ۔ وہ اس لئے مختلف ہیں کہ اُن کے کانوں میں اُن کے محبُوب کی پیار بھری آوازیں آتی ہیں ۔ وہ اِس لئے مختلف ہیں کہ اُن کے دل ہر وقت قربِ الٰہی کے سُرور اور لذّت کی حالت میں ہیں جس کے باعث اُنکی ترجیحات مختلف ہیں ۔

اَب دُنیا کی اہمیّت اُن کی نِگاہ میں کچھ نہیں ۔ اہمیّت صرف اُس کی ہے جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی طرزِ حیات عام لوگوں سے مختلف ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے مذاق کا نشانہ بنتے ہیں، مگر تھوڑے ہی عرصے میں دُنیا کو اُن کی رحمتوں کا احساس ہوجاتا ہے اور اُن کا نام ہر ایک کے لئے خوشی اور رحمت کا باعث بن جاتا ہے ۔

کئی سال پہلے ایسے ایک شخص تھے جو اپنے ربّ کی دائمی حضُوری اور غلامی میں رہتے تھے ۔ حتّٰی کہ جب وہ

Marfat.com

ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے وہ جنّت کے رہائشی تھے۔
اِن کی ولادت سے پہلے اِن کے والد جو خود بھی ایک ولی
تھے اور جن کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی، انہوں نے
ایک خواب دیکھا جس میں ایک خوبصورت نوجوان نے اُن
کے پاس آکر کہا: "بابا! شادی کریں، تاکہ میرا اس دُنیا
میں ظہور ہو۔" آپ کے والد نے پوچھا کہ: "کیا جنّت سے
باہر نکلنا افضل ہے؟" نوجوان نے جواب دیا: "جی
ہاں! اس دنیا میں آنا افضل ہے۔"

یہ وہ زمانہ تھا جب اللہ کے ولی سیّد کبیر رحمۃ اللہ علیہ
نے مروند کے حاکم کی بیٹی سے شادی کی اور سال ۵۷۳ھ
اللہ کے مَست ولی، اُس کے قلندرِ باصفا، اُس کے عاشقِ
کلمۂ حق، سیّد لعل شہباز حضرت عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ
کی ولادت ہوئی۔

اللہ کچھ اولیائے کرام کو خلق کی خدمت کے لئے چُنتے
ہیں۔ ایسے لوگوں کو تبلیغ کے لئے تربیت دے کر تیار کیا
جاتا ہے جو کہ سُنّتِ انبیاء ہے۔ یہ حضرت ابُو اسحاق
سیّد ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی نسبت سے تھے جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رض

Marfat.com

کو خواب میں دیکھا۔ حضرت محبوبِ سبحانی فرما رہے تھے کہ:
"مروند جائیں اور وہاں مروند کے سیّد عثمان کی روحانی منزل کی تکمیل کریں۔" تو اس طرح سلوک کے اسباق بڑی محنت سے اس سیّد مرشد سے اُن کے نوجوان مُرید کو منتقل ہوئے۔ یہ سلسلہ ایک سال تک جاری رہا۔ پھر عشقِ الٰہی اور عشقِ نبی کی آگ میں سیّد شیر شاہ جلال سُرخ پوش نے شدّت پیدا کی، جن سے ملاقات حج کے دوران ہوئی اور جو نوجوان شہباز کو کئی ملکوں کی مسافری میں اپنے ساتھ لے گئے جہاں انہوں نے اپنے وقت کے کئی عظیم اولیاء سے فیض حاصل کیا۔

یہ بات یاد رکھیئے کہ جو بھی احترام و محبّت کے ساتھ کسی ولی کے مَزار شریف کی زیارت کرتا ہے، اُسے اُن سے فیض اور تجلّیات ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہی عالم سلطانُ الہند، خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کا تھا اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر اولیاءِ کرام کے مزارات کا تھا جن کی حاضری سے حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے سوز میں اضافہ کیا۔

اِن مَادر زاد وَلی کا نسب دراصل امام جعفر صادق رضؓ کی نسب سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلبَیت کی محبّت، خاص کر

Marfat.com

پنجتن پاک کی محبّت آپ کے جسم میں اس طرح سمائی ہوئی تھی جس طرح خون جسم میں گردش کرتا ہے ۔ آپ عراق میں کافی عرصہ قیام پذیر رہے اور وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے روزۂ اقدس پر حاضر ہوتے رہے ۔ کربلا کی سرزمین میں آپ کو قلندری طریقے کی بشارت ملی ۔ یہ سال ۶۴۹ ہجری تھا جب حضرت لعل شہباز قلندرؒ سیہون شریف سندھ پہنچے ۔

قلندر وہ اَرواح ہیں جو خود کو اپنے ربّ سے ایک مخصوص طریقے سے جوڑے رکھتے ہیں ۔ اُن کے دل دُنیا سے مکمل طور سے لاتعلق اور کامل طور سے عشقِ الٰہی میں مَست و الست رہتے ہیں ۔ یہ عشق اتنا غالب ہو جاتا ہے کہ یہ قلندر ولی میں خارجی طور ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔ یہ عشق ایک سمندر کی طرح ہے جو پانی کے بجائے شرابِ عشق سے بھرا ہوا ہے ۔ تو آپ کے خیال میں اُس شخص کا کیا عَالَم ہوگا جو اُس میں غوطہ لگاتا ہے اور اُس میں سے وہ جب اُس کا جی چاہے اور جس قدر بھی اُس کا جی چاہے وہ شراب پیتا ہے ۔ کیا وہ ابد الآباد تک نشے میں نہیں رہے گا ؟ کیا وہ جَذب دلذّت کی کیفیت میں نہیں رہے

Marfat.com

گا ؟ یہی وجہ ہے کہ قلندر (اپنے اردگردِ کی) دُنیا سے بے خبر رہتے ہیں ۔ وہ سَرمستی اور سَرشاری کے عالم میں گُم رہتے ہیں ۔ اُن کے حواس کا کنٹرول اُن کے محبوب کے ہاتھوں میں ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ بے خودی اور بے اختیاری اُن کا قصُور نہیں ۔ وہ کس طرح کسی دوسری طرف دیکھ سکتے ہیں جب اُن کے محبوب کا چہرہ ہمیشہ اُن کے سامنے ہوتا ہو ۔ یہ قلندر ذکرِ "ھُو" میں رہتے ہیں ۔ یہ ذکر اُن کی سانس ہے، اُنکے دل کی حرکت ہے، اُن کے خون کی گردش ہے اور اُن کے رقص کا محور ہے ۔ پھر اس میں حیرت نہیں کہ قلندری روح ایسے خوبصورت اشعار کہہ سکتی ہے :

شدم بدنام در عشقش بیا اے پارسا ہم بِین
نمی ترسم ز رسوائی سرِ بازار می رقصم

(یعنی : "میں اُس کے عشق میں بدنام ہوگیا ہوں لیکن اے میرے پارسا دوست آ، میں رسوائی سے ہرگز نہیں ڈرتا میں سَرِ بازار ناچتا ہوں ۔")

بیا اَے مطرب وساقی سماں وذوق را دردہ
کہ من اَز شادی وملش قلندر وارمی رقصم

(اے مطرب وساقی آ! سماء اور ذوق سے مجھے نہال

Marfat.com

کر دے۔ مَیں اَب اُس کے وصل کی خوشی میں قلندر کے مانند قلندرانہ رقص کرتا ہوں۔)

جس وقت اِس قلندر کے قدم مبارک سیہون شریف میں داخل ہوئے تو ایسا لگا کہ اُن لوگوں کے تاریک بوسیدہ دلوں میں جو دیوی اور دیوتا کی پوجا کرتے تھے، سورج کی شعاع داخل ہوئی۔ وہ سر جو صرف بے جان مورتیوں کے آگے جھکنا جانتے تھے، اُن کو معلوم نہ تھا کہ وہ بہت جلد ہی توحید کا اور ایمان کا نیا سبق ایک کامل مُرشد سے سیکھنے والے ہیں۔کیسی رحمتیں اُس کفرستان، سیہون میں داخل ہوئیں جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی یہاں آمد ہوئی۔

اتفّاق سے جو جگہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے درویشوں نے رہنے کے لئے منتخب کی تھی وہ بازارِ حُسن کی جگہ تھی جہاں گناہ ایک معمولِ زندگی تھا۔ جب رات آتی تو اُن گھروں کے رنگ وسرور شروع ہوجاتے۔ یہ سلسلہ سالہا سال سے جاری تھا۔لیکن اُس خاص رات ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ بازار دستور کے مطابق ہمیشہ کی طرح سجا ہوا تھا اور گاہک معمول کے مطابق بازار کی طرف آرہے تھے مگر جیسے ہی وہ اُس گلی میں داخل

Marfat.com

ہوتے تو اُن کے دلوں میں خوف اور گرانی اس قدر طاری ہوتے کے اُن کو اُلٹے پاؤں واپس لوٹ جانا پڑتا۔ اُس رات وہاں کا کوئی گھر بھی گناہ سے آلودہ نہ ہوا اور یہ واقعہ ہر رات ہونا شروع ہوا۔ اِس سے بازار کے تمام لوگ بہت زیادہ پریشان ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا ہو رہا ہے؟ پھر اُنہیں احساس ہوا کہ جب سے یہ نئے درویش نے پڑوس میں ڈیرہ ڈالا، کوئی گاہک محلّے میں داخل نہیں ہو رہا ہے۔ اِن لوگوں میں سے ایک گروہ اُن درویشوں کے پاس گیا اور اُن سے وہاں سے چلے جانے کو کہا لیکن وہ درویش اُن لوگوں کے احتجاج پر خاموش رہے۔ یہی وقت تھا جب وہاں کے فاسق و فاجر راجہ جیرجی اُس علاقے کا حکمران تھا۔ لوگ اُس کے ظلم و سِتم سے تنگ آئے ہوئے تھے لیکن تبدیلی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ جب بازارِ حُسن کی عورتوں نے دیکھا کہ لوگوں کو اُن کی طرف آنے میں اَب دلچسپی نہیں رہی تو انہوں نے تنگ آکر راجہ سے اُس کی شکایت کر ڈالی۔

راجہ ایک بزدل انسان تھا۔ چونکہ وہ ایک معصوم اور بے گناہ درویش کو قید میں رکھنے کا بھی مجرم تھا اس لئے وہ اِن

Marfat.com

نئے درویشوں سے بھی ڈرنے لگا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ راجہ کی بیٹی اپنی کھڑکی کے قریب بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس کی نظر ایک درویش پر پڑی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ اُن جھاڑیوں میں رہتے تھے لیکن دن کے وقت وہ تین بار زمین کو اپنے رومال سے صاف کرتے اور بلند آواز میں پکارتے :" لوگو! میرا مُرشد آرہا ہے میں اُس کے استقبال کی تیاری کر رہا ہوں۔ تم بھی اُس کو خوش آمدید کہنا۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے " اِس منظر سے راجکماری لطف اُٹھاتی تھی اس لئے وہ کھڑکی کے قریب بیٹھ کر درویش کی یہ کارکردگی دیکھا کرتی تھی۔ جب راجہ نے یہ افواہ سُنی کہ اُس کی بیٹی کو ایک درویش سے محبّت ہوگئی ہے تو اُسے غصّہ آگیا اور اُس نے اُس بے گناہ درویش کو جو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے قید میں ڈال دیا۔

اَب راجہ کو ایک نیا مسئلہ درپیش تھا۔ صلح کرنے کی خاطر اُس نے لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیورات سے بھری ایک طشتری بھجوادی لیکن اللہ کے ولی کو اُن تحفوں میں ریاکاری نظر آئی اِس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

زیورات سے بھری وہ طشتری آگ میں پھینک دی جو صرف چند لمحوں میں جل کر راکھ ہوگئی ۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے راجہ کے آدمیوں کو خبردار کیا کہ وہ اُن کے مُرید کو رہا کریں ورنہ وہ خود اُسے آزاد کرانے کیلئے جائیں گے ۔ راجہ کے آدمی یہ سُن کر خاموش رہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک رات عشاء کی نماز کے بعد قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا رُخ ایک طرف موڑتے ہوئے فرمایا : "او بدّلے ! میرے پاس آجاؤ ہماری آنکھیں تمہیں دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں ۔" بدّلے یہی قید والے درویش تھے ۔ عین اُسی وقت بدّلے کی تمام زنجیریں ٹوٹ گئیں اور جیل کا دروازہ اپنے آپ ہی کھل گیا ۔ اِس واقعے سے راجہ کی سلطنت میں ایک ہلچل سی مَچ گئی ۔ لوگ ایک دوسرے کو اس مسلمان درویش کی (روحانی) طاقت کے بارے میں بتانے لگے جنہوں نے پھر کچھ عرصے بعد لوگوں کو راجہ جیر جی کے ظلم سے نجات دلا دی ۔

یہ لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ صرف چند ہی سالوں کے عرصے میں لوگوں کے دل تبدیل ہونا شروع ہوگئے اور وہ پیشانیاں جو شرک کی کالک سے رنگین تھیں وہ اپنے اللہ کے آگے جھکنا شروع ہوگئیں ۔ اللہ کے قلندر

Marfat.com

نے مستقل طور پر سیہون شریف میں سکونت اختیار کی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ قریب کے دیہاتوں کا تبلیغ کی خاطر دورہ کیا کرتے تھے ۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شیریں زبان اور علم کی گہرائی تھی جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتی تھیں ۔ آپ کا جمعہ کا خطبہ مقبولِ عام تھا اور لوگ دُور دراز علاقوں سے اُسے سننے آیا کرتے تھے ۔ آپ کی آواز سحر انگیز تھی اور اُس میں سوز اور گداز تھی اس لئے جو بھی اُسے سنتا وہ فوری طور آپ کی طرف کھینچا تھا ۔ آپ کی عربی بھی فصیح و بلیغ تھی اور آپ کا بیان اس قدر متاثر کُن تھا کہ لوگ بے اختیار ہوکر زار و قطار رونے لگتے تھے ۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ کے صحن میں بیٹھے وضو فرما رہے تھے ۔ اُس جگہ کوئی سایہ نہ تھا سو سُورج کی تپش کو دیکھ کر مُریدین نے عرض کیا : "حضرت ہم یہاں سایہ کے لئے ایک درخت اُگائیں گے تاکہ یہاں بیٹھنے والوں کو راحت ملے ۔ وضو کرنے کے بعد لعل شہباز قلندرؒ نے اپنی مسواک اپنے ایک مُرید کو دیتے ہوئے فرمایا : "اِس مسواک کو یہاں لگا دو ۔" انہوں نے آپ کے فرمان پر عمل کیا ۔ سب کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب دوسرے ہی دن اُس

Marfat.com

مسواک پر ننھے پتّے نکل آئے اور چند ہی دنوں میں وہ چھوٹی سی مسواک ایک گھنے سایہ دار درخت میں تبدیل ہوا۔ یہ درخت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ تک وہیں موجود رہا۔ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد یہ درخت بھی سوکھ گیا اور کوئی تدبیر اُسے دوبارہ سرسبز نہیں کرسکی۔

سیہون کے لوگوں میں آپ کی ایک اور کرامت بھی مشہور ہوئی، یعنی جب کبھی کسی مریض کو لعل شہباز قلندرؒ کے سامنے لایا جاتا تھا تو اللہ کے یہ ولی فرماتے: "اے مرض! میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس شخص کو چھوڑ دے" اور پھر ایک بار سُورۃ الفاتحہ، ایک سُورۃ فلق اور ایک سُورۃ النّاس، اور کچھ کلمۂ طیبّہ پڑھ کر دم کرتے اُس کے بعد آپ خلفاءِ راشدین کا وسیلہ پا کر مریض پر دم کرتے۔ آپ کی دُعا ہمیشہ مقبول ہوتی اللہ کے دَربار میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آج دن تک جاری ہے۔ جو کوئی بھی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جائے اور اِسی طرح دم کرے تو آج بھی اللہ کی رضا سے اُسے شِفا نصیب ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اعصاب دُور کرنے کے لئے بھی مشہور تھے۔ اگر کوئی شخص اِس کا شکار ہوتا تو آپ اُس کا نام

Marfat.com

بلند آواز میں لیتے اور پھر مریض کی طرف بغور دیکھنا شروع کرتے یہاں تک کہ مریض بے ہوش ہو جاتا اور اعصاب اُس شخص کے بدن سے نکل جاتا۔ پھر مریض کو بکری کا دودھ پلایا جاتا اور مریض فوراً صحت یاب ہو جاتا۔ یہ کرامت آج بھی مزارِ اقدس میں موجود ہے اور کوئی بھی متاثرہ شخص مزار شریف میں کچھ دیر ٹھہر کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے دعا مانگے تو اُسے شفاءِ کاملہ نصیب ہوگا۔

حضرت سخی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک آزاد مشرب قلندر تھے، بلکہ وہ فلسفہ اور وحدۃ الوجود کے بھی ایک صُوفی تھے۔ آپ کی فنائیت مجرد اور بے قید درویشی تھی یعنی وہ جو ہر وقت ذاتِ الٰہی میں غرق ہو اور جو خلا اور وقت (زمان و مکان) کی حدوں سے ماورا ہو۔ جس طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: "آپ قلندر جوان تھے، مرد درویش ہیں، زمانے سے پکار کر کہتا ہے کہ تو دُنیا کو اپنے پیچھے چلانے کا عادی ہے۔ میں بندۂ حق ہُوں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ جدھر میں جا رہا ہوں تو بھی اُدھر چل۔ میں جو ہنگامے پیدا کر سکتا ہوں تو اُن کی تاب نہیں لا سکتا وہ تیری طاقت سے بالا ہیں۔ تو خیر چاہتا ہے تو قلندر

Marfat.com

کی قیام گاہ سے بچتا ہوا نِکل جا۔ اے زمانے ! اگر تو چڑھتا ہُوا دَریا ہے تو مجھے پرواہ نہیں ۔میں کبھی کشتی اور ملاّح کا محتاج نہیں ۔کیا یہ حقیقت نہیں کہ تیرے تکبّر کا نعرہ ٹوٹ چکا ہے ۔ تو دیکھ کہ میں قلندر ہوں ۔ سورج ، چاند ، ستاروں کا حساب لیتا ہوں ۔میں زمانے کی سواری نہیں بلکہ اس کا سوار ہوں ۔ یعنی زمانے کی مرضی پر نہیں چلتا بلکہ اِسے اپنی مرضی پر چلاتا ہوں ۔"

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ زمان و مکان کے قیدی نہ تھے ۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی روحانیت آپ کی موجودگی اور آپ کا اَثر آج تک موجود ہے ۔ آپ کی سَرشاری اور سَرمستی نے ہمارے سلسلۂ نظامیۂ نوریہ کو ایک نیا رنگ بخشا ہے ، ایک مختلف روحانی قوّت عطا کی ہے ۔ وہ جو اس سلسلے کا حصّہ ہیں اور صِدقِ دل سے اللہ کے لعل شہباز قلندرؒ سے محبّت کرتے ہیں وہ دُنیا سے ڈرنا چھوڑ دیں گے ۔ اُن کے دل مضبوط ہوں گے اور اُن کے احساسات زیادہ شدید اور گہرے ہو جائیں گے ۔ انہیں عشقِ الٰہی ،عشقِ محمّدی اور عشقِ اہلِ بیت کے سمندر میں کھینچا جائے گا کیونکہ یہی قلندروں کا سمندر ہے ۔ جو بھی عارفی نوری یا نوری ہو وہ

Marfat.com

اِس سمندر میں اُتر سکتا ہے ، لیکن شرط یہ ہے کہ خود کو سیہون شریف کے سائیں کے سُپرد کریں ، شاہِ قلندر کے سُپرد کریں۔ بس آپ اُن سے یہ کہیں کہ : "میں آپ کا ہوں" (بالکل اُسی طرح جس طرح حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے) اور پھر قلندری دھمال ، قلندری مستی کو دیکھیں کہ کس طرح یہ آپ کے حواس اور آپ کے وجود پر غالب آتے ہیں ۔ بس خود کو اُن کے حوالے کردیں اور اُن کے رقص کا حصّہ بن جائیں جو جاری رہے گا اَبد تک۔

حق قلندر ، لعل قلندر

آمین !

ثم آمین ۔

Marfat.com

(۲۸۶)

۵ جولائی ۲۰۱۳ء
۲۵، شعبان المعظّم ۱۴۳۴ھ

محبّت کے تقاضے

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بے حساب دیتا ہے اور جس کی نعمتوں کی کوئی حد نہیں ۔ وہ کائنات کا بادشاہ ہے۔

دُرود و سَلام مَہربان دل والے نبیؐ پر، وہ جن کے لَب لَعل و یاقوت جیسے صَدا مُسکراتے ہیں۔

؎

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب لوگوں کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے ۔ سلامتی ہو اللہ کے عاشقین کے لئے کیونکہ انہوں نے دائمی امان کی راہ چُن لی ہے۔

عاشقین تو ہمیشہ ہنگامہ خیز حالت میں رہتے ہیں۔ وہ ہر وقت کرب میں رہتے ہیں، کربِ جُدائی میں، اپنے محبوب کے دیدار کی تڑپ میں ۔ اُن کو کسی دوسری چیز کی کوئی حاجت نہیں ہے ۔ اُنہیں دنیا کی پرواہ نہیں، اُس کے سونے چاندی کی پرواہ نہیں ۔ اُن کو اِن کی پرواہ کیسے ہوسکتی

Marfat.com

ہے جبکہ محبوب کی آواز اُن کے لئے سونا چاندی ہے، اُس کی آنکھوں کی چمک اُن کے لئے ہیرے ہیں، اُس کے گُلابی ہونٹ اُن کے لئے یاقوت ہیں اور اُس کے رُخِ زیبا کی دَمک چاندی جیسی ہے۔ تو پھر بھلا اُن کو دُنیا کے سونے چاندی کی ضرورت کیوں ہو؟ کسی بھی عاشق کے لئے یہ سب بیکار دھات کے ٹکڑے ہیں اور ہیرے جواہرات بیکار پتّھر ہیں۔ یہ ہے اللہ کے عاشقوں کی سوچ۔ اللہ کی باتوں کو صرف وہی سمجھ سکتے ہیں جو پیالۂ عشق سے پی چکے ہیں، مگر دُنیا داروں کے لئے اللہ کے الفاظ بے معنیٰ ہو سکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ دَرد کس طرح کم کیا جا سکتا ہے اور محبّت میں اتنی جدائی کیوں ہے؟ محبّت چاہت ہے، ایک طلب ہے اور ایک تمنا ہے۔ یہ "طلب" ہے آپ کی محبّت کی، ایک "ضرورت" ہے اُس کی قربت کے لئے اور ایک "تمنّا" ہے اُس کے ہاتھوں سے شرابِ عشق کے جام کو پینے کی۔

یہ ہے محبت! ایک دوسرے سے اس قدر قریب ہونا کہ تمام حجابات گِرنا شروع کر دیں اور تمام فاصلے ختم ہو جائیں۔ ایسی ہونی چاہیئے محبّت کی قربت اور نزدیکی۔ آپ کی کائنات کو صرف ایک سورج کے گِرد گھومنا چاہیئے۔ آپ کی

Marfat.com

دنیا کی صرف ایک شبیہہ ہونی چاہیئے ، اور آپ کے جسم کی صرف ایک ہی تڑپ ہونی چاہیئے ، یعنی آپ کے محبُوب کے رُخِ زیبا کی ۔ اُسکی ہنسی آپکی ہنسی بن جاتی ہے ۔ اُسکی آنکھوں کی چمک آپ کے لئے سورج کی روشنی بن جاتی ہے ۔ اُس کے ناز و ادا آپ کا فخر و شادمانی بن جاتے ہیں ۔ اس کو کہتے ہیں محبّت ۔

جس وقت اس کائنات کو تخلیق کیا گیا تھا تو یہ ایسی نہیں تھی جیسی آج ہے ۔ رنگ زیادہ گہرے تھے اور ہَوا زیادہ تازہ تھی ، حتّٰی کہ نَدیوں میں بہتا پانی بھی زیادہ میٹھا تھا ۔ پوری فطرت محبّت میں مبتلا تھی ۔ اپنے خالق کی محبّت میں ، اپنے ہم جِنسوں کی محبّت میں ، انسانوں کی محبّت میں ۔ اُنہیں "نور" ایک پاکباز انسان کی پیشانی پر دکھائی دیتا تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ پہلا انسان دَراصل جنّت کا رہائشی ہے ۔ وہ محبّت دُنیا کو توازن بخش رہی تھی ۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ انسانی دل کے حرص اور لوٹ کھسوٹ نے اس زمین کا توازن بگاڑ دیا ۔ فیکٹریوں سے نکلنے والے دھوؤں نے فطرت کے روشن رنگوں کو گہنا دیا ۔ جنگلات کی تباہی سے اللہ کی کئی مخلوقات کو اُن کے

Marfat.com

نشیمنوں سے محروم کر دیا۔ طمع اور حَسَد نے انسانوں سے اُنکی معصومیت چھین لی۔ دُنیا کی سطح پر تبدیلی آتی رہی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے تازہ پانی کیچڑ یا ریت سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اُن آلودگیوں کو چھان لیتے ہیں تو پانی دوبارہ صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ کیچڑ کو اُس میں جمع ہونے دیتے ہیں تو بہت جلد آپ دیکھیں گے کہ تازہ پانی کیچڑ کی شکل اختیار کرتا ہے۔

تو اس طرح دنیا تبدیل ہوگئی۔ دُنیا کو دلوں کی آلودگیوں نے تبدیل کیا، اور اَب تو یہ آلودگیاں اس قدر زیادہ ہو چکی ہیں کہ دُنیا رنج و الم کی تصویر بن کر رہ گئی ہے۔ یہ تو محبّت ہی ہے جو کہ شکستہ دلوں کو سہارا دیئے ہوئے ہے اور اشکوں کو سوکھنے کے لئے مَدد فراہم کر رہی ہے۔ آب زمانے کے خاتمے میں ایسا ہونا ممکن نہیں کہ یہ تمام تر صورتحال کو بدل ڈالیں، لیکن یہ عاشق کے دل میں رنگ ضرور لائے گی۔ اِس سے زخم ضرور مُندمِل ہوں گے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے دل کی فلاح کے لئے محبّت میں مُبتلا ہونا ضروری ہے۔

کہاوت ہے کہ: " اگر آپ پانی کو روک نہیں سکتے تو

Marfat.com

بس اُس کے ساتھ بہتے جائیں ۔" آخر زمان کا طوفان اِس قدر طاقتور ہے کہ جو اُس کے آگے کھڑے ہوں گے اُس کی تیز لہروں میں بہہ جائیں گے ۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ دُنیا والے اِس کے آگے کھڑے ہوسکیں ۔ یہ اُن کی خام خیالی ہے کہ وہ زمانۂ آخر کے آگے ٹھہر سکتے ہیں اور اُس کی آفتوں سے اثر انداز نہیں ہوں گے ۔ یہ تو صرف وہ عاشق ہیں جن کے ہاتھ پاکبازوں کے ہاتھوں میں ہیں اور جن کے دل رسُولُ اللہ ﷺ اور اولیائے کرام کے مُبارک قدموں میں جھکے ہُوئے ہیں جو اِس کا مقابلہ کرسکیں گے ۔ صرف یہی لوگ ہیں جو طوفانِ آخر کی لپیٹ میں آنے سے بچائے جائیں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کسی کامل ولی کے ہاتھوں کو تھامے رکھنا چاہیئے اور اللہ کے عاشقین کی محبّت قائم رکھنی چاہیئے ۔

تو سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ کوئی شخص اللہ کا عاشق ہے ؟ یا اس مقام کا اہل ہونے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟

اللہ کا عاشق ہونے کے معاملے کا تعلق براہِ راست دل سے ہے ۔ اگر آپ کا دل صحت مند ہے تو پھر آپ

Marfat.com

ہیں اتنی قوت ہے کہ آپ "نور" اور تجلّیات کی موجودگی
کو برداشت کر پائیں گے جو روحانی شخصیت کی ذات کا
حصّہ ہیں۔ یہ "نور" اتنا مضبوط اور اتنا طاقتور ہے کہ اگر یہ
کسی پہاڑ پر گر جائے تو وہ پہاڑ راکھ بن جائے۔ محبّت
کی دُنیا عام دنیا سے نہایت مختلف ہے۔ عام دنیا میں آپ
اپنی حیثیت کو خرید سکتے ہیں۔ آپ اُسے بے ایمانی اور
ہوشیاری سے پاسکتے ہیں یا آپ اُسے ورثے میں
پاسکتے ہیں۔ لیکن محبّت کی دُنیا میں یہ تمام
عوامل کام نہیں آتے۔ اگر کوئی شخص خلوص سے محبّت کو
تلاش کرتا ہے، اگر وہ اُس کے دل کی واحد تمنّا بن جاتی
ہے اور اگر وہ اپنے ربّ سے اُس محبّت کی طلب کرے،
تب جاکے اُس پر یہ رحمت نچھاور کی جاتی ہے۔ محبّت
کی دنیا میں دولت، رنگ ونسب، یا حُسن و وجاہت کی
اہمیت نہیں۔ یہ سب بے معنیٰ چیزیں ہیں۔ آپکو کوئی خاص
علم یا قابلیت کی بھی ضرورت نہیں ہے دِلوں کی دنیا میں
کوئی مقام حاصل کرنے کے لئے۔ اس میں واحد ضرورت
طلب کی ہے۔ پُرخلوص طلب! جب یہ طلب پیدا ہوتی ہے
تو تب سچّے دل اپنے گہرُ مقصُود کو تلاش کرنا شروع کرتے

Marfat.com

ہیں ۔ یہی وہ وقت ہے جب وہ طالب (یعنی طلب کرنے والے) بن جاتے ہیں ۔ یہ اصلی دُنیا میں داخلے کا درجہ ہے ۔ جب آپ کو یہاں پذیرائی ملتی ہے ، تو آپ کی ذمّہ داری بھی بڑھ جاتی ہے ۔ اِس کے معنی یہ ہیں کہ اَب آپ کو کچھ حدود کے اندر رہنا ہے اِن حدود کی نشاندہی شریعت کرتی ہے ۔ جو اللہ کا عاشق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور غیر شرعی کام کرتا ہے ، تو یقیناً اُس کا دعویٰ جھوٹا ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اَب طالب کو ایک کامل مُرشد کی تلاش کرنا چاہیئے جو اِن قواعد کی تشریح کر سکیں ۔ ہر آدمی کو ایک مُرشد کی ضرورت ہے ۔ یہ دنیائے محبّت میں ضروری ہے ۔ اِس کی وجہ بڑی سادہ ہے ۔ عام دنیا میں بھی ایک اُستاد کو اپنے شاگرد سے زیادہ اہل ہونا چاہیئے اور بہترین اُستاد وہ ہے جس میں تجربہ بھی ہو اور اُس کے پاس صرف کتابی علم نہ ہو۔

یہاں بھی یہی بات صادق آتی ہے ۔ آپ کتابوں کے ذریعے روحانیت ، کس طرح سیکھیں گے ۔ یہ وہ دُنیا ہے جو دکھائی نہیں دیتی ۔ آپ غیب کی تعلیم صرف کتابوں سے کس طرح حاصل کر سکتے ہیں ۔ اسی لئے آپ کو ایک ایسے اُستاد کی ضرورت ہے جو اُس دوسری "سمت" میں رہتا ہو ، وہ

Marfat.com

جو اپنے الفاظ کسی کتاب سے نہیں لیتا اور پھر بے دِلی سے اُنہیں اپنے طالبوں کے سامنے پیش کرے۔

حقیقی دُنیا میں خود، اُستاد کو دوسرے قابل اُستادوں سے علم حاصل کرنا ہوتا ہے چاہے اُن کا تعلق اِس دنیا سے ہو یا اُس دوسری دنیا سے۔ پھر اُس اُستاد کو چاہیئے کہ وہ خود عبادات اور وظائف کے ذریعے اپنے باطن کو مضبوط بنائے۔ ایسے کئی اُستاد ہیں جو اِن ضروریات پر پُورا اُترتے ہیں لیکن وہ اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ایک اصلی اُستاد، یا کامل مرشد کو غیب کی دنیا تک رسائی ہونی چاہیئے۔ اُن کو آسمانی راستوں کا مسافر ہونا چاہیئے۔ اُن کے ساتھی بھی ملائک یا پاکیزہ ارواح ہونے چاہیئے، اور اُن کے دل کی کُنجی ایک روحانی شخصیت کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے جس کا تعلق دوسری دُنیا سے ہو۔ اُس کا وصال اپنے محبوب سے مکمل ہونا چاہیئے اور اُن کے درمیان کوئی جُدائی یا فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی اُستاد اِن شرائط پر پُورا اُترتا ہے، تو تب جا کر اُسے "کامل" کہا جائے گا اور اُسے صرف اُس صُورت میں "کامل" کہا جائے گا، اور تب وہ طالبوں کی سیدھے راستے پر صحیح

Marfat.com

معنوں میں رہنمائی کر سکے گا۔

عاشق بننا اتنا آسان نہیں ہے ۔آپکو اپنی خواہشات اور دُنیا کو اور خود کو جَلانا پڑتا ہے تب ہی اُس راکھ سے ایک عاشق پیدا ہوتا ہے ۔ جَلائے جانے کے اُس عمل میں آپ کے مُرشد آپ کی مَدد کرتے ہیں اُس آگ کے شعلوں کو تیز کرتے ہوئے ،تاکہ آپ کے پاس دنیاوی کوئی شے باقی نہ رہے ۔ یہ تو صرف ایک کامل مُرشد کے ہاتھوں کا صدقہ ہے کہ ایک طالب عاشق بن جاتا ہے۔

ایک طالب کے لئے نہایت ضروری شے یہ ہے کہ وہ ایک مرشدِ کامل کو تلاش کرے ۔ پھر اگر اُس کو ایسی رحمت سے نوازا جاتا ہے ، اُسے اپنے مُرشد کی صحبت میں جس قدر ہو سکتا ہے رہنا چاہیئے اور اُسے چاہیئے کہ مُرشد اُسے جو کچھ بتائیں وہ اُسے مانے ۔ اگر کوئی طالب اپنے مُرشد کے احکامات کو ماننے سے پس وپیش کرتا ہے ، تو یاد رکھیئے کہ اُس کا دل ابھی کمزور ہے اور اُسے ابھی ایک لمبا راستہ طے کرنا ہے۔

اے اُمتِ محمّدی ! عاشق بننے کے لئے بس یہ یاد رکھیئے کہ :

Marfat.com

۱۔ اللہ سے سچّے دل سے اِس کی طلب کریں۔
۲۔ ایک رہنما کی تلاش کریں - ایک ایسے شخص کی جو اللہ کا ولیٔ اللہ کا عاشق ہے اور پھر خود کو مکمل اور غیر مشروط طور پر اُسکے سُپرد کر دیں۔ یہی ہے طریقہ اللہ کے عاشق بن جانے کا۔ اَب اگر آپ کا مُرشد کامل ہے اور اُس میں اللہ کی رضا شامل ہے اور حقّ کے لئے آپ کی تڑپ بھی سچی ہے، تو آپ اپنے اندر ایک تبدیلی رونما ہوتے محسوس کرنے لگیں گے۔ وہ دنیا جو مختلف رنگوں کی تصویر ہوا کرتی ہے، وہ آپ کیلئے سفید اور کالے رنگ کی مبہم تصویر بن جائے گی۔ سفید چیزیں وہ ہوں گی جو آپ کے اللہ کو پسند ہیں اور کالی چیزیں وہ ہوں گی جو ایک مومن کے لئے ممنوع اور حرام ہیں۔ دُنیا ایک پنجرہ بن جائے گی جس میں عاشق کی رُوح قید ہے۔

اگر آپ کسی پرندے کو پنجرے میں بند دیکھتے ہیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ اُس کی آنکھیں ہر وقت آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی ہوں گی اُس وقت کے انتظار میں جب قفس کے دروازے کُھلیں۔ یہی معاملہ ایک عاشق کو درپیش ہوتا ہے جس کی آنکھیں کبھی دُنیا پر نہیں ٹِکتیں، بلکہ وہ آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ قفس کا

Marfat.com

دروازہ اُس کے لئے کُھل جائے۔ ایک سچّے عاشق کے احساسات یہی ہیں، یعنی اُسے ہمیشہ اپنے محبُوب کی تمنّا رہتی ہے، ہر وقت اُس کی حضوری میں رہنے کی آرزو۔ یہ صرف اُس وقت ہوتا ہے جب اُس پر اللہ کی رحمت ہوگی کیونکہ یہ صرف اللہ ہی ہے جو اپنے عاشقوں کا انتخاب کرتا ہے۔

اَب آیئے اِس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ عاشقوں کی دُنیا میں درد اور جُدائی کیوں ہے؟

جواب صرف اُن کی سمجھ میں آئے گا جو اس راہ کے مسافر ہیں اور جو شب و روز اس تڑپ کی آگ میں جَلتے رہتے ہیں۔ آیئے! شمع اور اُس پروانے کی مثال لیتے ہیں جو اُس کے گرد گھومتا ہے۔ پروانہ جانتا ہے کہ شمع کا شعلہ اُس کی جانِ جاناں ہے اِس لئے وہ اُس کے گرد والہانہ رقص کرتا ہے اور جب عشق کی تپش بڑھتی ہے تو پھر یہ طواف بھی کافی نہیں۔ اُسے آگے بڑھ کر آگ کے ساتھ ایک ہونا پڑتا ہے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اُس کا انجام کیا ہوگا۔

یہ حماقت یا لاعلمی نہیں۔ یہ محبوب سے ملنے کی شدید تڑپ ہے۔ عاشقوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے۔ عاشق کا دل سُکون سے نہیں رہتا۔ اس کی حرکت یا اُس کی دَھڑکن

Marfat.com

دراصل اُس کا طواف اُس کے محبوب کے گرد ہے ۔ اَب جب عاشق کی حِدّت بڑھتی ہے اور اُس کے دل کی دھڑکن کافی نہیں ہوتی تو پھر عاشق اپنے سینے سے اپنے دل کو نِکال کر اُسے اپنے محبوب کے قدموں کے نیچے رکھ دیتا ہے۔ بدقسمتی سے یہ بھی کافی نہیں ہوتا۔ دَرد و تڑپ محبّت کے لئے پھر بھی بڑھتا ہی جاتا ہے ۔ دل کو دل کی طلب ہے اور محبوب کو اس کا بخوبی علم ہے لیکن دَرد و تڑپ دراصل اُس آگ کے شعلے کو تیز کرتی ہیں جو عاشق کے دل میں سُلگ رہی ہے ۔ یہ شعلہ اُس عاشق کے نفس کو جَلانا شروع کرتا ہے۔ آہستگی اور تواتر سے یہ ہر چیز کو جَلا دیتا ہے ۔ خواہشات، دُنیا ، طمع ، اَنا ، حِرص ، حَسَد اور ریا کاری ، یعنی سَب کو جَلا دیتا ہے ۔ محبّت کی دنیا میں یہ ہے مقصد دَرد ، جُدائی اور بےقراری کی تڑپ کا ۔ محبّت لطیف ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کثیف دُنیا کسی ایسی چیز سے مَدغم ہو جائے جو اس قدر لطیف ہو ۔ جب یہ کثافت جسم میں جل جاتی ہے تب ہی لطیف رُوح زیادہ نمایاں ہوجاتی ہے اور تب ہی محبّت کا مِلاپ ہوجاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ محبّت کا کرب دراصل دنیا کو آپ کے

Marfat.com

دل سے ہٹانا ہے۔ یہ روح کی صفائی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جدائی کا دَرد دوسری دنیا میں بھی موجود ہوگا مگر اُس کرب کا مقصد مختلف ہوجاتا ہے۔ اِس موضوع پر اُس وقت بات ہوگی جب آپ اُس دُنیا میں داخل ہوں گے۔

بس یہ یاد رکھیں کہ آپ کا اللہ آپ سے بہت محبّت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محبّت کے یہ اسباق آپ کو سِکھائے جارہے ہیں۔ اس راہ کا ایک حصّہ بنیں۔ محبّت کے دَرد کو محسوس کریں اور جلد ہی آپ ایک نیا "آپ" اپنے اندر دیکھیں گے۔ رہیئے اس طرح جس طرح مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: "کیا آپ کو اپنی رُوح کی تلاش ہے؟ تو اپنے قفس سے باہر آیئے۔ دَھارے کو چھوڑ کر دریا سے مل جایئے جو سمندر کی طرف بڑھ رہا ہے' اس دُنیا میں جذب ہوکر۔ آپ نے اسے اپنا بوجھ بنا لیا ہے۔ اس دنیا سے اُوپر اُٹھیے! ایک اور بھی تصوّر ہے....."

اللہ کی رحمتیں اور اُس کی محبّت آپ سب کے سَروں پر سایہ فگن رہیں، باوسیلۂ رسُول اللہ ﷺ۔

آمین!

ثم آمین۔

Marfat.com

۱۲، جولائی ۲۰۱۳ء
۲، رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

حضرت شرف الدّین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سات آسمانوں اور زمین کا مالک ہے جس نے اَرواح کو پیدا کیا اور اُن کو جسم عطا کئے مِٹّی کے اور جس نے ارواح میں دِل سجا لئے جو کہ اللہ کا مَسکن ہیں۔

دُرود و سلام اللہ کے نبی ﷺ پر، اُن پر جو اپنی اُمّت کے لئے بہترین خزانہ ہیں اور جو اپنے عاشقوں کے ساتھ محبّت کی باتیں کرنا پسند کرتے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب پر اور آپ کے پیاروں پر۔ سلامتی ہو اُن پر جو جانتے ہیں کہ ایک مُبارک مہینے کا نزول ہو چکا ہے اُن کی زندگیوں میں اور جو ہمیشہ اِن رحمتوں کے ہر ایک لمحے سے مُستفیض ہونے کے لئے بے چین ہیں۔

نا اُمیدی اور مایوسی ایک صُوفی کا طریقہ نہیں ہے۔ ایک صُوفی کا دل ہمیشہ خوش ہے؛ خوش ہے اگر محبوب کے ساتھ

Marfat.com

وصال ہے ۔ اگرچہ محبوب دور ہو اُس کے باوجود صُوفی یادِ محبوب میں خوشی پاتا ہے اور وصال کے اُن خوبصورت لمحات کے لئے تڑپتا ہے ۔ مگر اس تڑپ میں بھی لذّت کا ایک احساس ہے ، اس اُمید کا ایک احساس کہ اگلی ملاقات کس نوعیت کی ہوگی اور اُس ملاقات میں کیسی خوبصورت سنگیت سنائی دیں گی ۔ صوفی کا دل دنیاوی فکروں سے خالی ہوتا ہے ۔ یہ ہر وقت سکینت کی حالت میں ہے ، جو اللہ کی اپنے عاشقوں کے لئے رحمت ہے۔

• عاشق کی پہچان کیا ہے ؟

اِس دُنیا میں ایسے کئی عاشقوں کا وجود ہو سکتا ہے جو لوگوں کو نظر نہیں آتے ، جو دنیاوی لباس میں چُھپے ہوتے ہیں اور دنیاوی مشاغل میں رہتے ہیں ۔ وہ دنیا والے نظر آتے ہیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ دوسرے اُن کے راز سے واقف ہوں مگر اُس دنیاوی لباس میں وہ سچّے عاشق ہیں۔

تو پھر آپ ایک عاشق کو کس طرح پہچان سکتے ہیں ؟

اُس کی آنکھوں کے ذریعے ۔ اُس میں محبّت کا ایک شعلہ ہے جو وہاں ہر وقت روشن رہتا ہے ۔ یہ شعلہ اُس وقت مزید نمایاں ہو جاتا ہے جب عاشق تنہا بیٹھا ہُوا ہوتا

Marfat.com

ہے ۔ اُس وقت آپ کو عشق کا دریا اُس کی آنکھوں سے بہتا ہُوا بھی نظر آسکتا ہے اور اُس کے لَبوں سے اُس کے محبوب کا نام سُنائی دے گا اور جب کوئی عاشق قلندر بھی ہو تو آپ کو یہ سب دیکھنے کے لئے انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔ بس کسی بھی وقت اُن کی آنکھوں میں جھانکیئے، آپ کو اُن میں اُن کے محبوب کا عکس دکھائی دے گا ! یہ ہے ایک قلندر کی محبّت کا دکھائی دینا۔

جیسے کہ حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا ہے کہ : "میں ہر شب محبوب کے چہرے کی یاد میں چراغ جلاتا ہوں ۔ مجھے پروانے کی طرح جلنے سے بالکل فراغت نہیں۔ہر وہ شخص جس کا ذہن تیرے سودے سے خالی ہو، خدا کرے اُس کے سر پر آسمان سے پتھر اور خاک برسیں ۔ محبوب کے چہرے کی وجہ سے ہمارا باغ ہمارے سینے کے اندر ہے۔ہم اُس باغ کی سیر سے بالکل لطف نہیں اُٹھاتے ۔ اُس شوخ و شنگ کے چہرے اور آنکھوں کے خیال سے میری آنکھیں آنسوؤں سے بھری اور میرا سینہ داغ داغ ہے ۔ اے واعظ! جس طرح بلبلوں کے درمیان کوّے کا شور اچھّا نہیں لگتا اِس طرح عاشقوں کے درمیان غرور اور تکبّر کے نعرے اچھّے نہیں

Marfat.com

لگتے۔ اے شرف! اگر تو دنیا اور دین سے فارغ نہیں ہوا تو پھر دن رات باغ اور جنگل میں مستوں کی طرح کیوں پھرتا ہے۔"

ایک دِل کو دِل کیسے کہا جائیگا اگر وہ یادِ یار کے لطف سے خالی ہو؟ جو شرابِ حق کا مزہ چکھ لیتے ہیں، وہ دوبارہ دُنیا کی طرف نہیں پلٹتے۔ اس شراب کے نشے کی شِدّت مختلف ارواح پر جداگانہ ہوتی ہے۔ جیسے جیسے شراب کی شدّت بڑھتی ہے، ویسے ویسے عاشق قربت کی بلندیاں طے کرتا ہے اور اگر اس قربت نے مستقل ایک ہی مقام پر قائم رہنا شروع کیا تو ہوسکتا ہے کہ عاشق غوث، قطب، ابدال یا قلندر کے مقام تک پہنچ جائے۔ اُسے اللہ کے کام کے لئے چُنا جاسکتا ہے۔ یعنی اللہ کے اسماءِ حُسنیٰ کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے۔ عشقِ الٰہی کی شدت ایسی ہوتی ہے۔" میں عشق سے مُنہ نہیں موڑوں گا خواہ میرا سَر چلا جائے اور میرے دل سے محبوب کی یاد کبھی نہیں جائے۔ میں عشق کے صحرا سے واپس نہیں آؤں گا خواہ میرا سامان گر جائے اور میرا اونٹ بھی چلا جائے۔ تیری جفا کی تلوار کے ہاتھوں اگر میرا سَر بھی چلا جائے تو شمع کی طرح اوپر تلے ہزار سر اور آجائیں گے۔"

یہ ایک قلندری گیت ہے جو ایک قلندری رُوح نے گائی

Marfat.com

ہے، وہ رُوح جو جنگلوں اور بیابانوں میں اپنے محبوب کے عکس کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی جو خون کے آنسو روتی اور جس کا دِل جلتا ہی رہتا ہے مگر تب بھی قرار نہیں ملتا، اُسے دَردِ محبت سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ اُس کے کان کے زیور پر میں فِدا کہ جب میرے چہرے کی زردی اور آنکھوں کا گوہر (چمک) جائے تو وہ محبوب کے کان کی بالی بن جائے۔ خدایا شبِ وصل اَبد تک دراز ہوجائے اور میرا دلبر بہانے بزم سے نہ جائے۔ اے محبوب! شرف نے جب تیرے دیدار کا شربت چکھا تو اُس نے کہا :

ایسا نہ ہو کہ اُس کے لَبوں پر کوثر کا نام آجائے۔"

یہ الفاظ اُس شخصیت کے ہیں جن کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نسب سے تعلق ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اِن کا نام شرف الدّین اور کنیت ابو علی یا بُوعلی تھی اور آپ کا لقب قلندر تھا۔ یہ ۶۰۰ھ ہجری کی شروعات تھی جب آپ کی ولادت ایک بزرگ کے گھر ہوئی جن کا نام فخرالدّین سالار تھا جو خود بھی صوفی شاہ محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے۔ اِن کے مُرشد اِن سے اِس قدر خوش تھے کہ انہوں نے اپنی بہن، بی بی حافظہ جمال کا عقد اِن سے کر دیا۔ اُن کا پہلا بیٹا نظام الدّین تھا۔ جب یہ بیٹا جَوان ہوا تو وہ ہندوستان چلا گیا تجارت کیلئے اور پانی پَت

Marfat.com

میں رہنے لگا۔ کہتے ہیں کہ والدین کو اپنے بیٹے کی جُدائی برداشت نہ ہوسکی اور وہ بھی عراق چھوڑ کر پانی پت چلے آئے۔ یہیں پر حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔

کبھی کبھی کسی کی عظمت کے آثار اُن کے گہوارے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہی اس ولی کے معاملے میں ہوا۔ کہتے ہیں کہ پیدائش کے وقت حضرت بُوعلی قلندرؒ نے رونا شروع کیا اور تین دن تک رونا بند نہیں کیا۔ اِنکے والد اِنکو آنگن میں لے گئے جہاں انہوں نے ایک چمڑا پوش فقیر کو دیکھا جو اُن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ والد نے فقیر سے ہاتھ ملایا۔ اس پر فقیر نے کہا: "اے شیخ! میری مبارک باد قبول کیجئے بیٹے کی پیدائش پر۔ میں اِس بچّے کی زیارت کا مستحق ہوں۔" والد نے بچّے کی زیارت کرائی جس کی جبین نورِ سعادت سے دَمک رہی تھی۔ فقیر نے فوراً ہی اُس پیشانی کو چُوما اور نوزائیدہ بچّے کے کان میں ایک آیت پڑھی۔ بچّے نے فوراً رونا بند کر دیا۔ پھر فقیر نے والد سے کہا: "اے شیخِ محترم! آپ کا فرزندِ ارجمند عاشقِ الٰہی ہے اور عاشقوں کے بھید کی گرہ کھولنا ہرگز مناسب نہیں۔" پھر وہ فقیر وہاں سے غائب ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ یہ فقیر حضرت شاہ جمال قلندر چرم پوشؒ تھے جن کا مزار اٹک دَریا کے قریب ہے۔

Marfat.com

حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی دو بہنیں بھی تھیں جن میں سے ایک کی شادی حضرت جمال الدّین ہنسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم عربی اور فارسی میں تھی کیونکہ آپ کی والدہ عربی تھیں جبکہ آپ کے والد کا تعلق عراق سے تھا۔ پانی پت، ہندوستان میں قیام کے دوران آپ نے ہندی زبان میں بھی مہارت حاصل کی لہٰذا، آپ نے اپنے جذبات کا اظہار اِن تینوں زبانوں میں کیا تھا۔ آپ حافظِ قرآن بھی تھے۔ (قرآن شریف آپ کی زبان سے بہتے پانی کی طرح جاری ہوتا تھا۔) آپ فقہ کے پیچیدہ سوالات کو لمحوں میں حل کیا کرتے تھے۔ آپ کو فصیح عربی پر عبُور حاصل تھا، جب آپ قرآن کی تفسیر بیان کرتے تو پوری محفل پر مکمل سکوت طاری ہو جاتا۔ آپ نے کافی عرصے تک دہلی کی مشہور مسجد قوّت الاسلام میں اپنے خِطابت کے جوہر دکھائے۔

حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ درس و تدریس اور کلمۂ حق کی تبلیغ کے لئے صَرف کیا۔ دُور دَراز علاقوں کے علماء آپ کی محفلوں میں آکر شریک ہوتے اور حکمت کے موتیوں سے اپنا دامن بھرتے۔ علاؤالدّین خلجی

Marfat.com

کے زمانے میں آپ شہر کے مفتی تھے۔

روایت ہے کہ حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علی رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ آپ اکثر و بیشتر حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی حاضری دیا کرتے تھے اور آپ کا ذکر حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اِن الفاظ میں کیا ہے :

"دراں وقت برادر شیخ شرف الدّین وغیرہ موجود"

روایت ہے کہ آپ کے ہاتھ کئی ہندو راجپوتوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ پانی پت کی جنگ کے دوران خلجیوں کی وجہ سے کئی ہندو مارے گئے۔ اُن میں سے ایک عورت جو حاملہ تھی، وہ عورت کسی طرح بچ کر جوال پُور پہنچ گئی۔ وہاں اُس کا بچّہ اَمر سنگھ پیدا ہوا۔ جب یہ بچّہ بڑا ہوا تو وہ پانی پت چلا آیا تاکہ اپنے اَباء و اَجداد کی جائیداد کا دعویٰ دائر کرے۔ جب اَمر سنگھ جمنا دریا کے کنارے پہنچا تو اُس نے وہاں ایک بزرگ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اُس بزرگ کی پیشانی چمک رہی تھی اور اُنکی آنکھوں میں ایک کشش تھی۔ وہ بزرگ جو حضرت بُوعلی قلندرؒ تھے، انہوں نے فرمایا : " بیٹا ! تجھ سے اسلام کی بُو آرہی ہے۔ تم سعادت و عزت پا سکتے ہو اگر دینِ حق

Marfat.com

میں داخل ہو گئے ۔" اِن الفاظ نے اُس راجپوت کے دل کو چیر ڈالا ۔ لیکن اُس نے کہا کہ وہ اپنی ماں سے مشورہ کرے گا ۔ جس وقت ماں اُس بزرگ سے ملاقات کا قصّہ اپنے بیٹے سے سُن رہی تھی ، ماں نے حضرت بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی موجودگی کو محسوس کیا جو اُسے مائل کر رہی تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا پانی پت لوٹا اور اُس نے اس ولی کی خدمت میں پہنچ کر کلمۂ شہادت پڑھا ۔ اُس کا نام بدل کر اُسے اَمرُ اللہ خان کا نام دیا گیا ۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے خلجیوں کو اَمر اللہ کی تمام جائیداد واپس کرنے پر راضی کر لیا ۔ اس کے باعث کئی راجپوت مسلمان ہو گئے

حضرت بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے عاشق تھے جنہیں قلندر کا رتبہ حاصل تھا ۔ جب انسان سالک کے درجے کو کو پہنچتا ہے اور وہاں سے حقیقتِ ذات کا جلوہ اُسے ظاہر ہوتا ہے تو وہ ایک عارف بن جاتا ہے ۔ جب وہ اپنی پرواز میں بلندی لاتا ہے اور غیر اللہ کے بارے میں سب کچھ بُھلا دیتا ہے ، وہ اپنے وہمِ خودی کو اُتار پھینکتا ہے اور اعوانِ وصل میں پہنچتا ہے ۔ پھر وہ ایک واصل بن جاتا ہے ۔ قُرب و وَصل کی راہ نہایت طویل ہے ۔ اس راہ کی

Marfat.com

ہر منزل کی تجلّیات مختلف ہیں اور رُوح قرب کی جُداگانہ لذّتوں سے آشنا ہوتی ہے ۔ جب واصل اِس راہ میں بھی ترقّی کرے گا ، یہاں تک کہ وہ نئی بلندیاں طے کرے گا ، تو اُسے قلندر کے رُتبے سے نوازا جائے گا ۔

بقول حضرت شہاب الدّین سُہروردیؒ : "خرقۂ قلندریہ کو ایک ایسا طیّب قلب اور سُرور و حضورِ حق حاصل ہے اور اُن پر سُکرِ حال اور باطنی مستی اِس قدر غلبہ کرتی ہے کہ اُن کے ظاہری اعمال ، یعنی نوافل و آداب و تناولِ لذّت وغیرہ کم ہو جاتے ہیں ۔ وہ محض سُرور و حضورِ باطنی پر ہی اِکتفا کرتے ہیں ، مگر ترکِ فرائض نہیں کرتے ۔"

؎ اے بے خبر! چہ مذہبی از مذہبِ قلندر
برحق بود انا الحق در مشربِ قلندر
اہلِ حقیقت است او قائل بہ وحدت ست او
حرفِ دوئی نشنود وکس از لَبِ قلندر

حضرت بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی جذب و مستی کئی اولیاءِ کرام سے بہت زیادہ تھی ۔ آپ دریائے حیرت میں کئی کئی سال تک غرق رہا کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حالتِ استغراق میں تھے تو آپ کی ریش مبارک شرعی حَد

Marfat.com

سے بڑھ گئی تھی، مگر کسی کو بھی اُسے سنوارنے کی ہمّت نہیں ہوئی ۔ کچھ لوگوں نے قاضی ضیاءُ الدّین مفتی سے شکایت کی کہ یہ مَست درویش شریعت سے تجاوز کر رہا ہے ۔ قاضی نے ولی کے خلاف حکم جاری کیا کہ اُسے اس غفلت پر سَزا دی جائے جو اس نے شریعت کے بارے میں برتی ہے ۔ یہ حکم خواجہ مالک انصاری کے پاس پہنچا تو انہوں نے اُسے یہ کہتے ہوئے چاک چاک کیا کہ : "یہ درویش مَست اَلست ہے اور شرعی احکام کی پابندیوں سے معذور ہے ۔ اے قاضی ! اگر تم اس مردِ درویش کو نہیں مانتے تو اُس کی ریش اور مونچھیں خود ہی کُتر دو ۔"

جب قاضی نے یہ سنا تو اُس نے اپنے سات (۷) بیٹوں کو اس حکم پر عمل درآمد کے لئے کہا لیکن وہ بھی اس ولی کے جاہ و جلال کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے تھے ۔ پھر قاضی خود وہاں گیا ۔ اس مرتبہ قاضی نے آپ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ میں پکڑا اور بڑے احترام سے اُس کو سنوارا اور اُس کو بوسہ دیا ۔ اُس کے بعد حضرت بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا : "یہ ریش کتنی مبارک ہے کہ شریعتِ محمدی کی راہ میں پکڑی گئی ہے ۔" یہ بھی روایت

Marfat.com

ہے کہ اُس وقت قلندر کے جسم کے بال ذکرِ حق میں تھے ۔ اُن کی ریاضت اور مجاہدے کی قوّت اتنی زیادہ تھی کہ آپ بچپن میں بھی شیروں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور جب آپ کسی پتّھر پر نظر ڈالتے تو وہ پارس بن جاتا ۔ جب قلندر ذکرِ "ھُو" میں مصروف ہوتے تو آپ کے ہر بال کی جڑ سے پسینہ جاری ہوجاتا ۔ جب بوند زمین پر گرتی تو اُس سے "ھُو" کا نقش بن جاتا تھا ۔ یہ فیضان براہِ راست حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھا ۔

قلندر، اللہ کے دَرویش ہیں جو اُس کے اَنوار میں رہتے ہیں جو اُس کے سُرور میں گھوم کر ہمیشہ حالتِ رقص میں رہتے ہیں ۔ وہ تا اَبد اِسی طرح رہیں گے ۔ قلندر اپنے محبوب کے گرد گھومتا ہے اور دنیا اللہ کے قلندر کے گِرد گھومتی ہے ۔

اے اُمتِ محمّدی ! اللہ کے اولیاء کے ہاتھوں کو تھامے رہیں اور اُنہیں مضبوطی سے تھامیں ۔ اُن سے کائناتوں کے بھیدوں کی تعلیم حاصل کریں اور اُن کے ہمراہ حقیقت کے مہا ساگر میں غوطہ لگائیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جن کے دل اولیاء اللہ کے دلوں سے پیوست ہیں اُنہیں تمام کائناتوں کے خزانے حاصل ہیں ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینے میں اپنی خاص نعمت سے نوازے۔

آمین!

ثم آمین۔

Marfat.com

صدائے سرمدی

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com